اداریے بابت

رمضان المبارک

(2020ء تا 2022ء)

ادارہ الفضل آن لائن لندن

ادارہ الفضل آن لائن کی 32 ویں کاوش

ربنا تقبل منا

❁❁❁

اداریے بابت رمضان المبارک

(2020ء تا 2022ء)

مضمون نگار: حنیف محمود

مرتبہ: منہاس محمود

ادارہ الفضل آن لائن لندن

رابطہ کرنے کے لیے

ویب سائٹ: www.alfazlonline.org

ای میل ایڈریس: info@alfazlonline.org

editor@alfazlonline.org

فون نمبر: +44 79 5161 4020

+44 73 7615 9966

آن لائن ایڈیشن

دیباچہ

رمضان کا مہینہ بہت مبارک مہینہ ہے جو "سید الشہور" یعنی مہینوں کا سردار کہلاتا ہے۔ اس میں شرائط کے ساتھ روزے رکھنا اور عبادات بجالانا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ امر بھی پسند ہے کہ ہر مومن جہاں روزہ رکھے، تمام عبادات حسب توفیق بجالائے وہاں روزہ رکھنے اور رمضان سے متعلقہ عبادات بارے اپنے عزیز و اقارب، دوست احباب اور اپنے سے تعلق رکھنے والوں کو ان کی ترغیب بھی دلائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان سے قبل اپنی ازواج مطہرات اور صحابہ کے ساتھ مجالس عرفان میں رمضان کے فیوض وبرکات اور اہمیت بارے نصائح فرمایا کرتے تھے۔

- آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الدَّالُّ عَلَی الخَیرِ کَفَاعِلِہ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 377)

کہ نیک باتوں کا بتانے والا ان پر عمل کرنے والے کی طرح ہوتا ہے یعنی عمل کرنے والے کی طرح، داعی الی الخیر کو بھی ثواب واجر ملے گا۔

- آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علیؓ کو خدا کی قسم کھا کر کہنا کہ خدا کی قسم! تیرے ذریعہ ایک آدمی کا ہدایت پاجانا اعلیٰ درجے کی سرخ اونٹوں کے مل جانے سے زیادہ بہتر ہے (مسلم کتاب الفضائل) اس سے کسی بھٹکی ہوئی روح کے مسلمان ہونے کے ساتھ آپ کے وعظ سے ایک مسلمان کا کمزوریاں اور خامیاں چھوڑ کر حقیقی اسلام یعنی عمل کی دنیا میں آنا بھی مراد ہے۔

- بلکہ ایک موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ ونصیحت کو جہاد کے زمرے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہاتھ، زبان اور دل کے ذریعہ جو جہاد کرے وہ بھی مومن ہے۔

(مسلم کتاب الایمان)

خاکسار نے اسی مبارک جہاد میں حصہ لینے کے لئے فیصلہ کیا کہ رمضان المبارک 2023ء کی آمد سے قبل الفضل آن لائن کے پہلے تین رمضان میں شائع ہونے والے اداریوں کو یکجائی شکل دے دی جائے۔ چنانچہ جب اس سلسلہ میں کام کا آغاز ہوا اور اس دفعہ جرمنی سے الفضل کے لئے اپنی خدمات پیش کرنے والے ایک نئے خادم مکرم منہاس محمود سے کام کا آغاز کروایا گیا۔ کل اداریوں کی تعداد 67 اس تحفہ میں پیش ہے۔

امید ہے کہ دوست احباب وخواتین جب ان اداریوں کو پڑھیں گے تو ضرور جہاں استفادہ کریں گے وہاں مجھے، الفضل آن لائن اور تمام کارکنان اور رضاکارانہ خدمات بجالانے والوں کے لئے اس رمضان میں خصوصی دعائیں کریں گے۔ نیز مکرم منہاس محمود اور مکرم سید عمار احمد اور دیگر خدمات بجالانے والوں کے لئے دعا کرتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ اس رمضان کی ہماری تمام عبادات کو قبول فرمائے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلاتا رہے۔ آمین

کان اللہ معکم

حنیف محمود

ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن لندن

انڈیکس

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	اداریہ جات سال2020ء	
1	رمضان میں روحانی پیدائش	3
2	رمضان کی تیاری اسوہ رسولؐ کی روشنی میں	6
3	رمضان میں کرنے کے کام	13
4	رمضان کے فضائل	16
5	رمضان اور قرآن لازم وملزوم ہیں	21
6	پیشہ ہے رونا ہمارا پیشِ رب ذوالمنن	24
7	رمضان، کا مبارک اور دعاؤں کا مہینہ ہے	28
8	خلیفۂ وقت کی باتوں پر کان دھریں	34
9	راتوں کی نیند کو عبادت کے لئے وقف کرنا بھی انفاق فی سبیل اللہ ہے	36
10	خدا کا دیا (چراغ)	39
11	اِنِّی مُھَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں	42
12	رمضان، اونٹ کی کوہان اور ہمارا بنک بیلنس	45
13	رمضان بطور نیویگیٹر (Navigator)	47
14	رمضان اور نماز باجماعت	49
15	فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ	54
16	نماز میں معرفت کیسے حاصل کی جاسکتی ہے	59

17	جنگ بدر کے قصہ کو مت بھولو	64
18	رمضان اور اصلاحِ نفس	70
19	رمضان کو اپنی نمازوں سے مزین کریں	74
20	رمضان کے آخری عشرہ میں ایک مومن کی کیفیت	77
21	خود احتسابی	80
22	نظام جماعت سے وابستگی اور اطاعت عہدیداران	83
23	رمضان کا درس سارا سال جاری رہتا ہے	91
24	شادی بیاہ پر بجالانے والی رسومات بارے اسلامی تعلیم	95
25	لاک ڈاؤن سے اپنائی گئی خوبیاں و اچھائیاں	100
26	خوشی کے موقع پر تحائف دینے کے آداب (عید کے تحائف)	105
27	شوال کے روزے	112
28	جمعۃ الوداع اور ہماری ذمہ داریاں	115
29	عید سعید کی برکات اور ایک مومن کی ذمہ داریاں	119
	اداریہ جات سال 2021ء	
30	رحمت (القرآن)	128
31	رنگ انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے	135
32	قرآن روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لئے شفا کا موجب ہے (قسط اوّل)	141
33	قرآن روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لئے شفا کا موجب ہے (قسط دوم)	146
34	رمضان کے بارے میں قرآنی احکام	159
35	کفّارات اور درجات کیا ہیں؟	162
36	مادی اور روحانی زندگی	168
37	رمضان میں دعاؤں کی تحریک	172

38	اے خواجہ! درد نیست وگرنہ طبیب ہست	173
39	دوا! اپنے وزن کے مطابق استعمال سے ہی فائدہ دیتی ہے	177
40	روحانی اولاد	181
	اداریہ جات سال 2022ء	
41	ماہ رمضان 1443 ہجری قمری	187
42	When It's Gone, It's Gone	188
43	بھانڈے قلعی کرالو انسانی اعضاء کو رمضان کی بھٹی میں ڈال کر صاف کرنے کی ضرورت	192
44	آئینہ کے اوصاف اپنانے کی تلقین الفضل آن لائن کا بھی بطور آئینہ استعمال ضروری ہے	199
45	رمضان کے پہلے عشرہ رحمت کی مناسبت سے قرآنی دعائیں	204
46	رمضان کے پہلے عشرہ رحمت کی مناسبت سے ادعیہ ماثورہ	209
47	رمضان کے پہلے عشرہ رحمت کی مناسبت سے حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں	211
48	رمضان کا انتساب براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہے	214
49	روحانی اور مادی بہار کے باغیچے کے کھلتے پھول	220
50	رمضان اور نفس کی تطہیر	225
51	رمضان المبارک کا دوسرا عشرہ مغفرت اور اس میں بخشش طلب کرنے کی قرآنی دعائیں	230
52	رمضان المبارک۔ انسانی کثافتوں کو صاف کرنے کا روحانی چھٹہ	234
53	رمضان کے دوسرے عشرہ، مغفرت اور اس میں بخشش طلب کرنے کی ادعیہ ماثورہ	238

54	چالیس کا ہندسہ اور ہماری ذمہ داریاں	242
55	رمضان کے دوسرے عشرہ مغفرت اور اس میں بخشش طلب کرنے کی مناسبت سے حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں	250
56	رمضان المبارک کا تیسرا عشرہ آگ سے نجات اور اس سے متعلق قرآنی دعائیں	252
57	جو عالی ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کر ملتے ہیں	254
58	رمضان کے تیسرے عشرہ (آگ سے نجات) اور اس سے متعلق ادعیہ ماثورہ	258
59	مادی اور روحانی بیکٹیریا کی تلفی	262
60	رمضان کی نیکیوں کا سلسلہ سال بھر جاری رہے	264
61	رمضان کے تیسرے عشرہ (آگ سے نجات) اور اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں	266
62	آج ہمارے گھر میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آئے (الہام مسیح موعودؑ)	268
63	مادی عطر اور روحانی خوشبو سے ممسوح کرنا	274
64	"زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے" (حضرت مسیح موعودؑ)	278
65	مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے	285
66	جمعۃ الوداع یا جمعۃ الاستقبال	289
67	عید کا سبق، غرباء پروری	296
68	مضامین کے لنکس	302
69	ادارہ الفضل آن لائن کی کتب	310

*****

اداریہ جات

سال2020ء

﴿1﴾

رمضان میں روحانی پیدائش

اسلام میں بہت سے امور میں مادی اور روحانی نظام کی مثالیں دے کر مذہبی امور کی وضاحت اور اہمیت بیان کی گئی ہے۔ جیسے پانی مادی روئیدگی کا موجب بنتا ہے۔ اسی طرح روحانی پانی مومنوں کی روحانی، اخلاقی روئیدگی اور سرسبزی کے لئے اللہ تعالیٰ مومنوں پر اُتارتا ہے۔ کچھ ایسی ہی کیفیت رمضان کے مہینہ کی ہے۔

جس طرح اللہ نے دنیا میں پیدائش انسانی کے لئے ایک مکمل نظام وضع کر رکھا ہے۔ مادہ تولید کے بعد مختلف مراحل میں سے گزرتا ہوا ایک بچہ مکمل ہو کر نو ماہ میں پیدا ہوتا ہے جو دنیا کی تمام آلائشوں، گندگیوں اور برائیوں سے پاک وصاف ہوتا ہے۔ اسی لئے آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ بچہ فطرت انسانی پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے والدین اس کو یہودی، صابی، نصرانی یا مسلمان بناتے ہیں۔

بعینہٖ رمضان، اسلامی کیلنڈر ہجری قمری کا نواں مہینہ ہے جس میں ایک مومن اپنی روحانی تکمیل کرتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ رمضان کے مبارک مہینہ میں ایسے نیک اعمال بجالاؤ کہ تم اس کے اختتام پر نومولود بچے کی طرح پاک صاف ہو کر نکلو جو تمام آلائشوں، گندگیوں سے پاک ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ میں اس اعلیٰ نکتہ کو یوں بیان فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں۔

”اس میں ایک عجیب سرّ یہ ہے کہ یہ مہینہ آغاز سن ہجری سے نواں مہینہ ہے یعنی 1۔ محرم 2۔ صفر 3۔ ربیع الاول 4۔ ربیع الثانی 5۔ جمادی الاول 6۔ جمادی الثانی 7۔ رجب 8۔ شعبان 9۔ رمضان اور یہ ظاہر ہے کہ انسان کی تکمیل

جسمانی شکم مادر میں نو ماہ میں ہی ہوتی ہے اور عدد نو کا، فی نفسہٖ بھی ایک ایسا کامل عدد ہے کہ باقی اعداد اس کے احاد سے مرکب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ لاغیر۔ اس میں اشارہ اس امر کی طرف ہوا کہ انسان کی روحانی تکمیل بھی اسی نویں مہینے رمضان ہی میں ہونی چاہئے اور وہ بھی اس تدریج کے ساتھ کہ آغاز شہود ہجری سے ہر ایک ماہ میں ایام بیض وغیرہ کے روزے رکھنے سے بتدریج تصفیہ قلب حاصل ہوتا رہا"

(19/اکتوبر1906ء۔ خطبات نور صفحہ 231-232)

اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون سی برائیاں ہیں جن کو ترک کر کے ہم نومولود بچے کی طرح اپنی پیدائش کر سکتے ہیں۔ حضرت مرزا بشیر احمدؓ نے ایک دفعہ روزنامہ الفضل کے ایک مضمون کے ذریعہ 56 بدیوں کا ذکر کیا تھا۔ جن میں سے چند ایک برائیوں اور بدیوں کی نشاندہی اس ارادہ سے کی جارہی ہے کہ رمضان میں ہم انہیں ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔

- فرض نماز میں سستی
- نماز باجماعت میں سستی
- تہجد کی نماز میں سستی
- روزہ رکھنے میں سستی، بغیر واجبی عذر کے یونہی کسی بہانے پر روزہ ترک کر دینا۔ جو روزے کسی عذر پر چھوڑے جائیں بعد میں ان کو پورا کرنے یا فدیہ دینے میں سستی
- صاحب نصاب ہونے کے باوجود زکوۃ ادا کرنے میں سستی
- جماعت کے چندوں کو باقاعدہ برقت ادا کرنے میں سستی
- اپنے بچوں کو نماز کی عادت ڈالنے اور اپنے ساتھ مسجد میں لانے کی سستی
- جھوٹ بولنا
- دوسروں پر جھوٹے افتراء باندھنا
- بدنظری

- دینی پردہ کی حدود کو توڑنا
- ماں باپ کی خدمت اور فرمانبرداری میں سستی
- بیوی کے ساتھ بدسلوکی اور سختی سے پیش آنا یا عورت کی صورت میں خاوند کے ساتھ بدسلوکی اور تمرد سے پیش آنا اور خاوند کی خدمت میں سستی کرنا
- حقہ یا سگریٹ نوشی کا استعمال
- یتامیٰ کے مال میں خیانت یا بے جا تصرف کرنا
- یتیموں کی پرورش میں سستی یا بے احتیاطی کرنا
- کھانے پینے میں اسراف
- بدظنی کی عادت یعنی دوسرے کے ہر فعل کی تہہ میں کسی خاص خراب نیت کی جستجو رکھنا

ان (چند کمزوریوں) میں سے کوئی ایک یا ایک سے زائد کمزوری مدنظر رکھ کر ان کے متعلق اس رمضان کے مہینہ میں اپنے دل میں عہد کیا جائے کہ آئندہ خواہ کچھ ہو ہر حال میں ان سے کلی اجتناب کیا جائے گا اور پھر اس عہد پر دوست اسی پختگی اور ایسے عزم کے ساتھ قائم ہوں کہ خدا کے فضل سے دنیا کی کوئی طاقت انہیں اس عزم سے ہلا نہ سکے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 اپریل 2020ء)

﴿2﴾

رمضان کی تیاری اسوہ رسولؐ کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ کو پانے اور لقائے باری تعالیٰ کے لئے سعی کرنے میں ایک مومن کے جو روحانی محاذ ہیں ان میں سے رمضان کا مہینہ سب سے زیادہ موزوں ہے۔ جس کے لئے بہت بڑی تیاری کی ضرورت ہے۔ کیونکہ فوج میں جتنا بڑا محاذ ہو تیاری بھی اتنی بڑی کی جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے متعلق آتا ہے کہ آپؐ رمضان کے آنے سے قبل کمر ہمت کس لیتے، نوافل اور عبادات میں اضافہ فرمادیتے، محفلوں اور مجالس عرفان میں رمضان کی برکات و اہمیت کا ذکر فرماتے اور یوں روزوں کے لئے مشقت برداشت کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرتے۔ احادیث کی رو سے حضرت رسول کریم ﷺ نفلی روزے ترجیحاً شعبان میں ہی رکھا کرتے تھے

(بخاری کتاب الصوم۔ باب صوم شعبان)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (جن کے متعلق آتا ہے کہ نصف دین اگر سیکھنا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سیکھو) بھی شعبان میں گزشتہ ماہ رمضان کے چھوٹ جانے والے روزے رکھا کرتی تھیں۔

(ترمذی کتاب الصوم۔ باب تاخیر قضاء رمضان)

دائرہ معارف اسلام میں شعبان کے لفظ کے تحت لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ شعبان میں اتنی کثرت سے روزے رکھتے کہ اکثر آپؐ شعبان کو رمضان سے ملادیتے۔ مگر امت کو شعبان میں بکثرت روزے رکھنے سے منع فرمادیا تاکہ وہ رمضان کے لئے تازہ دم رہیں۔

ایک دفعہ شعبان کے آخری روز آنحضور ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں رمضان کی اہمیت و برکات کا یوں ذکر فرمایا۔

اے لوگو! تم پر ایک بڑی عظمت والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے۔ ہاں! ایک برکتوں والا مہینہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص کسی نفلی عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اسے اس نفل کا ثواب عام دنوں میں فرض ادا کرنے کے برابر ملے گا۔ اور جس نے اس مہینہ میں ایک فرض ادا کیا اسے عام دنوں کے ستّر فرض ادا کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ اور یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ ہمدردی و غمخواری کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں روزہ دار کی افطاری کرواتا ہے تو یہ عمل اس کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جاتا ہے اور اسے آگ سے آزاد کیا جاتا ہے اور اسے روزہ دار کے اجر کے برابر ثواب ملتا ہے بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر میں کچھ کمی ہو۔ صحابہؓ نے آنحضور ﷺ سے سوال کیا: ہم میں سے ہر ایک کی اتنی توفیق نہیں کہ روزہ دار کی افطاری کا انتظام کر سکے تو آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ افطاری کا یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا کرتا ہے جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ میں پانی ملا کر دودھ کی کچی لسی یا کھجور سے یا پانی کے ایک گھونٹ سے ہی روزہ کھلوا دیتا ہے اور جو روزہ دار کو سیر کر کے پیٹ بھر کے کھانا کھلائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض کوثر سے ایسا شربت پلائے گا کہ اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو گا۔

اور یہ ایسا مہینہ ہے جس کی ابتداء نزول رحمت ہے اور جس کا وسط مغفرت کا وقت ہے اور جس کا آخر کامل اجر پانے یعنی آگ سے آزادی کا زمانہ ہے اور جو شخص اس مہینے میں اپنے مزدور یا خادم سے اس کے کام کا بوجھ ہلکا کرتا ہے اور کم خدمت لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی بخش دے گا اور اسے آگ سے آزاد کر دے گا "

(مشکوٰۃ کتاب الصوم۔ الفصل الثالث)

شعبان کو آنحضور ﷺ نے "شھری" یعنی میرا مہینہ اور رمضان کو "شھر اللہ" یعنی اللہ کا مہینہ قرار دے کر اسی تیاری کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ شعبان کے لفظ کا اگر لغات کی کتب کے حوالہ سے جائزہ لیا جائے تو بہت ہی دلچسپ مضمون اُبھرتا ہے اور شعبان میں رمضان کی تیاری کا بہت گہرا تعلق قائم ہوتا ہے۔ لسان العرب میں شعبان کے معنوں میں لکھا ہے کہ عرب قوم اس ماہ پانی کی تلاش میں نکلا کرتی تھی۔

آنحضرت ﷺ روحانی پانی کی تلاش میں پہلے سے بڑھ کر اس ماہ میں سعی فرمایا کرتے تھے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک رات آپؐ کو ڈھونڈتی ڈھونڈتی جنت البقیع میں جا پہنچیں جہاں آپؐ نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے عبادات میں مصروف تھے۔

شعبان (جو عربی کا لفظ ہے) کا مادہ "(root) شعب" ہے جس کے بنیادی معنی اس پہاڑی سڑک کے ہیں جو انسان کو بلندی کی طرف لے جائے۔ ایک مومن شعبان میں رمضان کی تیاری کے لئے اس راستہ پر چل کر رمضان میں اپنی رفعتوں کو چھوتا ہے اور "شعبہ" درخت کی ایسی شاخ کو کہتے ہیں جو آگے شاخیں پیدا کرتی ہے پھوٹتی اور نئی کونپلیں نکالتی ہے۔ ان معنوں میں اگر شعبان کو لیں تو ایسا درخت جو شعبان میں شاخیں نکالتا ہے اور رمضان میں جا کر وہ پھلوں سے لد جاتا ہے اور رمضان میں ان میٹھے رس بھرے مختلف ذائقوں والے پھلوں سے مومن محظوظ ہوتا ہے۔

اسی طرح بڑی نہر سے چھوٹی نہریں جسے ہم راجباہ کہتے ہیں نکلنے کے معنی میں بھی یہ مادہ شعب استعمال ہوتا ہے اور یوں رمضان سے قبل ایک مومن شعبان میں اپنے اپنے اعمال کو کھنگالتا ہے اور جائزہ لیتا ہے کہ میں ان دینی اعمال پر عمل پیرا ہونے میں کہاں کھڑا ہوں۔ جائزہ لینے پر وہ نئے نئے عہد و پیمان باندھتا اور نئے نئے نیک عمل کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور اس طرح ایک بڑے نیک عمل کی فروعات پر بھی عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ ایم اے رمضان سے قبل یا ابتدائے رمضان میں "رمضان المبارک کی برکات سے فائدہ اٹھاؤ" کے عنوان سے ایک مختصر سا مضمون افادہ عام کے لئے قلمبند فرمایا کرتے تھے جو روزنامہ الفضل میں شائع ہوتا۔ ایک دفعہ آپ نے تحریر فرمایا۔

اس بات کا عہد کر لیں کہ رمضان کا مہینہ آپ کی زندگیوں میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا کر کے جائے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو چاہئے کہ ہر رمضان کے موقع پر اپنے دل کے ساتھ کم از کم یہ عہد باندھ لے کہ وہ اس رمضان میں اپنی فلاں کمزوری کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دے گا۔ اور پھر اس عہد کو پورا کر کے چھوڑے تا کہ اور نہیں تو رمضان کا مہینہ اسے ایک کمزوری اور نقص سے تو پاک کرنے کا موجب ہو۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہماری جماعت کے احباب حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کی تعمیل کے لئے کمر ہمت باندھ لیں تو خدا کے فضل سے عید کا دن ہماری جماعت کے قدم کو بہت آگے پائے گا۔ ہم لوگوں میں ابھی بہت سی کمزوریاں اور نقص ہیں۔ کوئی نماز میں سست ہے۔ کوئی چندوں کی ادائیگی میں ڈھیلا ہے۔

کوئی لین دین میں صاف نہیں۔ کوئی لغو اور فضول عادات میں مبتلا ہے۔ غرض کسی میں کوئی نقص ہے اور کسی میں کوئی۔ پس آؤ آج سے ہم میں سے ہر فرد یہ عہد کرے کہ رمضان کے گزرنے سے قبل وہ اپنی فلاں کمزوری کو ترک کر دے گا اور پھر کبھی اپنے آپ کو اس کمزوری کے سامنے مغلوب نہیں ہونے دے گا۔ یہ کوئی بڑا عہد نہیں ہے بلکہ ایک معمولی ہمت کا کام ہے۔ اور اگر رمضان کا مہینہ اتنی بھی تبدیلی ہمارے اندر نہ پیدا کر سکے تو اس کا آنا یا نہ آنا ہمارے لئے برابر ہے"

الغرض شعبان کے لفظ میں پھٹنے یا نیا راستہ نکالنے کے معنی ہیں جو آگے چل کر جنت کا راستہ دکھلاتا ہے یا زمینوں کو سیراب کرتا ہے۔ نیز شعبان کے مادہ "ش ع ب" سے آگے جو الفاظ بنتے ہیں ان میں "الشعیب" کے معنی توشہ دان یا مشک کے ہیں اور ان معنوں کو بھی اگر رمضان پر اطلاق کریں تو بہت ہی لطیف تعلق شعبان کا رمضان سے بنتا ہے۔ انسان کی نیکیوں سے اس کے روحانی توشہ دان بھرتے ہیں جو سال کے بقیہ دنوں میں اس کے کام آتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔

اِذَا سَلِمَ لِرَمَضَانُ سَلِمَتِ السَّنَةُ کہ اگر رمضان سلامتی سے گزر گیا تو پورا سال سلامتی سے گزر گیا۔

(در منثور جلد اول تفسیر سورۃ البقرہ آیت:219)

شعبان میں رمضان کے لئے تیاری کے مفہوم کو ایک مثال سے بھی واضح کیا جاسکتا ہے۔ بعض لوگ ان دنوں کو warm up ہونے کے دن قرار دیتے ہیں۔ جس طرح ایک پہلوان اکھاڑے میں جانے سے پہلے یا ایک کھلاڑی میدان میں اترنے سے پہلے اچھل کود اور ورزش کر کے اپنے آپ کو warm up کرتا ہے۔ اسی طرح یہ دن ایک روحانی پہلوان کے لئے اللہ تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کا ہو جانے کے لئے، اس کے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کا مکمل مطیع و فرمانبردار بننے کے لئے جس مجاہدہ سے اسے آئندہ دنوں میں گزرنا ہے اپنے آپ کو warm up کرنے کے دن ہیں۔ گویا کہ جہاں اس دنیا میں ایک مومن اللہ کو پانے کے لئے تیاریوں میں مصروف ہوتا ہے تو دوسری جانب اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی رمضان کے استقبال کی تیاریاں ہو رہی ہوتی ہیں اور جنت سجائی جاتی ہے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ماہ رمضان کے استقبال کے لئے سارا سال جنت سجائی جاتی ہے اور جب رمضان آتا ہے تو جنت کہتی ہے کہ اے اللہ! اس مہینے میں اپنے بندوں کو میرے لئے خاص کر دے۔

(سنن بیہقی شعب الإیمان- فضائل شهر رمضان۔باب الجنة تزين من الحول إلى الحول لشهر رمضان)

اس لئے ہر مومن کو اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰؐ کے اس فرمان کو سامنے رکھ کر جنت کے حصول کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دینی چاہئے۔ آپؐ فرماتے ہیں:

”میری امت ہرگز رسوا نہ ہو گی جب تک رمضان کا قیام کرتی رہے گی۔ اگر لوگ جان لیں کہ رمضان کے کس قدر فوائد ہیں تو پھر میری امت یہ تمنا کرے کہ رمضان سارا سال رہے“

(کنز العمال۔ الجزء الثامن۔ حدیث نمبر 23715)

پھر فرمایا۔
اللہ تعالیٰ نے رمضان کو تم پر فرض کیا ہے اور میں نے اس کی راتوں کی عبادت کو تمہارے لئے بطور سنت قائم کر دی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل مسند حضرت عبد الرحمٰن بن عوف حدیث نمبر 1710)

پس موسم بہار کے آنے سے قبل ہواؤں کی سرسراہٹ، بادلوں کے رنگ بدلنے اور پودوں کے مہکنے سے موسم بہار کی اطلاع مل رہی ہوتی ہے۔ اس طرح روحانی موسم بہار کے آنے سے قبل درخت وجود کی سرسبز شاخیں بھی پھل لانے کے لئے تیاری کر رہی ہوتی ہیں اور روحانی مال ومتاع کو سمیٹنے کے لئے کمر ہمت کس لیتے ہیں۔ اپنے گناہوں اور غفلتوں کے بوجھ اُتار پھینک کر بخشش اور مغفرت کے آب حیات کے جام نوش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف جاری وساری سفر میں تیزی لے آتے ہیں تاایسا نہ ہو کہ رمضان کے گزرنے پر ہمارے ہاتھ پھر خالی کے خالی رہ جائیں اور روح تشنہ۔ پس ہم سب کو دل کی گہرائیوں سے رمضان کو جی آیاں نوں، اھلاًوسھلاًومرحبا کہنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ اس نیت، ارادہ، خواہش اور دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ اس کے تقدس کو قائم کرنے کی ہمیں توفیق دے۔ اس کی برکات سے بھرپور استفادہ کرنے کی ہمت دے اور ہم جب رمضان کو الوداع کر رہے ہوں تو یہ ہمارے اندر داخل ہو چکا ہو۔ خدا کرے یہ رمضان ہم سب کے لئے، ساری دنیا میں پھیلے احمدیوں کے لئے اور ساری انسانیت کے لئے خیر لے کر آئے اور ہم سب کو خیر دے کر جائے۔ آمین۔

اب آخر میں آئیں دیکھیں! رمضان کی تیاری میں ہمیں کس قسم کے عہد وپیمان باندھنے ہیں۔ اپنا ایک زیرو پوائنٹ مقرر کر کے خدا کی طرف تیزی سے سفر اختیار کرنے کے کون کون سے امور ہیں جن کے حوالہ سے ہمیں تیاری کرنی ہے۔

1. پنج وقتہ نماز کی ادائیگی میں باقاعدگی
2. نماز تہجد کے لئے کوشش
3. نوافل کی ادائیگی میں کثرت
4. تلاوت قرآن پاک میں کثرت تا رمضان میں کم از کم ایک مرتبہ قرآن کریم کا دور مکمل ہو
5. قرآنی سورتوں اور ادعیہ ماثورہ جو یاد ہیں ان کو دہرانا تا رمضان میں نوافل میں کثرت سے ان کا ورد کیا جائے
6. MTA پر حضور انور ایدہ اللہ کے خطبات باقاعدگی سے سننا
7. بیوت الذکر میں قرآن وحدیث کے درس سن کر نیکی کی باتوں کو دلوں میں اُتارنا
8. اخبارات ورسائل میں رمضان سے متعلقہ مضامین کا مطالعہ کر کے عبادات میں چاشنی پیدا کرنا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابو مسعود غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رمضان شروع ہونے کے بعد ایک روز آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر لوگوں کو رمضان کی فضیلت کا علم ہوتا تو میری اُمّت اس بات کی خواہش کرتی کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔ اس پر بنو خزاعہ کے ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے نبیؐ! ہمیں رمضان کے فضائل سے آگاہ کریں۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا یقیناً جنت کو رمضان کے لئے سال کے آغاز سے آخر تک مزین کیا جاتا ہے۔ پس جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش الٰہی کے نیچے ہوائیں چلتی ہیں۔

(الترغیب والترھیب۔کتاب الصوم۔ الترغیب فی صیام رمضان احتساباً... حدیث نمبر 1498)

پس یہ ہوائیں بھی اللہ تعالیٰ کے پاک بندوں کو جنہوں نے یہ عہد کیا ہو کہ اپنے اندر رمضان میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں اور تقویٰ اختیار کرنا ہے اونچا اڑا کر لے جانے والی ثابت ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی بنتی ہیں۔ یہ جو فرمایا کہ سارا سال جنت کی تزئین و آرائش ہو رہی ہے اس کا فیض یونہی نہیں مل جاتا۔ یقیناً روزوں کے ساتھ عمل بھی چاہئیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ اتنا اہتمام فرما رہا ہو کہ سارا سال جنت کی تیاری ہو رہی ہے کہ رمضان آ رہا ہے میرے بندے اس میں روزے رکھیں گے، تقویٰ پر چلیں گے، نیک اعمال کریں گے اور میں ان کو بخشوں گا اور میں قرب دوں گا۔ تو ہمیں بھی تو اپنے دلوں کو بدلنا چاہئے۔ ہمیں بھی تو اس لحاظ سے تیاری کرنی چاہئے اور جو اللہ تعالیٰ نے موقع میسر کیا ہے اس سے فیض اٹھانا چاہئے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 اپریل 2020ء)

﴿3﴾

رمضان میں کرنے کے کام

- اپنے رب کو تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ اپنے رب کو مَل لیں اور اس کا ہو جائیں اور وہ آپ کا ہو جائے۔
- اگر شرعی عذر نہ ہو تو روزہ ضرور رکھیں۔ روزے داروں کے لئے جنت میں داخلے کا دروازہ ''ریان'' ہے۔ اس کے حصول کے لئے دعا بھی کریں۔
- روزوں کا مقصد قرآن کریم میں '' لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ'' بیان ہوا ہے۔ لہٰذا تقویٰ اختیار کریں۔
- اپنی اصلاح نفس کریں۔ حدیث میں ہے فَاحْفَظُوْا فِيْهِ اَنْفُسَكُمْ کہ رمضان میں اپنے نفوس کی حفاظت کرو۔
- آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے تین عشروں کو بالترتیب رحمت، مغفرت اور آگ سے نجات کا عشرہ قرار دیا ہے۔ اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں۔
- پنجوقتہ نماز ادا کی جائے۔ اگر ممکن ہو تو مساجد، نماز سنٹرز میں جا کر نماز باجماعت ادا کریں۔
- اپنے بچوں کو نماز کے لئے مساجد اپنے ساتھ لے کر جائیں۔
- روزانہ نماز تہجد کا اہتمام کریں۔ کم از کم 2 نفل ضرور ادا کریں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے رمضان میں راتوں کا قیام تمہارے لئے بطور سنت چھوڑا ہے۔
- اپنے اہل وعیال کو بھی تہجد کے لئے بیدار کریں۔
- حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک کی تعمیل میں 2 نفل روزانہ ادا کئے جائیں۔
- اللہ تعالیٰ کی عبادات کی ادائیگی اور روزوں کی توفیق پانے پر شکرانے کے نوافل ادا کریں۔

- روزانہ تلاوت قرآن کریم ہو۔ کوشش کریں کہ کم از کم ایک بار قرآن کا دور مکمل ہو۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ روزے، قرآن اور آخری روز بندے کے لئے سفارش کریں گے۔
- مساجد میں نماز فجر یا دیگر نمازوں کے بعد درس ہو تو ضرور سُنیں۔ بصورت دیگر گھر میں اہل خانہ کے ساتھ نماز باجماعت ادا کر کے درس کو رواج دیں۔
- نماز عصر کے بعد ایم ٹی اے پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے درس Repeat نشر ہوتے ہیں۔ انہیں سننے کی عادت بنائیں۔
- اگر آپ کے گھر ایم ٹی اے میسر نہیں تو اس روحانی مائدہ کو ضرور لگوائیں۔ حضور انور کے خطبات اور دیگر live پروگرامز ضرور دیکھیں۔
- تسبیح و تحمید سے اپنی زبانیں تر رکھیں اور استغفار و درود شریف کا کثرت سے ورد کریں۔
- افطاری و سحری کا وقت دعاؤں میں گزاریں۔ یہ اوقات قبولیت دعا کے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اہل زمین پر عذاب بھیجنے کا ارادہ کرتا ہوں پھر جب میں اپنے گھروں کو آباد کرنے والوں اور مجھ سے محبت رکھنے والوں اور تہجد پڑھنے والوں اور سحری کے وقت استغفار کرنے والوں کو دیکھتا ہوں تو ان کی خاطر میں ان (سب اہل زمین) سے عذاب کو پھیر دیتا ہوں۔

(بحوالہ تفسیر القرطبی)

- رمضان میں کثرت سے دعائیں کریں۔ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ اکثر الجزائر، پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا کے احمدیوں کے لئے دعا کی تلقین کرتے ہیں۔ احمدیت کی ترقی کے لئے دعائیں کی جائیں۔
- غزوہ بدر بھی رمضان میں ہوئی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "بدر کے قصہ کو مت بھولو"۔ اس ناطہ سے تمام امت اور دنیا کے لئے دعا کریں اور یہ بھی دعا کریں کہ اے اللہ! اگر آج تیری عبادت کرنے والے یہ چند لوگ ہلاک ہو جائیں تو تیری عبادت کرنے والے دنیا میں نہ ہوں گے۔

- کم سونا، کم کھانا، اور کم بولنا صوفیاء کی علامات بیان کی جاتی ہیں اور رمضان ان علامتوں کو اپنانے کا بہترین موقع ہے۔
- اپنا محاسبہ کرتے ہوئے روزے رکھیں۔
- جھوٹ، غیبت، جھگڑے، گالی دینے اور غصہ کرنے سے اجتناب کریں۔
- اپنی بیویوں سے حسن سلوک سے پیش آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں روزوں کا ذکر فرمایا ہے وہاں میاں بیوی کو ایک دوسرے کے لئے "لباس" قرار دیا ہے۔
- اگر ممکن ہو اور حالات اجازت دیں تو اعتکاف ضرور کریں اور لیلۃ القدر تلاش کریں۔
- کثرت سے صدقات دیں اور فطرانہ جلد ادا کریں۔
- فدیہ بھی اگر طاقت ہو تو ضرور دیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ روزہ کی توفیق کے لئے فدیہ دینا چاہئے۔
- غرباء اور مستحقین کی مدد کریں۔
- عید کے موقع پر غرباء پروری کو رواج دیں۔
- تحریک جدید اور وقف جدید کے وعدہ جات کی ادائیگی کریں اور عید فنڈ بھی ادا کریں۔
- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ رمضان کے آخری روز اگر درس القرآن ارشاد فرمائیں تو اس سے ضرور استفادہ کریں۔
- آج کل تمام دنیا جان لیوا کرونا وائرس میں مبتلا ہے انسانیت کی حفاظت کے لئے دعا کریں۔
- اللہ تعالیٰ سب کو اس وباء سے محفوظ رکھے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 اپریل 2020ء)

﴿4﴾

رمضان کے فضائل

ہم آج ایک بہت ہی مبارک مہینہ جو تمام مہینوں کا سردار ہے، میں داخل ہو رہے ہیں۔ ہم میں سے ہر کوئی اپنی اپنی بساط اور طاقت سے، عبادات کے ذریعہ، جانی اور مال کی قربانیوں کے ذریعہ رمضان کو اپنے اندر داخل کرنے کی کوشش کرے گا اور جس کسی کے اندر رمضان داخل ہو گیا وہی خدا کی نگاہ میں کامیاب ٹھہرا۔ کیونکہ یہی رمضان کا مقصد اور لب لباب ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے رمضان کو اپنے اندر داخل کرنے کے لئے جو طریق ہمارے بزرگوں، آباؤ اجداد نے اپنائے اور وہ لوگ خدا کے بن گئے اور خدا ان کا ہو گیا وہ جاننے ضروری ہیں۔

سب سے بڑھ کر ہمارے بزرگ تو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ آئیں! دیکھتے ہیں کہ انہوں نے کس طرح رمضان گزارے۔ کس طرح رمضان ان کے اندر داخل ہوتے گئے۔

آپؐ عبادات میں اضافہ فرماتے، نوافل بڑھا دیتے، قرآن کریم کی تلاوت کثرت سے فرماتے، تسبیحات بہت کرتے گویا کمر ہمت کس لیتے۔ مخلوق بالخصوص غرباء کی دیکھ بھال فرماتے۔ صدقہ و خیرات کثرت سے کرتے۔ گویا تیز آندھی سے بھی زیادہ کرتے یوں لگتا جیسے معمولات زندگی یکسر بدل گئے ہیں۔ اتنے لمبے رکوع و سجود فرماتے کہ

حضرت سودہؓ فرماتی ہیں کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں کھڑی ہو گئی۔ مگر آپؐ کے رکوع اور سجود اتنے لمبے تھے کہ مجھے لگتا تھا کہ میری نکسیر پھوٹ پڑے گی۔ اس لئے میں دیر تک ناک پکڑے کھڑی رہی۔ بعد میں جب رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپؐ مسکرا دیئے۔

(الاصابہ)

آنحضور ﷺ زندگی کو ایک سفر سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپؐ چٹائی پر لیٹ گئے۔ نرم و نازک جسم پر نشان پڑ گئے۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ گدیلا کا انتظام کر دیں تو فرمایا میں تو ایک مسافر کی طرح ہوں جو کچھ آرام کے لئے ایک درخت کے نیچے آرام کرتا ہے پھر چل پڑتا ہے اور کچھ دیر کے بعد دوسرے درخت تلے آرام کر لیتا ہے۔

اس واقعہ میں ہم سب کے لئے ایک بہت بڑا سبق ہے۔ سفر کرتے وقت یا سفر پر جاتے وقت سفر کے تمام تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہم سفر کی بھرپور تیاری کرتے ہیں۔ زادِ راہ اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ سفر میں متوقع hardles پر پیشگی غور کرتے ہیں۔ اپنے سامان کو ہلکا رکھتے ہیں تا سفر میں آسانی پیدا ہو۔ ہم اپنی اصطلاح میں اس کو excess luggages بولتے ہیں۔ زندگی کے سفر میں بھی ہمارے ساتھ جو excess luggages ہیں جیسے جھوٹ، نفرت، ہر بُرا خُلق اس کو اتار پھینکیں تا زندگی کا سفر بھی آسان ہو اس کے لئے رمضان بطور پریکٹس ایک بہترین تربیت گاہ ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمدؓ کا نسخہ ہے کہ ہر ماہ ایک نیکی اپنائیں اور ایک بدی ترک کرنے کا ارادہ کریں۔

اگر رمضان ایک نماز کا عادی بنا گیا تو سمجھیں کہ یہ رمضان کامیابی کے ساتھ گزر گیا۔

دنیا اور زندگی کی بات ہو رہی تھی اس بارہ میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ زندگی ایک سہانا سفر ہے۔ اسلامی نکتہ نگاہ سے کفار اور غیر مومنوں کے لئے سہانا سفر ہے مگر مومنوں کے لئے تو قید خانہ ہے جیسا کہ فرمایا:

اَلدُّنْیَا سِجْنٌ لِلْمُؤْمِنِ وَ جَنَّۃٌ لِلْکَافِرِ

مومن کو اللہ کی رضا پر قدم مارنے کے لئے اپنے اوپر موت وارد کرنی پڑتی ہے۔ عبادات کی حقیقی لذت سے آشنا ہونے کے لئے اپنے اوپر سختی وارد کرنی پڑتی ہے۔ راتوں کو نرم اور گرم بستر چھوڑ کر اللہ کے دربار میں حاضری دینی ہوتی ہے۔

خاک کو مٹھی میں بھر کر دیکھیں گے
زندگی کیا ہے مر کے دیکھیں گے

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا بھی یہی مفہوم ہے کہ مرنے سے قبل اپنے اوپر ایک قسم کی موت وارد کرو جو دنیا کی آلائشوں سے الگ ہو کر اپنے خدا کی طرف سفر اختیار کرے اور اس کے لئے رمضان بہترین موقع ہے۔

جس طرح انسان گھر، کاروبار چلانے کے لئے اخراجات کو meet up کرنے کے لئے over time لگاتا ہے یا بسا اوقات کوئی نئی چیز خریدنے کا ارادہ ہوتا ہے تو متوسط طبقہ کا آدمی اس چیز کی خرید کے لئے دفتر میں زائد وقت لگاتا ہے۔ کاروباری آدمی کاروبار میں زیادہ وقت دیتا ہے۔

بعینہٖ رمضان اپنے روحانی معیار بڑھانے کے لئے اخلاقیات، مذہبی امور کو درست کرنے کے لئے خدا کے ساتھ تعلق اور رشتے کو مضبوط بنانے کے لئے over time لگانے کا مہینہ ہے۔ روحانی زادِ راہ اکٹھی کرنے کا مہینہ ہے۔ bank balance بنانے کا مہینہ ہے۔ کیونکہ انسان کی اصل کمائی، اصل زر، اصل بچت یہی ہے۔ یہ دنیوی جائیداد جس کو دیکھ کر انسان بعض اوقات گھمنڈ کرتا ہے۔ انسان کے کسی کام نہیں آئے گی۔ انسان بغیر کپڑوں کے اس دنیا میں آیا اور بغیر کپڑوں کے اس دنیا سے جائے گا۔ اس کا جمع کیا ہوا روپیہ، پیسہ، ڈالر یا سٹرلنگ پونڈ اس کے ساتھ نہیں جائے گا۔

اس لئے آنے والے دنوں کو معمولی سمجھ کر نہ گنوادیں، اس کی ایک ایک گھڑی، ایک ایک لمحہ بہت قیمتی ہے۔ اس میں مضمر برکتوں کے حصول کے لئے سر توڑ کوشش کریں۔ راتوں کو اُٹھیں۔ نماز سنٹرز آباد کریں۔ نماز تراویح جہاں جہاں ہو رہی ہو وہاں حاضر ہو کر قرآن کریم سُنیں۔ تسبیحات درود شریف کے لئے اپنے اوقات وقف کریں۔ قرآن کریم کا کم از کم ایک دور مکمل کریں بچوں سے بھی کروائیں۔ اپنے ماتحتوں کا خیال رکھیں۔ ماتحتوں سے مراد ملازم ہی نہیں بلکہ گھر میں بسنے والے تمام افراد بھی ہیں۔

رمضان کا ایک سبق مخلوق سے ہمدردی ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا:
"رمضان میں مزدور سے کام ہلکا لیں۔"

گھر کے ہر فرد سے کام کا بوجھ ہلکا کر دیں۔ افطاری یا سحری کی وجہ سے کام بڑھ جاتے ہیں۔ گھر کے تمام افراد مل جُل کر ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں۔

فرمایا: افطاری کے لئے جو شخص بازار سے کوئی چیز لا کر دیتا ہے وہ بھی ثواب کا مستحق ہے۔ اس حکم کے مطابق افطاری تیار کرنے والے کو بھی ثواب ملتا ہے۔ یہ بھی خدا تک پہنچنے کا ایک ذریعہ ہے کیونکہ وہ عیال ہے۔ اسلامی حکومتیں اپنے ملازمین کے لئے working hours میں کمی کر دیتی ہیں۔ دراصل وہ مندرجہ بالا حدیث پر عمل کر رہی ہوتی ہیں۔

رمضان میں نیکیاں 700 گنا تک بڑھیں گی۔ یا ان کا اجر 700 گنا تک ملے گا۔ لیکن 700 گنا تک نیکیاں بنانے یا اجر پانے کے لئے فنافی اللہ کا سبق حاصل کرنا ضروری ہے۔

ایک دانہ جب قرآنی اُصول کے مطابق 700 دانوں میں تبدیل ہوتا ہے تو وہ دانہ اپنی ذات کو فنا کر دیتا ہے۔ اس کا اپنا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ اِسی اصول کو اپناتے ہوئے اپنے وجود کو ہست سے نیست میں تبدیل کرنا ہے۔

جو کونپلیں جو کلیاں ہمارے روحانی درختوں پر ماہ شعبان میں وجود میں آئی تھیں۔ اب وہ پھلوں میں تبدیل ہونے والی ہیں اور جب درختوں پر پھل لگتے ہیں تو ان کی ٹہنیاں جھک جایا کرتی ہیں۔ پس یہ اُصول بھی اپنانا ہے کہ خدا کے آگے بھی جھکنا ہے۔ اس کی مخلوق سے بھی عاجزی سے پیش آنا ہے۔ صرف زبان سے عاجزی نہیں بلکہ اپنے عمل سے دکھلانا ہے اور رمضان کی سرحدوں پر عبادات کی چھاؤنیاں قائم کرنی ہیں۔ حفاظت کے لئے ان سرحدوں پر گھوڑے باندھنے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا اور درجات بلند کرتا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ضرور بتایئے۔ آپؐ نے فرمایا:

”دل نہ چاہنے کے باوجود خوب اچھی طرح وضو کرنا، مسجد میں دور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہ رباط ہے۔“ (یعنی سرحد پر چھاؤنی قائم کرنا)

حضرت ربیعہ بن کعبؓ سے آنحضورؐ نے پوچھا کوئی خواہش ہے؟ عرض کی۔ جنت میں بھی آپؐ کی رفاقت نصیب ہو۔ آپؐ نے فرمایا: اپنے لئے کثرت ِ سجود سے میری مدد کرو۔

(مسلم)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 اپریل 2020ء)

﴿5﴾

رمضان اور قرآن لازم و ملزوم ہیں

رمضان اور قرآن آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ قرآن کے نزول کا آغاز 24 رمضان کو ہوا۔ کہتے ہیں قرآن کریم رمضان میں نازل ہوا یا رمضان کے بارے میں نازل ہوا۔ حضرت جبرائیلؑ رمضان میں نازل ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن کا ورد کیا کرتے تھے۔ آنحضور ﷺ خود بھی کثرت کے ساتھ رمضان میں تلاوت فرماتے اور صحابہ کرامؓ کو بھی کثرت کے ساتھ رمضان میں تلاوت کرنے کی ہدایت فرماتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے کچھ عرصہ قبل **"ہماری تعلیم"** کے مطالعہ کی طرف احباب کو توجہ دلائی۔ ہماری تعلیم میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن کی کریم کی تلاوت اور اس میں بیان تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہاں قرآن کریم کے بارے ہماری تعلیم درج ہے تا رمضان میں کثرت سے تلاوت کر کے ثواب حاصل کریں۔

حضورؑ فرماتے ہیں:

تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن کریم کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ اور جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے۔ ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔

(صفحہ:13)

آسمان کے نیچے نہ اس (محمدؐ) کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے۔ اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔

(صفحہ:13)

جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل ہیں۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی۔ اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت کے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔

(صفحہ:24)

قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔ انجیل کا لانے والا وہ روح القدس تھا جو کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا جو ایک ضعیف اور کمزور جانور ہے جس کو بلّی بھی پکڑ سکتی ہے۔ اسی لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے میں پڑتے گئے اور روحانیت ان میں باقی نہ رہی۔ کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر پر تھا۔ مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لیکر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض وسماء کو بھر دیا تھا۔ پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلی عظیم جس کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے۔ قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے۔ اگر صوری اور معنوی اعراض نہ ہو۔ قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔ بجز قرآن کس کتاب نے اپنی ابتداء میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ امید دی کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ یعنی ہمیں اپنی ان نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئی جو نبی اور رسول

اور صدیق اور شہید اور صالح تھے۔ پس اپنی ہمتیں بلند کر لو اور قرآن کی دعوت کو رد مت کرو۔ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں۔

(صفحہ 24-25)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کریم میں بیان تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق دے اور رمضان میں قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کر کے ثواب حاصل کرنے والا بنائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 اپریل 2020ء)

﴿6﴾

پیشہ ہے رونا ہمارا پیشِ رب ذوالمنن

کہتے ہیں کہ آنسو محبت کے سفیر ہوتے ہیں اور یہ بھی سنا ہے کہ آنسو قبولیت کی سند ہیں۔ ایک بچہ اس دنیا میں آتے ہی روتا، بلبلاتا اور آنسو بہاتا ہے تو اس کی ماں کے پستانوں میں دودھ اُتر ہی آتا ہے. ایک عورت اپنے خاوند کے سامنے آنسو بہا کر اپنی مراد پا لیتی ہے۔ ایک بچہ اپنے باپ کے سامنے روتے ہوئے اپنا مدعا بیان کر کے اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ ایک ماتحت کی اپنے افسر کے سامنے چند آنسو بہا کر اس کی مراد بھر آتی ہے۔ حتیٰ کہ ایک مرید اپنے آقا کے سامنے رو کر اس کے دربار میں اپنی جگہ بنانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ ایک بندہ، خوف خدا سے چند آنسو اپنے خالق حقیقی کے سامنے بہا کر اپنی بات منوا لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور آنحضور ﷺ نے متعدد بار محبت اور خوف خدا کے لئے بہائے گئے آنسوؤں کا ذکر کر کے انعامات کا ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ المائدہ آیت 84 میں صحابہ رسولؐ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ قرآن کریم کو سُن کر ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں کہ انہوں نے حق کو پالیا اور دعا کرتے ہیں رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْن۔ ایک اور موقع پر سورۃ التوبہ آیت 90 تا 92 میں صحابہ رضوان اللہ علیہم میں سے مالی لحاظ سے کمزوروں کا ذکر فرمایا کہ جب جہاد کے وقت ان کے پاس سواریاں نہ تھیں تو وہ آنسو بہاتی آنکھوں کے ساتھ واپس لوٹے کہ وہ راہِ مولیٰ میں خرچ کرنے کے لئے مال نہیں رکھتے۔

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں متفکر ہو کر غم میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے آنسو بہانے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ (یوسف:85)

احادیث میں بھی خوف خدا کے لئے آنسوؤں بہانے میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور انعامات کا ذکر ملتا ہے۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا: جہنم کی آگ ان دو آنکھوں پر حرام ہے۔ اول وہ آنکھ جو خوف خدا میں آنسو بہاتی ہے اور دوم وہ آنکھ جو راتوں کو جاگ کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں پہرہ دیتی ہے۔

(المستدرك كتاب الجهاد)

پھر فرمایا: جہنم میں آدمی داخل نہیں ہو گا جو خوف خدا سے روئے یہاں تک کہ دودھ تھن میں لوٹ جائے۔ یعنی جس طرح دودھ کا تھن میں واپس جانا ناممکن ہے اسی طرح خوف خدا سے رونے والے کا دوزخ میں داخل ہونا بھی مشکل ہے۔

پھر فرمایا جس بندے کی آنکھیں خوف خدا کے آنسو سے بھر جائیں اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو جہنم پر حرام کر دیتا ہے پھر اگر وہ اس کے رخسار پر بھی بہہ پڑے تو اس کے چہرہ کو نہ کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ذلت اور اگر کوئی بندہ جماعتوں میں سے کسی جماعت میں رو پڑے تو اللہ عزوجل اس بندے کے رونے کی خاطر اس جماعت کو جہنم سے نجات عطا فرمائے گا۔ ہر عمل کا وزن اور ثواب ہے لیکن آنسوؤں کے ثواب کی کوئی حد و حساب نہیں یہ تو جہنم کے دریاؤں کو بجھا کر رکھ دیتا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں: میں نے امت کے ایک مرد کو جہنم کے کنارے پر دیکھا جس کے پاس خوف خدا آیا اور اس کو جہنم سے بچا لے گیا۔ اسی طرح اپنی امت کے دوسرے مرد کو دیکھا جو جہنم میں گرنے لگا تھا تو اس کے پاس وہ آنسو آئے جو خوف خدا سے بہے تھے۔ انہوں نے بھی اسے آگ سے نکال لیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔
عاجزی اپنا شعار بنالو اور رونے کی عادت ڈالو کیونکہ رونا اسے بہت پسند ہے۔ اگر 40 دن تک رونا نہ آئے تو سمجھو کہ دل سخت ہو گیا ہے۔

پھر فرماتے ہیں۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ راتوں کو رو رو کر دعائیں کریں۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 132)

پھر فرمایا! اپنی مادری زبان میں بھی دعائیں کیا کرو تا اس سے سوز گداز کی تحریک ہو۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 589)

لوگ دنیا میں اپنی معاشرتی و اخلاقی حالت کو درست کرنے اور رکھنے کے مختلف پیشے اپناتے ہیں مگر کیا ہی خوب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پیشے کا ذکر یوں فرمایا۔

پیشہ ہے رونا ہمارا پیش رب ذوالمنن
یہ شجر آخر کبھی اس نہر سے لائیں گے بار

ان دنوں ہم رمضان المبارک کے مبارک دنوں سے گزر رہے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ کے حضور رونے، گریہ وزاری کرنے، آہ وبکا کرنے اور تضرع کرنے سے بہت گہرا تعلق ہے۔ ان دنوں میں رو رو کر اپنے اللہ کو منانے کی کوشش کریں سال بھر کی اپنی غلطیاں معاف کروانے کی لگن ہو۔ اپنے حقیقی مالک کو ملنے کے لئے ہاتھ لگانے کے دن ہیں۔ جس کے لئے اپنی آنکھوں کو آنسوؤں سے تر رکھنا بہت ضروری ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے جن کو رونا نہیں آتا ایک شاعر نے کہا ہے۔

سلیقہ نہیں تجھ کو رونے کا ورنہ
بڑے کام کا ہے یہ آنکھوں کا پانی

اور ایسے ہی لوگ جو دینی و روحانی کاموں میں تاخیر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے نصیحتاً فرمایا ہے فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا (التوبہ:82) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کو 40 دن تک رونا نہیں آتا اس کا دل سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ رمضان کے 30 بابرکت دن آپ کی جھولی میں ڈال کر آپ کی نگرانی کرنے اور آپ کی آہ وبکا سننے کے لئے آسمان سے زمین پر آ گیا ہے۔ اس لئے جس حد تک اس عظیم ہستی کو منانے کے لئے زور لگایا جا سکتا ہے لگائیں۔ اللہ نے آنسوؤں کو بہانے کے لئے آنکھوں کو تیار کر دیا ہے اور اس پانی کے صدقے ریان دروازہ بھی کھول دیا ہے پس اس میں داخلے کے لئے کمر ہمت باندھ لیں۔

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لئے
بادلو ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لئے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 اپریل 2020ء)

﴿7﴾

رمضان، کا مبارک اور دعاؤں کا مہینہ ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ

(البقرہ:187)

ترجمہ: اور (اے رسول) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو جواب دے کہ میں ان کے پاس ہی ہوں جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں سو چاہئے کہ وہ دعا کرنیوالے بھی میرے حکم کو قبول کرتے ہوں شرط یہ ہے کہ وہ میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا ہدایت پائیں۔

رمضان دُعاؤں کے لئے نہایت ساز گار اور موزوں ترین مہینہ ہے کیونکہ روزہ اور دعا کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔اسی تعلق کی وجہ سے قرآن کریم میں روزوں کے احکامات کے عین درمیان دعا کا مضمون بیان کیا گیا ہے اور فرمایا اے محمدؐ! جب تجھ سے میرے بارے میں سوال کریں تو ان کو بتادے کہ میں تو قریب ہوں۔جب دُعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دُعا قبول کرتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ وہ بھی میرے احکام کو قبول کریں اور مجھ پر ہی ایمان لائیں تا کہ وہ رُشد حاصل کریں۔

حدیث میں آتا ہے کہ رمضان کی ہر رات اللہ تعالیٰ منادی کرنے والے ایک فرشتہ کو عرش سے فرش پر بھیجتا ہے۔جو یہ اعلان کرتا ہے یا بَاغِیَ الْخَیْرِ هَلُمَّ هَلْ من داعٍ یُسْتَجَابُ لهٗ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ یُسْتَغْفَرُ لَهٗ هَلْ مِنْ تَائِبٍ یُتَابُ علیه هَلْ مِنْ سائلٍ یُعْطَی سؤلهٗ

(کنز العمال)

کہ اے خیر کے طالب! آگے بڑھو۔ کیا کوئی ہے جو دُعا کرے تا کہ اس کی دعا قبول کی جائے۔ کیا کوئی ہے جو استغفار کرے کہ اُسے بخش دیا جائے کیا کوئی ہے جو توبہ کرے تا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ کیا کوئی ہے جو سوال کرے۔ جس کو پورا کیا جائے گا۔

ایک روایت میں یُسْتَجَابُ فِیْہِ الدُّعَاءُ کے الفاظ آتے ہیں کہ اس ماہ دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے دعاؤں کا مہینہ ہے"

(الحکم 24 جنوری 1901ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

"لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو رُشد سے خاص تعلق ہے اور اس کا ذریعہ خدا پر ایمان، اس کے احکام کی اتباع اور دُعا کو قرار دیا ہے اور یہی باتیں ہیں جن سے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے"

(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد 1 صفحہ 182)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

"رمضان المبارک سے پورا پورا فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرو اس میں دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں"

(الفضل 4 دسمبر 1968ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"جتنی زیادہ تعداد میں ایسی دعائیں کرنے والے ہماری جماعت میں پیدا ہوں گے اتنا ہی جماعت کا روحانی معیار بلند ہو گا اور ہوتا چلا جائے گا۔ خلیفہ وقت کو بھی آپ کی دعاؤں سے مدد ملتی چلی جائے گی اور جب یہ دونوں مل کر ایک تیز دھارے کی شکل اختیار کریں گے تو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ فتوحات کے دروازے بھی کھلتے چلے جائیں گے۔ پس ہمارے ہتھیار یہ دعائیں ہیں جن سے ہم نے فتح پانی ہے"

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 511)

ویسے تو رمضان کی تمام گھڑیاں ہی مبارک اور قبولیت دُعا کی گھڑیاں ہیں۔ مگر ایک گھڑی جس کی آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے نشان دہی فرمائی وہ افطار کا وقت ہے فرمایا۔ إِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهِ لَدَعْوَةً مَا تُرَدُّ

(ابن ماجہ باب فی الصّائم لا تردّ دعوتہ)

کہ روزہ دار کے لئے اس کی افطاری کے وقت کی دُعا ایسی ہے جو ردّ نہیں کی جاتی۔ کیونکہ سارا دن بھوکا پیاسا رہ کر خدا کی خاطر ہر جائز ناجائز چیز سے رک کر جب افطار کرنے لگتا ہے تو اس کے دل پر سوز و گداز اور رقت کی ایک خاص کیفیت ہوتی ہے اور اس کی ساری توجہ خدا تعالیٰ کی طرف ہو جاتی ہے۔

پھر حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ تین اشخاص کی دُعا کبھی ردّ نہیں کی جاتی۔ اُن میں سے ایک روزہ دار کی دعا ہے اور ان دعاؤں کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ سَائِلُ اللّٰهِ فِيْهِ لَا يَخْبُ (جامع الصغیر) کہ اس ماہ اللہ سے مانگنے والا کبھی نامراد نہیں رہتا۔ مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لی اور وَلْيُؤْمِنُوا بِي کی شرائط پر پورا اُترا جائے۔

اس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دعا سکھلائی ہے کہ

"الٰہی! تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا کی طاقت بخش دے گا"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 563)

دُعا کرنے کے جو ڈھب اور سلیقے آنحضور ﷺ نے ہمیں سکھلائے ان میں سے ایک آنکھ کا پانی ہے۔ جو خوف خدا کی راہ میں آنسو بن کر نکلتا ہے اور جو خدا کو بہت پیارا ہے۔ آنسو تو محبت کے سفیر اور قبولیت کی سند ہیں اور جس کو رونا میسر آجائے۔ اس کی دنیا ہی بدل جاتی ہے۔ ایسے لوگ خدا کی گود میں پلتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"عاجزی اپنا شعار بنالو۔ روزے کی عادت ڈالو کیونکہ رونا اُسے بہت پسند ہے اگر 40 دن تک رونا نہ آوے تو سمجھو دل سخت ہو گیا ہے"

اور خود اپنے متعلق آپ فرماتے ہیں۔

رونا ہے پیشہ ہمارا پیش رب ذوالمنن

گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کے حضور رونے کو بطور پیشہ اپنایا اور اگر ہم میں سے ہر ایک اس مبارک اور مقدس پیشہ کو اپنالے تو ہماری تمام مرادیں بر آسکتی ہیں۔

حضرت مولوی عبد الکریم سیالکوٹیؓ سے کسی نے پوچھا کہ
آپ تو بڑے عالم فاضل اعلیٰ خطیب تھے۔ اپنے وعظ میں لوگوں کو رُلایا کرتے تھے اب کیا ہوا مرزا غلام احمد کے مرید ہو کر رونا شروع کر دیا۔ تو آپؓ نے فرمایا "مرزا صاحب نے مجھے رونا سکھلا دیا ہے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جس کو تیری دُھن لگی آخر وہ تجھ کو جا ملا
جس کو بے چینی ہے یہ وہ پاگیا آخر قرار

عاشقی کی ہے علامت گریہ و دامان دشت
کیا مبارک آنکھ جو تیرے لئے ہوا اشکبار

پس یہ دن اپنے خدا کا ہو جانے، اس کو ملنے اور اُس سے اُس کو مانگنے کے دن ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

''اس رمضان میں اپنے خدا سے خدا کو مانگنے کی دعا کریں۔ اگر تم نے خدا سے خدا کو مانگ لیا تو تم نے سب کچھ مانگ لیا''

پھر آپ نے ایک دفعہ رمضان میں ''سید الاستغفار'' کو رمضان کے تحفہ کے طور پر پیش کر کے پڑھنے کی تحریک فرمائی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

چہرہ دکھلا کر مجھے کر دیجئے غم سے رہا
کب تلک لمبے چلے جائیں گے یہ ترسانے کے دن

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

''اے احمدی! اِس رمضان کو فیصلہ کُن رمضان بنا دو۔ اس الٰہی جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ مگر تمہارے لئے کوئی دنیا کا ہتھیار نہیں ہے۔ دنیا کے تیروں کا مقابلہ تم نے دعاؤں کے تیروں سے کرنا ہے۔ یہ لڑائی فیصلہ کُن ہو گی لیکن گلیوں اور بازاروں میں نہیں، صحنوں اور میدانوں میں نہیں بلکہ مسجدوں میں اس لڑائی کا فیصلہ ہونے والا ہے۔ راتوں کو اُٹھ کر اپنی عبادت کے مَیدانوں کو گرم کرو اَور اِس زور سے اپنے خدا کے حضور آہ و بکا کرو کہ آسمان پر عرش کے کنگرے بھی ہلنے لگیں۔ ''مَتٰی نَصْرُاللّٰہ'' کا شور بلند کر دو۔ خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے اپنے سینے کے زخم پیش کرو، اپنے چاک گریبان اپنے ربّ کو دکھلاؤ اور کہو کہ اَے خدا!

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج
شور محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

پس اس زور کا شور مچاؤ اور اس قُوّت کے ساتھ مَتٰی نَصۡرُ اللّٰہِ کی آواز بلند کرو کہ آسمان سے فضل اور رحمت کے دروازے کُھلنے لگیں اور ہَر دروازے سے یہ آواز آئے

اَلَا اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ

اَلَا اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ

اَلَا اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ

سنو سنو! کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔ اے سننے والو! سنو کہ خدا کی مدد قریب ہے۔ اے مجھے پکارنے والو! سنو کہ خدا کی مدد قریب ہے اور وہ پہنچنے والی ہے۔

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 349)

حضرت مسیح موعودؑ جماعت کو دُعا کے حوالے سے نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”اگر تم چاہتے ہو کہ خیریت سے رہو اور تمہارے گھروں میں اَمن رہے تو مناسب ہے کہ دعائیں بہت کرو اور اپنے گھروں کو دعاؤں سے پُر کرو۔ جس گھر میں ہمیشہ دُعا ہوتی ہے خدا تعالیٰ اُسے برباد نہیں کیا کرتا“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 232)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 اپریل 2020ء)

﴿8﴾

خلیفۂ وقت کی باتوں پر کان دھریں

نسلوں کی بقاء کی ضمانت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"اگر خلیفہ وقت کی باتوں پر کان نہیں دھریں گے تو آہستہ آہستہ نہ صرف اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے فضلوں سے دور کر رہے ہوں گے بلکہ اپنی نسلوں کو بھی دین سے دور کرتے چلے جائیں گے۔"

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 191)

کلام الامام، امام الکلام

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"بہر حال خلیفہ کے مقابل پر کوئی شخص بھی چاہے وہ کتنا ہی عالم ہو کم حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ جماعت کی رہنمائی اور بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ خلیفہ سے ایسے الفاظ نکلوا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق ہوں۔ پس ہر ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہیے.... کہ لغویات اور فضولیات میں نہ پڑیں اور استحکام خلافت کے لئے دعائیں کریں تا کہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں۔"

(خطبات مسرور جلد نمبر 3 صفحہ 320)

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”عمومی طور پر ہر بات جو اس زمانے میں اپنے اپنے وقت میں خلفاء وقت کہتے رہے ہیں۔ جو خلیفہ وقت آپ کے سامنے پیش کرتا ہے، جو تربیتی امور آپ کے سامنے رکھے جاتے ہیں۔ ان سب کی اطاعت کرنا اور خلیفہ وقت کی ہر بات کو ماننا یہ اصل میں اطاعت ہے اور یہ نہیں ہے کہ تحقیق کی جائے کہ اصل حکم کیا تھا؟ یا کیا نہیں تھا؟ اس کے پیچھے کیا روح تھی؟ جو سمجھ آیا اس کے مطابق فوری طور پر اطاعت کی جائے تبھی اس نیکی کا ثواب ملے گا۔

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 288)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04 مئی 2020ء)

﴿9﴾

راتوں کی نیند کو عبادت کے لئے وقف کرنا بھی انفاق فی سبیل اللہ ہے

رمضان سے دو دن قبل روز مرّہ کی صبح تلاوت قرآن کے دوران سورۃ السجدہ کی درج ذیل آیت 17 نظروں سے گزری۔ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ

ترجمہ: ان کے پہلو بستروں سے الگ ہوتے ہیں وہ اپنے رب سے دعائیں کرتے ہیں اس سے ڈرتے ہوئے اور اس سے طمع کرتے ہوئے اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

اس آیت اور سیاق و سباق کی آیات میں اللہ تعالیٰ مومنوں کی علامات کا ذکر فرماتا ہے کہ وہ راتوں کو نماز تہجد کے لئے اپنے بستروں سے الگ ہو کر اپنے خالق حقیقی کو عذاب سے بچنے اور رحمتوں کے حصول کے لئے پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

اس آیت میں راتوں کو بستروں سے الگ ہو کر نماز تہجد پڑھنے اور خدا کے دیئے ہوئے اموال سے اس کی خاطر خرچ کرنے میں بظاہر کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ مگر غور کرنے سے ایک بہت ہی عمیق تعلق ذہن میں اُبھرتا ہے اور وہ یہ کہ رات کی نیند بھی ایک عطائے ربی ہے۔ اس نعمت سے کچھ اللہ کی خاطر جاگ کر انفاق فی سبیل اللہ کی جاسکتی ہے۔

ویسے تو انفاق فی سبیل اللہ میں مال و زر اور اموال مرغوبہ میں سے دینا ہے لیکن ہر وہ استعداد اور بشری قوتیں خواہ جسمانی ہو یا علمی ان میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرنا بھی انفاق میں آتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ یہاں مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ عام ہے اس سے کوئی خاص شے روپیہ پیسہ یا روٹی کپڑا مراد نہیں ہے بلکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اس میں سے کچھ نہ کچھ خرچ کرتے ہیں۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 399)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

یہاں رزق سے مراد خوردنی اشیاء ہی نہیں ہیں بلکہ ہر ایک نعمت جو خدا کی طرف سے انسان کو ملی ہے... خدا تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے اپنی عادتوں کو بدلنا، اخلاق رذیلہ کو چھوڑ دینا یہ بھی ایک انفاق فی سبیل اللہ ہے۔ اسی طرح زبان سے نیک باتیں لوگوں کو بتلانی اور بُرائیوں سے روکنا بھی اسی میں داخل ہے۔

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 62)

رمضان کی آمد آمد ہے جب یہ اداریہ آپ کے ہاتھوں میں ہوگا اس وقت آپ رمضان میں داخل ہو چکے ہوں گے۔ اس لئے اس رمضان میں انفاق فی سبیل اللہ کے وسیع تر مضمون کو سامنے رکھتے ہوئے گزاریں یہاں تک کہ رمضان ہم سب میں داخل ہو جائے۔

آنحضور ﷺ رمضان میں انفاق فی سبیل اللہ کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ آپ تیز آندھی کی طرح خیرات فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے خدا کے دیئے ہوئے مال و دولت سے اللہ کی راہ میں دیں اور غرباء و مستحقین کی مدد کریں۔

قومی، ملی اور جماعتی ضروریات کو مدنظر رکھ کر انفاق فی سبیل اللہ کریں۔

راتوں کی نیند بھی ایک نعمت خداوندی ہے انسان نیند سے سکون حاصل کرتا ہے۔ وہ لوگ جو دوائیاں لے کر نیند پوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اُن سے اس نعمت عظمیٰ کے متعلق پوچھ لیں اس لئے خدا کی اس نعمت کو ہر صبح تہجد کے لئے اُٹھ کر وقف کریں۔

نیند کی بات چلی ہے اس تعلق میں آنسوؤں کا ذکر کر دوں۔ غم کی حالت پیدا کر کے اللہ تعالیٰ کے آگے رونا اور آنسو بہانا بھی ایک نعمت خداوندی ہے۔ اس رمضان کو اس حوالہ سے بھی انفاق فی سبیل اللہ کا رمضان بنا دیں۔

اپنی خداداد استعدادوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے آپ کو نیکی کی طرف راغب کرنا بھی انفاق فی سبیل اللہ ہے۔ اس ناطے سے ایک بدی کو ترک کرنے اور ایک نیکی اپنانے کا عزم کر کے اپنے آپ کو نیکیوں کے سفر کی طرف رواں دواں رکھیئے۔

اس سے اگلا قدم اہل خانہ، عزیز و اقارب اور ماحول و معاشرہ میں بسنے والوں کے لئے داعی الی اللہ بن کر دوسرے لوگوں کو نیکیوں کی طرف راغب رکھنا بھی انفاق فی سبیل اللہ ہے۔

تحائف کا رمضان کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تَهَادُوْا تُحَابُّوْا (ابن عساکر) کہ ہدیہ (تحفہ) دیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے۔ اس ارشاد نبوی کے تحت رمضان میں دعاؤں کا تحفہ بھی انفاق فی سبیل اللہ ہے۔ کسی بزرگ سے دعائیں کروانے کے لئے تحفہ دینا بھی انفاق فی سبیل اللہ ہے۔

اپنے علم، عقل اور عزت کی قربانی بھی انفاق فی سبیل اللہ ہے الغرض اس حکم میں امیر، غریب، چھوٹا اور بڑا سب برابر ہیں۔ غریب بھی حسب توفیق اس قسم کے انفاق فی سبیل اللہ میں حصہ لے کر امیروں سے آگے بڑھ سکتا ہے۔ تسبیح و تحمید و تذکیر کے ذریعہ بھی انفاق فی سبیل اللہ کا ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے۔

آنحضور ﷺ کے پاس کچھ غریب صحابہ تشریف لائے اور عرض کی کہ امیر صحابہ مالی قربانی کر کے ہم سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ تسبیحات کیا کریں۔ اللہ کو یاد کیا کریں اور فرض نمازوں کے بعد خصوصی طور پر تسبیحات کیا کریں۔

اللہ تعالیٰ اس رمضان کو انفاق فی سبیل اللہ کے وسیع تر مضمون کے مطابق ہم سب کو گزارنے کی توفیق دے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 اپریل 2020ء)

﴿10﴾
خدا کا دیا (چراغ)

آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ روزے اور قرآن بندے کے لئے شفاعت کریں گے۔

اس لئے رمضان میں ہم کم از کم ایک بار قرآن کریم مکمل کر لیں۔ اور اس کے نور سے اپنے آپ کو اپنے گھروں کو اپنے ماحول کو منور کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
"اگر ہم میں سے ہر ایک کو قرآن کریم آجائے اور اس دولت سے ہماری جماعت کا ہر فرد متمتع ہو جائے تو ہم بہت حد تک اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو جائیں گے۔ پھر یہ بھی سمجھ لو کہ اگر سارے لوگ ہی قرآن کریم جاننے والے ہوں تو الا ماشاء اللہ بہت سے جرائم، ظلم، فسادات اور جھگڑے آپ ہی آپ کم ہو جائیں گے۔ کیونکہ جہاں نور ہے، وہاں ظلمت نہیں رہ سکتی۔ ایک چھوٹا سا "دیا" تم جلاتے ہو جس کی روشنی نہایت دھندلی سی ہوتی ہے لیکن پھر بھی اس "دیے" کے جلتے ہی اس کمرے کی ظلمت فوراً دور ہو جاتی ہے۔ پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ قرآن جو "خدا کا دیا" ہے وہ کسی گھر میں روشن ہو اور وہاں ظلمت باقی رہ جائے۔ اگر قرآن ہمارے دلوں میں آجائے تو تمام ظلمتیں خود بخود کافور ہونا شروع ہو جائیں گی اور نیکی اور تقویٰ کا بیج اس طرح بویا جائے گا کہ آئندہ نسلیں بھی اسی رنگ میں رنگین ہو جائیں گی"

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 251)

اس اقتباس میں کیا ہی خوبصورتی سے حضرت مصلح موعودؓ نے ساری جماعت کو تلاوت قرآن کریم کی طرف توجہ دلائی ہے اور فرمایا ہے کہ جس طرح چھوٹا سا لیمپ سارے گھر کو روشن کر دیتا ہے ویسے ہی قرآن کریم جو "خدا کا

دیا" (لیمپ) ہے سے اپنے گھروں کو روشن کریں اور رمضان اس کا بہترین موقع ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر ہمیں میسر فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے، یہ بڑی دولت ہے، اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی..... قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے۔ اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 27)

پھر فرمایا۔

"اگر ہمارے پاس قرآن نہ ہوتا تو ہم قوموں کو شرم ساری سے منہ بھی نہ دکھا سکتے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 286)

چونکہ قرآن کریم کا نزول رمضان میں ہوا اس لئے سالگرہ کے مہینہ میں کثرت سے قرآن کریم کا ورد اور تلاوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"رمضان کلام الٰہی کو یاد کرانے کا مہینہ ہے اس لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس مہینہ میں قرآن کریم کی تلاوت زیادہ کرنی چاہئے۔"

(تفسیر کبیر تفسیر سورہ البقرہ)

پس اپنے گھروں کو روحانی اور نورانی رنگ میں رنگین کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے (Lamp) سے گھروں کو روشن کرنے اور رکھنے کے لئے اپنے اپنے گھروں کے دیئوں کو صاف ستھرا کریں اور دیئوں کو فیول (تیل) سے بھریں اور ان کو روشن کریں۔

پھر دوسرا سبق یہ ہے کہ "دیئے" سے دوسرا "دیا" روشن کیا جاتا ہے۔ ہم میں ہر ایک دوسرے کو قرآن کریم پڑھائے اور سکھلائے۔

اور اگر دیا کے معنی خدا تعالیٰ کی دین یعنی اس کی طرف سے تحفہ لئے جائیں تو اس لحاظ سے بھی قرآن کریم واقعتاً ایک نعمت عظمیٰ ہے جو مسلمانوں کو عطا فرمائی۔ اس نعمت کی قدر کرنا ضروری ہے اور قدر یوں ہو سکتی ہے کہ ہم اس کے مطالعہ، اس کی تلاوت کثرت سے کریں۔ تا ہمارا خدا بھی ہم سے راضی ہو اور اس کے طفیل ہمیں مزید نعماء کا وارث بنائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 اپریل 2020ء)

﴿11﴾

اِنِّیۡ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیۡ

میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں

ہجرت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک مادی ہجرت یعنی ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف عارضی یا مستقل ہجرت کرنا اور ایک روحانی ہجرت ہے یعنی اخلاقی، روحانی اور دینی مقام سے اعلیٰ وارفع مقام کو طلب کرنے کے لئے کوشاں رہنا اور اس کے لئے نیکیاں بجالاتے رہنا۔ روٹین کی صبح کی تلاوت قرآن پاک میں خاکسار جب سورۃ العنکبوت کی آیت 27 سے گزرا۔ جس میں حضرت لوط علیہ السلام کے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لانے کے ذکر کے ساتھ آپ کا یہ قول درج ہے کہ اِنِّیۡ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیۡ کہ میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں۔ یہاں انتقال مکانی مراد نہیں بلکہ انتقال روحانی مراد ہے۔ جس میں انسان اپنی عبادات کو بہتر کرتا ہے۔ اپنے روحانی مدارج میں بہتری لاتا ہے اپنے اخلاق کو بڑھاتا ہے تو فوراً میرا ذہن اس طرف گیا کہ سورہ العنکبوت کی اس آیت کی تلاوت ماہ مئی میں ہونا ایک سبق رکھتا ہے۔ کیونکہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے جب ہجری شمسی کے اعتبار سے مہینوں کے نام رکھے تو ماہ مئی کو ہجرت کا نام اس لئے دیا کہ 14 سو سال قبل آنحضور ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت مئی کے مہینہ میں فرمائی تھی اور دنیا بھر میں امسال رمضان بھی مئی یعنی ہجرت کے مہینہ میں آیا ہے۔ جو اپنی ذات میں بدیوں سے نیکیوں کی طرف ہجرت کرنے کا مہینہ ہے تو گویا مئی یعنی مادی ہجرت اور رمضان یعنی روحانی ہجرت ایک ہی مہینہ میں اکٹھے ہوگئے ہیں گویا نورٌ علی نور کا مفہوم پورا ہو رہا ہے۔ لہٰذا میں نے سوچا کہ اپنے قارئین کو رمضان میں روحانی ہجرت کی طرف توجہ دلاؤں۔

حضرت مرزا بشیر احمدؓ کے رمضان کے متعلقہ دروس و مضامین میں یہ بات اکثر و بیشتر ملتی ہے کہ ہر رمضان میں ایک مومن ایک نیکی اپنائے اور ایک بدی کو ترک کرے۔ ایک انسان کو صحت کی حالت میں 36 کے قریب رمضان

ملتے ہیں اور یوں وہ اپنی زندگی میں نیکیاں بآسانی اپنا سکتا ہے اور 36 بدیوں سے دور رہنے کا عزم کر سکتا ہے اور یوں 72 نیکیاں وہ صرف رمضان میں ہی اپنی زندگی کا حصہ بنا سکتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کی اس سبق آموز نصیحت کو سامنے رکھ کر ہر مومن کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کون سی نیکی وہ بآسانی اپنا سکتا ہے اور کس بدی کو وہ آنے والے رمضان میں ترک کر سکتا ہے۔ آئیں! اس سلسلہ میں ہم میں سے ہر ایک اپنے اندر موجود ان بدیوں، بُرائیوں، کمزوریوں اور کوتاہیوں کی ایک فہرست بنائے اور پھر بھرپور عزم و ہمت اور پختہ ارادہ سے ایک بدی کو چھوڑنے اور ایک نیکی کو اپنانے کا اس رمضان میں عہد کرے۔ اس سلسلہ میں 36 سوالات بھی سامنے رکھے جاسکتے ہیں جو ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 4 سال قبل نئے سال میں داخل ہوتے ہوئے 31 دسمبر 2016ء کو رکھے تھے یہ سوال خود سے کرتے ہوئے ذرا غور کریں کہ کیا یہ نیکی اپنے میں موجود ہے یا کیا اس بدی سے دور ہو رہے ہیں۔

اس اداریے سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے یہاں بعض اسلامی نیکیاں اور بعض بدیوں کی نشاندہی کی جارہی ہے تا نیکیوں میں سے کسی ایک نیکی کے چناؤ اور بدیوں میں سے ایک بدی سے چھٹکارا آسان ہو سکے۔

نیکیاں

- اللہ تعالیٰ سے پیار اور اطاعت احکام الٰہی
- حضرت محمد مصطفی ﷺ سے عقیدت و محبت اور اطاعت ارشادات رسولؐ
- قرآن کریم کی روزانہ تلاوت
- آنحضور ﷺ پر روزانہ درود پڑھنا
- تسبیح و تحمید و تذکیر۔ توبہ و استغفار
- پنجوقتہ نماز کی ادائیگی
- باجماعت نماز کی ادائیگی
- نماز جمعہ کی ادائیگی
- نوافل کی ادائیگی
- فرض روزے شرائط کے مطابق رکھنا

- نفلی روزہ رکھنا
- زکوٰۃ دینا
- حسن معاشرت کرنا
- امراء وحکام کی اطاعت
- علماء اور بزرگوں کا احترام
- پڑوسی کے حقوق ادا کرنا
- ماں باپ کی خدمت اور صلہ رحمی
- احسن رنگ میں تربیت اولاد
- آداب کلام
- آداب ملاقات اور سلام کو رواج دینا
- مہمان نوازی
- تیمارداری
- تعزیت کرنا
- رمضان کا احترام اور اس سے متعلقہ نیکیاں اپنانا
- نیکیوں میں مسابقت
- امانت و دیانت
- احترام آدمیت
- خادموں اور مزدوروں سے حسن سلوک
- کسب حلال

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 مئی 2020ء)

﴿12﴾
رمضان، اونٹ کی کوہان اور ہمارا بنک بیلنس

رمضان کے آغاز سے دو دن قبل خاکسار اپنے پُرانے کاغذات ترتیب دے رہا تھا کہ ایک چھوٹا سا نوٹ میرے ہاتھ لگا جو میرے بہت ہی پیارے دوست مرحوم قریشی محمد کریم صاحب کی تحریر بعنوان "اونٹ کی بناوٹ میں حکمت" پر مشتمل تھا۔ خاکسار نے اپنے مرحوم بھائی کا یہ نوٹ پڑھا اور بار بار پڑھا جو معلومات میں اضافے کے لئے ہدیہ قارئین ہے۔

اونٹ کے بارے میں یہ مثل مشہور ہے کہ "اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی"؟ اونٹ کے جسم کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ لوگ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اس بے ڈھنگی صورت کے ساتھ اس کی پیٹھ پر کوہان بھی ہوتا ہے۔

کوہان اصل میں خوراک کا ایک ذخیرہ ہوتا ہے جو چربی کی شکل میں جمع ہوتا رہتا ہے۔ اونٹ کو ریگستان کا جہاز بھی کہا جاتا ہے۔ ریگستان میں خوراک اور پانی کی بہت کمی ہوتی ہے۔ سفر کے دوران بسا اوقات اونٹ کو کئی کئی دن تک کھانے کو کچھ نہیں ملتا اس وقت وہ اپنے کوہان سے مدد لیتا ہے اور اس میں جو چربی جمع ہوتی ہے اس کو استعمال کر لیتا ہے۔

اونٹ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم عربی اونٹوں کی ہوتی ہے جن کی پیٹھ پر صرف ایک کوہان ہوتا ہے۔ دوسری قسم بختیاری اونٹوں کی ہے جن کی پیٹھ پر دو کوہان ہوتے ہیں۔ سائنس دان اونٹ کو زرافے اور ہرن کا رشتہ دار کہتے ہیں لیکن جہاں تک بوجھ اٹھانے اور انسان کی خدمت کرنے کا تعلق ہے۔ اونٹ کے یہ رشتہ دار تو بچ گئے مگر اونٹ بے چارہ نہ جانے کس زمانے سے یہ فرض ادا کر رہا ہے۔"

چونکہ رمضان بھی سر پر ہے اور اس حوالہ سے تربیتی مضامین کے لئے بھی سوچ بچار جاری ہے اور اس کے لئے اپنے اللہ تعالیٰ سے مدد کا بھی طلبگار تھے اس نوٹ کے ہاتھ لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث ذہن میں ڈال دی جس میں آنحضور ﷺ نے رمضان کے آخری حصّہ کو اونٹ کی کوہان سے مشابہت دی ہے جس طرح اونٹ ریگستان میں (جہاں پانی اور خوراک کی کمی رہتی ہے) مسلسل بوجھ لئے چلتا ہے اور خوراک یا پانی کی کمی کو کوہان میں کئے گئے ذخیرہ سے پوری کرتا ہے اسی طرح رمضان میں بھی ایک مومن روحانی ذخیرہ اکٹھا کرتا ہے جو سال بھر اس کے کام آتا ہے آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے اِذَا سَلِمَ الرَّمَضَانُ سَلِمَتِ السَّنَةُ کہ جب رمضان بخیریت سے گزر گیا تو سمجھیں کہ سارا سال بخیریت گزر گیا۔

ایک مومن رمضان کے آغاز سے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، برکتوں اور فضلوں کے حصول کے لئے کوشش کرتا ہے لیکن رمضان کے آخری حصہ میں وہ ان برکات سے جھولیاں بھرنے کے لئے دن رات ایک کر دیتا ہے یہ سمجھتے ہوئے کہ اب چند دن رہ گئے ہیں وہ ان برکتوں سے مستقبل میں فائدہ اُٹھانے کے لئے بنک بیلنس (bank balance) کے طور پر جمع کرتا ہے۔

ہم نے عموماً دیکھا ہے کہ ایک کسان فصل کاٹنے کے لئے صبح سویرے اپنے کھیت میں جاتا ہے اور آرام آرام سے کٹائی کا آغاز کرتا ہے مگر جونہی دن ڈھلتا ہے (جسے گوڈا لگنا کہتے ہیں) اس کسان کے کام میں تیزی آجاتی ہے وہ جانتا ہے کہ سورج غروب ہونے تک میں نے نہ صرف کٹائی مکمل کرنی ہے بلکہ میں نے اس کو سنبھالنا بھی ہے۔ کہیں رات بارش کی وجہ سے سارا اندوختہ خراب ہی نہ ہو جائے یا کوئی چور ہی نہ اچک کر لے جائے۔ بعینہ ایک مومن رمضان کو گوڈا لگنے کو بعد روحانی فصل کی کٹائی میں تیزی لے آتا ہے اور پھر روحانی اندوختے و ذخیرے کو سنبھالنے کے لئے نوافل اور تسبیح کی باڑ لگاتا ہے۔ تاکہ کوئی شیطان اُچک کر نہ لے جائے کیونکہ چور اور شیطان ہمیشہ ایسی ہی جگہوں پر نقب لگانے کی کوشش کرتے ہیں جہاں انہیں ذخیرہ نظر آئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مومنین کو اس رمضان المبارک میں حقیقی معنوں میں اپنے خالق حقیقی کی عبادت کر کے اونٹ کی کوہان میں خوراک کے ذخیرہ کی طرح اپنے بنک بیلنس کو بڑھانے کی توفیق دے تا اس سے ہم خود بھی اور ہماری نسلیں بھی مستفیض ہو سکیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 مئی 2020ء)

﴿13﴾
رمضان بطور نیویگیٹر (Navigator)

آج سے چند سال قبل ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رمضان کو Navigator قرار دیا تھا۔ Navigator دراصل پرانے وقتوں میں بحری اور ہوائی جہازوں کو راستہ دکھانے کے لئے استعمال ہوتا تھا اور وہ Navigators کے ذریعہ اپنی سمت درست رکھتے تھے۔ اس دور میں ترقی کے ساتھ ساتھ جب زمین گلوبل ویلج بننے لگی۔ شہروں کی آبادی بڑھنے لگی اور کسی جگہ کی Location جاننے کے لئے کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تو زمین پر چلنے والی گاڑیوں کے لئے بھی یہ آلہ تیار ہوا اور ترقی یافتہ ممالک میں اب یہ گاڑیوں کا حصہ بن گیا ہے۔ جس میں مقام انتہا (جہاں انسان جانا چاہتا ہے) کا ایڈریس اگر feed کر دیا جائے تو وہ آلہ رہنمائی کرتے ہوئے short way کے ذریعہ منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ جس سے وقت کی نہ صرف بچت ہوتی ہے بلکہ fuel کی بھی بچت ہوتی ہے۔ اور اگر آپ اس آلہ کے مطابق عمل نہ کریں تو وہ شور مچا کر بتاتا ہے کہ آپ غلطی کر رہے ہیں۔ اگر آپ اس کی نہ مانیں تو پھر وہ آپ کے چُنے ہوئے راستہ میں بھی short way کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور اس کی اہم خوبی یہ ہے کہ جن کمپنیوں نے اِسے تیار کیا ہوتا ہے وہ اس کو update کرتے رہتے ہیں حتی کہ نئی بننے والی چھوٹی سی گلی کو بھی اس میں شامل کر دیتے ہیں۔ گویا آج کی تیز ترین دنیا میں یہ ایک بہت اچھی ایجاد ہے۔ اب تو Tom Tom کے علاوہ Waze وغیرہ نے لے لی ہے جو یہاں تک ڈرائیور کو محتاط کر دیتی ہے کہ آگے پولیس کیمرہ لگائے کھڑی ہے۔

ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ سفر کرنے سے قبل ہم سوچتے اور مشورہ کرتے ہیں کہ کون سا راستہ چھوٹا رہے گا۔ سڑک صاف ہو گی۔ حتی کہ بیرون ملک جانے کے لئے جب ہم فضائی کمپنیوں سے رابطہ کرتے ہیں تو سفر کی صعوبتوں سے بچنے کے لئے چھوٹے چھوٹے راستے یا فضائی کمپنی کا چناؤ کرتے ہیں بلکہ اگر راستہ میں ٹھہرنا بھی ہو تو وہ پڑاؤ کو بھی دیکھتے ہیں کہ کہاں مختصر قیام ہو گا۔

روحانی دنیا میں بھی ایک Road Map ہے جس کا مقصد اپنے خالق حقیقی تک پہنچنا ہے۔ جس کے لئے قرآن کریم کے آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ نے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دُعا ایک مومن کو سکھلائی ہے۔ مفسرین نے "صراط مستقیم" کے جو معانی کئے ہیں ان میں سے ایک معنی چھوٹا اور سیدھا راستہ کے ہے۔ ہمارے ایک بزرگ مکرم سید احمد علی شاہ مرحوم سابق نائب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ کہا کرتے تھے کہ ہر مربی کی ذہنی استعداد مختلف ہوتی ہے اور منزل مقصود تمام کا ایک ہے یعنی خلیفۃ المسیح کے حکم کی اطاعت پر ہر مربی اپنی اپنی استعدادوں کو بروئے کار لا کر اپنے مقرر کردہ گول تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ کوئی براستہ بگھڈنڈہ آتا ہے یعنی لمبے راستہ سے اور کوئی بذریعہ لاہور یعنی چھوٹے راستہ سے۔ اس لئے تمام کو اپنے ذمہ پروجیکٹ پر عمل کرنے کا وقت دینا چاہئے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے مختلف راستے ہیں۔ جیسے نماز ہے، تہجد ہے، نوافل ہیں، صدقہ و خیرات ہے، قرآن کریم کی تلاوت ہے اور بہت کچھ۔ یہ تمام نیکیاں ایک ساتھ اکٹھی ہو کر رمضان میں آجاتی ہیں اور فرشتے آسمان سے اتر کر نچلی سطح پر اور بعض روایات میں زمین پر آجاتے ہیں۔ اور بلند آواز سے پکارتے ہیں کہ ہے کوئی نیکی کا عزم کرنے والا اور دعا کرنے والا؟۔ اس کی دعا قبول کی جائے گی بلکہ وہ ایک مومن کی پکار، اس کی آواز اور دعاؤں کو لے کر آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔ جہاں بارگاہ ایزدی میں یہ دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اسی بناء پر رمضان کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے Navigator قرار دیا ہے۔ اور کیا ہی پیاری تشبیہ دی ہے کہ ماہ رمضان، ہمیں جہاں نیکیوں کی رہنمائی کرتا ہے وہاں بدیوں سے دور رہنے اور ان کے برے انجام سے ساتھ ساتھ آگاہ بھی کرتا رہتا ہے۔ گو تمام تعلیمات، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آج سے 14 سو سال قبل بیان کر دی ہیں۔ لیکن ان تمام کو ایک ساتھ ذہن میں رکھنا یا ایک ساتھ ذہن نشیں رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ جس کی نشاندہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجددین اور علمائے کرام کا سلسلہ جاری فرمایا۔ آج ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ خطبات کے ذریعہ معارف و محاسن قرآن کی تشریح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے صراط مستقیم کی تعیین کرتے رہتے ہیں۔ آیئے !ان کو حرز جان بنا کر رمضان میں اپنے قدم آگے بڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اپنے سے ملاپ اور میل ملاقات کے سامان آسان کر دے گا۔ ان شاء اللہ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 مئی 2020ء)

﴿14﴾

رمضان اور نماز باجماعت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

(البقرہ:22)

اے لوگو! تم عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان کو بھی جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم تقوی اختیار کرو۔

حدیث میں آتا ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ شَيْئٍ بَابًا وَبَابُ الْعِبَادَةِ اَلصِّيَامُ

(جامع الاحادیث حدیث نمبر 18617)

آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے! یقیناً ہر چیز کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور عبادت کا بھی ایک دروازہ ہے اور وہ دروازہ روزے ہیں۔

عبادت کے معنی تابع ہو کر اعلیٰ ہستی کے تعلق میں سرگرمی دکھانے، اس کی اطاعت میں اپنے وجود کو لگا دینے اور اس کی مہربانیوں اور احسانوں کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اس کے حضور جھک جانے کے ہیں۔

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

- عبادت کا بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان کو روزانہ پانچ نمازوں کی ادائیگی بتایا ہے اور اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار جگہ حکم فرمایا ہے بلکہ قرآن کریم کی ابتداء میں ہی یہ بتا دیا کہ ایک متقی کی نشانی اللہ تعالیٰ پر ایمان کے بعد یہ ہے کہ وہ باقاعدہ نماز کا حق ادا کرنے والا ہو اور نماز کا حق ادا کرنا کیا ہے؟ نماز کا حق یہ ہے کہ اس کے مقررہ اوقات پر ادا کی جائے یعنی جہاں مسجد یا نماز سنٹرز ہوں وہاں جا کر باجماعت نماز کی ادا کی جائے۔ کسی دنیاوی کام کو کرنے کے لئے نمازوں کو جمع کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

(خطبات مسرور جلد6 صفحہ 164)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ نماز عبادت کا مغز ہے پس اس مغز کو حاصل کرنا ایک مومن کا مطمح نظر ہونا چاہئے۔ یہ عادت جو آپ کو اس ٹریننگ کیمپ میں پڑ رہی ہے اسے ہمیشہ جاری رکھیں۔ گھر کے کاموں میں، اپنی تجارتوں یا کھیل کود میں مشغول ہو کر اپنے اس پیدائش کے مقصد کو کہیں بھول نہ جائیں۔ (خطبات مسرور جلد6 صفحہ 164) فرمایا! ہر وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بندہ بننا چاہتا ہے، اس کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے، اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو پاک رکھنا چاہتا ہے، شیطان کے حملوں سے بچانا چاہتا ہے تو اس کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے کہ اللہ کی عبادت کی طرف توجہ دے۔ اور اس کے لئے سب سے ضروری چیز نماز باجماعت کی ادائیگی ہے۔

(مورخہ 14 جنوری 2005ء)

- عبادات کو بہتر اور خوبصورت بنانے اور نفس کُشی میں نماز تہجد کے قیام کی بھی ایک خاص اہمیت رہی ہے۔ نماز تہجد کی اہمیت قرآن کریم میں ہے اور اسی طرح احادیث اور سنت سے بھی اس کی اہمیت بہت زیادہ نظر آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء اور بزرگانِ سلسلہ کا بھی یہی طریق رہا ہے اور امسال مجلس شوریٰ 2018ء میں نماز تہجد کے حوالہ سے تجویز ہے کہ جماعت کی روحانی تربیت کے لئے قیام تہجد کے پروگرام بنائے جائیں۔ نماز تہجد رمضان المبارک کا خاص حسن ہیں۔ حضرت عائشہ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کیسے رمضان میں عبادت فرماتے تھے؟ فرمایا، حضورؐ رمضان میں اور رمضان کے علاوہ ایام میں بھی گیارہ رکعتوں سے زائد (تہجد) نہیں پڑھتے تھے۔ آپؐ چار رکعات ادا

فرماتے۔" وَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُوْلِهِنَّ" اور تم ان رکعتوں کے حسن اور لمبائی کے متعلق نہ پوچھو (یعنی میرے پاس الفاظ نہیں کہ حضورؐ کی اس لمبی نماز کی خوبصورتی بیان کروں)۔ پھر اس کے بعد ایسی ہی لمبی اور خوبصورت چار رکعات اور ادا فرماتے اور پھر تین وتر آخر میں پڑھتے تھے۔ یعنی کل گیارہ رکعات)۔

(بخاری کتاب الصوم)

آج خدا تعالیٰ نے ایک موقع فراہم کیا ہے۔ آج اللہ کے محبوب نبی ﷺ کے اسوہ پر عمل کرنے کا اور اس کے عاشق صادق کے اس ارشاد "ہماری جماعت کو چاہیے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے" (ملفوظات جلد 2 صفحہ 182) پر عمل کرنے کا سنہری موقع ہے۔

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

- (ایک) بات رمضان کے روزوں کے سلسلہ میں جو قادیان میں رائج دیکھی۔ وہ یہ تھی کہ روزہ شروع ہونے سے پہلے بچوں کو اس وقت نہیں اٹھاتے تھے کہ صرف کھانے کا وقت رہ جائے بلکہ لازماً اتنی دیر پہلے اٹھاتے تھے کہ کم سے کم دو چار نوافل بچہ پڑھ لے اور مائیں کھانا نہیں دیتی تھیں بچوں کو جب تک پہلے وہ نفل سے فارغ نہ ہو جائیں۔ سب سے پہلے اٹھ کر وضو کرواتی تھیں اور پھر وہ نوافل پڑھاتی تھیں تا کہ ان کو پتہ لگے کہ اصل روزہ کا مقصد روحانیت حاصل کرنا ہے۔ تہجد پڑھیں، قرآن کریم کی تلاوت کریں پھر وہ کھانے پہ بھی آئیں۔

(خطبہ جمعہ 30 مئی 1986ء)

- "رمضان شریف تمام عبادتوں کا خلاصہ ہے، رمضان شریف تمام عبادتوں کا ارتقاء ہے، رمضان شریف انسان کو اس مقصد کی طرف لے جاتا ہے جس کی خاطر انسان پیدا کیا گیا ہے یہ انسان کو بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجہ کمال تک پہنچاتا ہے اور اللہ کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجہ کمال تک پہنچاتا ہے۔ اس کے باوجود بڑے ہی بد قسمت ہوں گے وہ لوگ جو رمضان کو پائیں اور خالی

ہاتھ اس میں سے نکل جائیں۔ رمضان کی برکتوں میں سے ہو کے نکلیں لیکن یہ پانی ان کو چھوئے اور چکنے گھڑے کی طرح ویسے کے ویسے وہاں سے آگے چلے جائیں"

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 326-327)

فرمایا۔ اے احمدی! اِس رمضان کو فیصلہ کُن رمضان بنادو۔ اس الٰہی جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ مگر تمہارے لئے کوئی دنیا کا ہتھیار نہیں ہے۔ دنیا کے تیروں کا مقابلہ تم نے دعاؤں کے تیروں سے کرنا ہے۔ یہ لڑائی فیصلہ کُن ہو گی لیکن گلیوں اور بازاروں میں نہیں، صحنوں اور میدانوں میں نہیں، بلکہ مسجدوں میں اس کا فیصلہ ہونے والا ہے۔ راتوں کو اُٹھ کر اپنی عبادت کے مَیدانوں کو گرم کرو اَور اِس زور سے اپنے خدا کے حضور آہ وبکا کرو کہ آسمان پر عرش کے کنگرے بھی ہلنے لگیں۔ مَتٰی نَصْرُاللّٰہ کا شور بلند کر دو۔ خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے اپنے سینے کے زخم پیش کرو، اپنے چاک گریبان اپنے رَبّ کو دکھاؤ اور کہو کہ اَے خدا!

قوم کے ظلم سے تنگ آکے مرے پیارے آج
شور محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

پس اِس زور کا شور مچاؤ اور اس قُوّت کے ساتھ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ کی آواز بلند کرو کہ آسمان سے فضل اور رحمت کے دروازے کُھلنے لگیں اور ہَر دروازے سے یہ آواز آئے۔ اَلَا اِنَّ نَصْرَاللّٰہِ قَرِیْب اَلَا اِنَّ نَصْرَاللّٰہِ قَرِیْبٌ اَلَا اِنَّ نَصْرَاللّٰہِ قَرِیْب اَلَا اِنَّ نَصْرَاللّٰہِ قَرِیْب سنو سنو! کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔ اے سننے والو سنو! کہ خدا کی مدد قریب ہے۔ اے مجھے پکارنے والو سنو! کہ خدا کی مدد قریب ہے اور وہ پہنچنے والی ہے۔"

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 349)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان میں اپنے پیاروں کی طرح دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا حقیقی عبادت گزار بندہ بنائے۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے، فضل فرمائے اور ہمیں ہماری زندگیوں میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی فتوحات کی اور دنیا پر غالب آنے کے نظارے دکھائے۔ اے اللہ! اس رمضان کی برکات سے

ہمیں بے انتہاء حصہ دے۔ ہر شر سے ہمیں محفوظ رکھ اور اپنے رحمت اور فضل کی چادر میں ہمیں ہمیشہ لپیٹے رکھ۔ آمین

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ 433تا448)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 مئی 2020ء)

﴿15﴾
فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(البقرہ:149)

اس آیت میں انسان کی نجی اور جماعتی و قومی زندگی میں ترقی کا رہنما اصول بیان ہوا ہے اور وہ ہر نیکی اور اچھائی کے میدان میں دوسروں سے آگے بڑھنے کی نصیحت و تلقین اور عمل ہے۔

بالخصوص مسلمانوں کو نیکی اور بھلائی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا درس دیا گیا ہے۔ ویسے تو ایک مسلمان کی سارا سال ہی اس رہنما اصول کو اپنانے کی طرف توجہ رہتی ہے لیکن رمضان کے مبارک مہینہ میں جب نیکیوں کا بازار گرم ہوتا ہے ہر طرف نیکیوں کے میدان سجے ہوتے ہیں۔ اس کی ضرورت شدت سے محسوس ہوتی ہے اور ہر مومن دوسرے مومن سے آگے بڑھنے کی فکر میں بھی رہتا ہے اور کوشش بھی کرتا ہے۔

آج سے 14 سو سال قبل صحابہؓ کی نجی و مذہبی زندگی کو اگر ہم تاریخ کے آئینہ میں دیکھیں تو نیکیوں کے میدان میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی دوڑ لگی ہوئی نظر آتی ہے۔ کہیں پہلی صف میں بیٹھنے کے ثواب کے حصول کی خاطر اتنے صحابہؓ جمع ہو جاتے ہیں کہ قرعہ اندازی کروانے کا اظہار ہوتا ہے۔

کہیں اذان دینے کے شوق میں صحابہؓ میں قرعہ اندازی کروانی پڑتی ہے اور جب غریب اور مفلس صحابہؓ آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ صاحب ثروت صحابہؓ مالی قربانی کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے تو آنحضور

ﷺ نے فرمایا ہر نماز کے بعد 33، 33 دفعہ سبحان اللہ، الحمدللہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو تو تمہیں بھی امیر صحابہؓ کے برابر ثواب مل جایا کرے گا۔ جب یہ ارشاد امیر صحابہؓ کے کانوں میں پڑا تو انہوں نے بھی ان تسبیحات کا ورد شروع کر دیا۔ اس پر غریب صحابہؓ نے دوبارہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی تو آنحضور ﷺ نے فرمایا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے (میں اس فضل کو کیسے روک سکتا ہوں)

گویا نیکیوں میں آگے بڑھنا بھی اللہ کا فضل ہے جس کے حصول کے لئے اس میدان میں کوشاں رہنا چاہئے۔

صحابہؓ تو آنحضور ﷺ کے ارشاد سُننے کو ہر وقت مشّاق نظر آتے تھے۔ وہ تو دیوانوں کی طرح اپنے ساتھیوں سے پوچھا کرتے تھے کہ کوئی تازہ ارشاد ہو تو بتاؤ تا اس پر عمل کیا جائے۔ مدینہ کے نواح میں بسنے والے صحابہؓ نے ڈیوٹیاں لگا رکھی تھیں کہ فلاں شخص فجر کی نماز اور فلاں شخص ظہر کی نماز اور فلاں فلاں باقی نمازوں پر مسجد نبوی میں حاضر ہو گا، اور جو ارشاد ہو اس کو مدینہ کے نواح میں بسنے والے صحابہ تک پہنچائے گا تا وہ مدینہ کے صحابہ سے پیچھے نہ رہ جائیں۔

- حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ میں مسابقت فی الخیرات کی دوڑ ہر میدان میں نظر آتی ہے۔ اشاعت اسلام کے لئے حضرت عمرؓ گھر کا نصف اثاثہ لے آتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ آج میں اپنے بھائی حضرت ابو بکرؓ کو مات دے دوں گا مگر تھوڑی دیر بعد حضرت ابو بکرؓ گھر کا سارا مال اُٹھالاتے ہیں اور پوچھنے پر فرماتے ہیں "میں اللہ اور اس کا رسولؐ گھر چھوڑ آیا ہوں"

- ایک دفعہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر عبادت کا ایک دروازہ ہوتا ہے، نمازی کے لئے الگ دروازہ ہے۔ روزے دار کے لئے الگ، جہاد کرنے والوں کے لئے الگ اور ہر مومن اپنی نمایاں عبادات کی وجہ سے متعلقہ دروازہ سے داخل ہو گا۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی۔ کوئی ایسا بھی ہے جو ان تمام دروازوں سے گزرے؟ تو آنحضور ﷺ نے فرمایا میں اُمید کرتا ہوں آپ اُن میں ایک ہوں گے۔

- ایک روز نبی کریم ﷺ نے علی الصبح اپنے صحابہؓ کا مسابقت فی الخیرات کے لئے جائزہ لیا۔ تو حضرت ابو بکرؓ ہی اول ٹھہرے اور جنت کی بشارت حاصل کی۔
- مجمع الزوائد میں یہ واقعہ یوں لکھا کہ ایک صبح فجر کی نماز کے بعد آنحضور ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا۔ آج روزہ کس نے رکھا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی۔ میں نے رات ہی نفلی روزہ کی نیت کر لی تھی۔ پھر پوچھا مریض کی عیادت کس نے کی ہے؟ حضرت عمرؓ کہنے لگے صبح کی نماز کے بعد ابھی تو ہم یہیں ہی بیٹھے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی میں راستے میں آتا ہوا حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ سے ان کی بیماری کا حال احوال پوچھ آیا ہوں۔ پھر پوچھا کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے۔ حضرت عمرؓ نے پھر وہی بات دہرائی جبکہ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ میں جب مسجد میں داخل ہوا تو ایک سوالی کو کھڑا دیکھا تو اپنے بیٹے عبد الرحمٰن کے ہاتھ سے روٹی کا ٹکڑا لے کر اس سائل کو دے آیا ہوں۔ آنحضور ﷺ نے اس پر فرمایا اے ابو بکر! تمہیں جنت کی بشارت ہو۔ اس پر حضرت عمرؓ نے لمبی سانس لی اور کہا وائے جنت! تو مجھ سے دُور ہے۔ اس پر آنحضور ﷺ نے دُعا دی اللہ عمر پر رحم کرے اللہ عمر پر رحم کرے جب بھی وہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے ابو بکر اس سے سبقت لے جاتا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے لمبی سانس لی اور کہا یہ بڈھا (پیار سے) کسی میدان میں آگے نہیں بڑھنے دیتا۔

- صحابہؓ میں بالخصوص ابو بکرؓ و عمرؓ میں مسابقت فی الخیرات کے بے شمار ایمان افروز واقعات ملتے ہیں۔ صرف ایک واقعہ اور بیان کر کے مضمون کو آگے بڑھاتا ہوں۔
- ایک دفعہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات گئے گشت پر نکلے۔ راستے میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کو نماز میں قرآن پڑھتے سنا تو آنحضور ﷺ رُک گئے جب وہ رکوع میں گئے تو آپؐ نے فرمایا مانگو! جو مانگو گے عطا کیا جائے گا۔ حضرت عمرؓ صبح سویرے یہ بشارت دینے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے گھر گئے۔ وہاں جا کر علم ہوا کہ حضرت ابو بکرؓ تو رات ہی کو یہ بشارت سنا گئے تھے اور پوچھا تھا کہ آپ اس وقت کون سی دُعا کر رہے تھے۔ کہا "رسول اللہؐ کی رفاقت اور معیت کی دُعا"۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ۔

یہی وہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تھے جو کہا کرتے تھے کہ جنگ بدر میں مشورہ کے وقت حضرت مقداد بن الاسود کے الفاظ کاش میرے منہ سے نکلے ہوتے اور یہ سعادت مجھے نصیب ہوتی کہ میں یہ کہتا کہ یارسول اللہ! ہم موسیٰ کی قوم کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ جاؤ! آپؐ اور آپؐ کا رب جا کر لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ ہم تو آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی، آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ آئے۔

آئیں! اب دیکھتے ہیں کہ اپنے پیارے امام کے ہر حکم کو دل میں اُتارنے اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لئے رمضان میں کون سے میدان سرگرم ہیں۔ گھر میں بسنے والے افراد خانہ اور محلہ اور ماحول میں رہنے والے احباب جو نیکیاں کما رہے ہیں۔ اُن سے مقابلہ کرتے ہوئے ہر نیکی کے میدان میں اوّل رہنا ہے اور یوں خدائی صفت "الاوّل" سے بھی مشابہت ہوگی۔ خدا کو ملنے کا میدان ہے۔ خدا کا ہو جانے کا میدان ہے۔ خدا کو اپنا بنانے کا میدان ہے۔ نمازوں میں مقابلہ کا میدان ہے۔ نماز تہجد، نوافل میں پڑھنے کا میدان ہے۔ ذکر الٰہی، تلاوت قرآن پاک، درس القرآن میں شمولیت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا میدان ہے۔ صد سالہ خلافت جوبلی کے روحانی پروگرام پر کما حقہٗ عمل کرنے میں مسابقت کا میدان ہے۔ غرباء مفلس اور مستحقین افراد کی دیکھ بھال اور اُن کی اطاعت کا رمضان کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے اس لئے صدقات میں آگے بڑھنے اور صدقۃ الفطر کی ادائیگی کا میدان ہے۔

زکوٰۃ کا رمضان کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ جو صاحب نصاب ہیں اُن کو زکوٰۃ کی ادائیگی کر کے دوسروں سے آگے بڑھنے کی ضرورت ہے بالخصوص خواتین جن کے ہاں زیور ہیں اور وہ صاحب نصاب ہیں ان کو بھی اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ جماعت احمدیہ میں نیکیوں میں آگے بڑھنے کا ایک میدان جو رمضان میں لگتا ہے وہ تحریک جدید اور وقف جدید کے چندہ جات کی ادائیگی کا میدان ہے۔

پس آج مغرب کے بعد رمضان ڈھل رہا ہے اور روزوں کی گنتی کا countdown شروع ہونے والا ہے اور ایک کسان کی طرح جو سورج ڈھلتے ہی ساتھ ساتھ فصل کاٹتا ہے اور کاٹی ہوئی فصل کو سنبھالنے کی فکر میں بھی رہتا ہے۔ اسی طرح رمضان میں روحانی فصل کاٹنے کے لئے تیزی بھی لانی ہے اور نیکیوں کا بازار پہلے سے زیادہ گرم کرنا ہے اور گزشتہ کی ہوئی نیکیوں پر شکرانے کے نوافل پڑھ کر ذکر الٰہی کر کے عبادات کو بڑھا کر باڑ بھی لگانی ہے تا وہ

محفوظ رہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اتنی سعی کرنی ہے کہ رمضان کے آخیر میں ایک نومولود اور معصوم بچے کی طرح صاف ستھرے ہو کر رمضان کو الوداع کہنے والے ہوں۔

اب ان گنت نیکیوں کا بازار لگا ہے اور جس طرح بازار سے ہم اچھی اور عمدہ چیز خریدتے ہیں۔ اس طرح ہم کو نیکیوں کے بازار سے اچھی خریداری کرنی ہے جو آئندہ آنے والے دنوں میں زادِ راہ کے طور پر کام آئے۔

حدیث اِذَا سَلِمَ الرَّمَضَانُ سَلِمَتِ السَّنَةُ کے تحت نیکیوں کے میدان میں ایک دوسرے کو رشک کے ساتھ بڑھ کر نہ کہ حسد سے آگے بڑھ کر رمضان کو اس قدر محفوظ بنانا ہے کہ ہمارا باقی ماندہ سال بھی سلامتی کا سال بن جائے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 مئی 2020ء)

﴿16﴾
نماز میں معرفت کیسے حاصل کی جاسکتی ہے

رمضان عبادت کا مہینہ ہے یا یوں کہہ لیں کہ عبادات کے مجموعے کا نام رمضان ہے۔ روزہ اپنی ذات میں عبادت ہے بلکہ روزہ دار کی ہر حرکت عبادت بن جاتی ہے۔ اس کا خاموش رہنا عبادت ہے۔ اس کی نیند عبادت ہے۔ (حدیث) قرآن کی تلاوت عبادت ہے۔ تسبیح و تحمید عبادت ہے۔

عبادات میں سے سب سے اہم عبادت نماز ہے۔ خواہ وہ پنجوقتہ یا فرائض کی شکل میں ہو خواہ نفل کی صورت میں ہو۔ تہجد کی صورت میں، تراویح کی صورت میں، سنتوں اور فرائض کی صورت میں۔

نماز گناہوں کو دُور کرتی اور اُن کا کفارہ بن جاتی ہے۔ ایک دفعہ آنحضور ﷺ نے ایک درخت کی ٹہنی کو ہلایا۔ جس سے پتّے گرے۔ آپؐ نے حضرت ابوذرؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ خدا کی رضامندی کے لئے جو شخص نماز پڑھتا ہے اس کے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتّے (حدیث) انسان کمزور ہے، بار بار گناہ کرتا ہے۔ بعض گناہوں کا بندے کو علم بھی نہیں ہوتا ایسے گناہوں کا کفارہ نماز ادا کرتی ہے۔ وہ نماز جو سوچ سمجھ کر، خوفِ الٰہی کو مدِّ نظر رکھ کر ادا کی جائے "ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ گناہ کر بیٹھا ہوں، کوئی سزا دیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات سُنی اَن سُنی کر دی۔ اُس نے دو دفعہ پھر کہا مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے التفات نہ فرمایا۔ بعد ازاں آنحضور ﷺ نے باجماعت نماز پڑھائی۔ اُس شخص نے پھر اپنی غلطی کا ذکر کر کے کوئی سزا چاہی۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا: تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ اثبات میں جواب پا کر آنحضور ﷺ نے فرمایا: تمہارا گناہ معاف ہو گیا۔"

الغرض سوچ سمجھ کر پڑھی ہوئی نماز، نمازی کے چُھپے ہوئے نفس کو مختلف حالتوں میں اُس کے سامنے پیش کرتی ہے، اپنے نفس کے محاسبہ کا بار بار اُسے موقع ملتا ہے، نماز اُس کی برائیوں کی نشاندہی کرتی ہے جسے آئندہ دُور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

انسان نماز کو کیسے سمجھ کر ادا کرے

• اللہ اکبر: اللہ اکبر کہنے سے نفس انسان کو پکڑتا اور پوچھتا ہے کہ کیا واقعتاً وہ خدا کو سب سے بڑا تصوّر کرتا ہے۔ ایسے وجود تو اُس کے اندر ہیں جو اس کے دل و دماغ پر قابض ہیں۔ ہر معبود باطلہ سے چھٹکارا پالیتا ہے۔ آج کے دَور میں جب اسلام نے چودہ صدیوں کا سفر طے کر لیا، آہستہ آہستہ رسم ورواج اور بدعات نے جگہ لے لی ہے۔ اسلام کا تابناک اور نورانی چہرہ چُھپ کر رہ گیا۔ لہٰذا رمضان میں جہاں جائز باتوں سے روکا جارہا ہے وہاں ناجائز چیزوں سے اجتناب ضروری ہے اور ان میں سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے مقابل پر معبود بنانا ہے۔

• اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن: کہنے میں یہ سبق ہے کہ تمام تعریف خدا کی ہے۔ اس دُنیا میں جو بھی خوبصورت اور قابلِ تعریف چیز نظر آتی ہے اُس کے پیچھے خدا کا چہرا دکھلائی دیتا ہے۔ اپنے عزیز و اقارب، والدین اور بیوی بچوں کے حُسن میں خدا کا حُسن نظر آنا چاہئے۔

• اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم: انسان جب یہ کلمات کہتا ہے تو فوراً اندر سے آواز ہے کہ تم رحمان رحیم خدا کی عبادت کر رہے ہو۔ یہی صفات اپناؤ۔ دُرشتی، سختی، غضب اور انتقام کا مادہ نہ ہو۔

• مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن: کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حقیقی مالک اور جزا سزا دینے والا خدا ہے۔ تم بھی اپنے ماتحت لوگوں سے نرمی کرو۔ الغرض ان الفاظ سے انصاف رحمت و شفقت اور عفو و درگزر جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں۔

• اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم: انسان جب یہ دُعا کرتا ہے تو وہ سوچتا ہے کہ مَیں صراط مستقیم کے لئے دُعا کر رہا ہوں مگر فلاں فلاں وقت تم نے بدیاں کیں، فلاں وقت تم نے عمداً جھوٹ بولا، فلاں کو تم نے دھوکہ دیا، فریب دیا پھر یہ

دُعا کیسی۔ اس لئے اپنے اعمال درست کرو۔ پھر انسان سنبھلتا ہے، سیدھی راہ پر چلتا ہے۔ منعم علیہ گروہ میں شامل ہوتا ہے اور مغضوب گروہ سے دُور ہو جاتا ہے۔

• سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم: پاک خدا کی عبادت کرتے ہو تو خود کو بھی پاک بناؤ۔ ناپاکی کا پاکی سے کوئی تعلق نہیں۔

• اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِی: انسان کا کانشس (Conscious) اُسے جھنجھوڑتا ہے کہ تم خود تو دوسروں کے گناہ نہیں بخشتے۔ ان پر رحم نہیں کرتے، پھر یہ دُعا کیسی۔ ظلم سے کام لیتے ہو اور یہ دُعا کرتے ہو۔ اس دُعا سے بخشش اور رحمت کا جذبہ اُبھرتا ہے اور رحیم بننے کی طرف توجہ ہوتی ہے۔

• وَارْزُقْنِی: خدا کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق رزق حاصل کرو۔ شیطانی طریقے سے روزی کما کے یہ دُعا کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ سو انسان حرام کمائی سے دُور ہوتا ہے۔

• اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ: نمازی تو یہ کہتا ہے کہ تمام تحفے خدا کے لئے ہیں مگر نفس اُسے جھنجھوڑتا ہے کہ تم تو خالی ہاتھ آئے ہو، کون سے تحائف خدا کے لئے لائے ہو۔ پھر وہ اپنی اصلاح کرتا ہے اور آئندہ کوشش کرتا ہے کہ اگلی نماز سے پہلے یہ نیکی کر لوں تا تحفۃً خدا کے سامنے پیش کر سکوں۔

• اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْن: انسان اپنے نفس سے کہتا ہے کہ منہ سے تو دوسروں کی سلامتی کی دُعا کر رہے ہو مگر اس کے لئے کوشش کی کیا ہے۔ کیا کسی کی تکلیف دُور کی۔ کیا کسی غریب کی مدد کی۔ کیا کسی ضرورت مند کی ضرورت پوری کی۔ بلکہ تم تو دوسروں کو تکلیف اور نقصان پہنچاتے رہے ہو۔ سو یہ دُعا کرتے ہوئے دوسروں کے لئے سلامتی کا موجب بن جاتا ہے۔ اس کے ذہن سلامتی کا وہ مضمون اُبھرتا ہے جو اس حدیث میں ہے کہ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ۔

(رواہ البخاری و المسلم)

کہ اس سے خود بھی اور دوسرے مسلمان محفوظ ہو جاتے ہیں۔

• اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ: میرا محبوب، مسجود، معبود اور مقصود خدا ہے۔ نفس کہتا ہے کہ نہیں تمہارا محبوب اور معبود تو فلاں فلاں ہے جسے خوش کرنے اور راضی رکھنے کے لئے تم نے کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی۔ تم نے کب خدا کو راضی کرنے اور محبوب بنانے کی کوشش کی تھی۔ پھر اس کا جھکاؤ خدا کی طرف مزید ہوتا ہے۔

• اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ: یہ کلمات کہتے ہوئے یہ اعلان کرتا ہے کہ محمدؐ ہی میرے Ideal ہیں اور اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ- (اٰل عمران:32) پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا پیارا بننے کے لئے حضرت محمدؐ کی پیروی کرتا ہے۔ آپؐ کے اخلاق اپناتا ہے۔

• اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃ: دین کی باتیں کرتے ہو۔ دُنیا کو چھوڑو گے تو دین کماؤ گے۔

• رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِی: نمازی بننے کے لئے دُعا کرتے ہو مگر مزے سے دوسرے کاموں میں مصروف رہتے ہو۔ نماز کے لئے کاروبار بند کرو اور نماز کا حق ادا کرو۔ پھر اولاد کے لئے دُعا کرتے ہو مگر آنکھوں کے سامنے اولاد کو بیٹھا دیکھتے ہو اور نماز کے لئے نہیں کہتے۔ کیوں صبح انہیں بیدار نہیں کرتے۔ کیوں اُنہیں اپنے ساتھ مسجد میں لے کر نہیں جاتے۔ گویا کہ نماز کا ہر کلمہ، ہر حرف اُسے جھنجھوڑتا ہے، اُسے بیدار کرتا اور رکھتا ہے، اندرونی بیماریوں کی نشاندہی کرتا ہے، اُنہیں باہر نکالتا ہے۔ حسن و قبح کو سامنے لاتا ہے، انسان کا تزکیہ ہوتا ہے، آئندہ نیکی کرنے کے لئے قدم اُٹھاتا ہے اور آہستہ آہستہ نماز اُسے تمام بُرائیوں سے بچالیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے- اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (العنکبوت:46)

آخر میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھنے کی کیفیت بیان کرتا ہوں۔ آپؐ لمبی لمبی نماز پڑھا کرتے تھے۔ روزمرہ کے معمول بھی نبٹایا کرتے تھے۔ نمازوں میں ہنڈیا کے اُبلنے کی طرح آواز آتی تھی۔ مرض الموت میں بھی نماز کا خیال رکھا اور دو صحابہؓ کے مونڈھوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے۔ آپؐ کی نمازوں میں معرفت تھی،

تعلق باللہ تھا اور مقبول دعائیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ اس رمضان میں ہمیں بھی ایسی معرفت بھری مقبول نمازیں پڑھنے کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 مئی 2020ء)

﴿17﴾

جنگ بدر کے قصہ کو مت بھولو

یہ جنگ 17 رمضان المبارک کو لڑی گئی تھی۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

نہتے تین سو تیرہ بشر ذوق شہادت میں
خدا کے نام پر نکلے محمدؐ کی قیادت میں
نہ کثرت تھی نہ شوکت تھی نہ کچھ سامان رکھتے تھے
فقط اخلاص رکھتے تھے فقط ایمان رکھتے تھے

حضرت قاضی عبدالرحیمؓ نے 17 فروری 1904ء کی ڈائری میں لکھا کہ ”آج رات حضرتؑ (حضرت مسیح موعودؑ) نے خواب بیان فرمایا۔ کسی نے کہا کہ جنگ بدر کا قصہ مت بھولو۔“

(اصحاب احمد جلد ششم صفحہ 133)

گویا اللہ تعالیٰ، حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے متبعین کو تاریخ اسلام میں ہونے والی فتح عظیم جو فرقان عظیم کے نام سے بھی موسوم ہے کے واقعہ کو ہمیشہ ذہن میں رکھنے، اس سے سبق لینے اور اس کے ذریعہ ترقیات پانے کی تلقین کرتا ہے۔

جنگ بدر 17 رمضان 2ھ کو بدر کے مقام پر لڑی گئی چونکہ مکہ کی معیشت کا دارومدار تجارت پر تھا جو شام کے ساتھ تھی۔ اور شام کی طرف جانے کا راستہ مدینہ کے قریب سے گزرتا تھا اس لئے ہر وقت کفار کو یہ خدشہ رہتا تھا کہ مسلمان ہمارا راستہ نہ روک دیں۔

اُدھر مسلمانوں کو یہ خطرہ محسوس ہوتا تھا کہ قریش کے تجارتی قافلے کہیں ہمیں نقصان نہ پہنچا دیں۔ اس لئے آنحضور ﷺ قریش کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھتے اور صحابہؓ کے بعض دستے بھی بھیجا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ابوسفیان تجارت کے بعد شام سے واپس جا رہا تھا کہ کسی نے مسلمانوں کی طرف سے لوٹنے اور نقصان پہنچانے کی افواہ گرم کر دی۔ یہ خبر مکہ بھی پہنچی جہاں سے ابوجہل کی سرکردگی میں ایک ہزار افراد پر مشتمل اسلحہ سے لیس لشکر بدر کی طرف روانہ ہوا۔ جب ابوسفیان کا قافلہ بخیریت مکہ پہنچ گیا تو قریش مکہ نے ابوجہل کو واپس آنے کو کہا مگر ابوجہل نے ایک نہ سُنی اور بدر کے مقام پر پہنچ کر جنگی نقطہ نگاہ سے اس جگہ پر قبضہ کیا جو اہم تھی۔

اُدھر آنحضور ﷺ نے مسلمانوں کو تیاری کا حکم دے رکھا تھا۔ 300 سے زائد صحابہؓ پر مشتمل ایک لشکر نے مدینہ کو چھوڑا۔ انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ مقابلہ تجارتی قافلہ سے ہے یا اسلحہ سے لیس ایک لشکر کے ساتھ۔ مدینہ کے کچھ فاصلہ پر آنحضور ﷺ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا۔ مہاجر صحابہ نے وفاداری اور جاں نثاری کا اظہار فرمایا۔ حضورؐ انصار صحابہؓ کی طرف سے انتظار فرما رہے تھے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے کھڑے ہو کر وفاداری کا اظہار یوں کر کے ایک سنہری تاریخ رقم فرمائی کہ اے اللہ کے رسول! ہم موسیٰؑ کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ تو اور تیرا رب جا کر لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں بلکہ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ پائے گا جب تک ہماری نعشوں کو نہ روندے۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ملتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول! جنگ تو معمولی شئے ہے آپ اگر سمندر میں کود جانے کا کہیں تو آپ اس پر بھی ہمیں تیار پائیں گے۔ تب آپؐ نے بدر کی طرف کوچ کرنے کا حکم صادر فرمایا اور دو تین روز کی مسافت کے بعد بدر مقام کے چشمہ کے قریب اسلامی لشکر اُتار دیا۔ یہ علاقہ ریتلا تھا۔ پاؤں دھنس دھنس جاتے تھے۔ جس سے صحابہ میں گھبراہٹ پیدا ہوئی۔

آنحضور ﷺ اپنے خیمہ میں گئے اور ساری رات یہ دعا کرتے رہے اَللّٰھُمَّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا کہ اے اللہ! اگر تو نے اس چھوٹے سے گروہ کو ہلاک کر دیا تو زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہو گا۔ جس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بشارت دی کہ فلاں فلاں دشمن فلاں فلاں جگہ مارا جائے گا۔ الٰہی تقدیر نے اپنا کام دکھلایا۔ تیز بارش ہوئی۔ ریتلا علاقہ مضبوط ہو گیا اور چٹیل میدان میں چکناپن آ گیا جس پر دشمنوں کے پاؤں جم نہ سکے۔

اگلے روز رسول مکرم ﷺ نے مسلمانوں کے لشکر کی صف بندی ایسے رنگ میں کی کہ وہ دوگنی لگنے لگی۔ اُدھر ابوجہل نے اپنا ایک نمائندہ مسلمانوں کی تعداد کا تخمینہ لگانے کے لئے بھیجا۔ جس نے واپس جا کر مشورہ دیا کہ اُن سے مت لڑو۔ وہ 300 افراد نہیں وہ تو موتیں ہیں۔ جو مر جانے اور کٹ جانے یا مار دینے اور کاٹ دینے کے موڈ میں نظر آتے ہیں۔

اگلے روز 17 رمضان کو حق و باطل کی جنگ کا آغاز ہوا۔ انفرادی مقابلے میں عتبہ، ولید اور شیبہ کے مقابل پر حمزہ، علی اور عبیدہ نکلے۔ کفار کو ہلاکت نصیب ہوئی اور انہی جگہوں پر وہ مارے گئے جن جگہوں کی نشان دہی اللہ تعالیٰ نے ایک روز قبل خواب میں آنحضور ﷺ کو فرمائی تھی۔

تب آپؐ نے خدا کے حکم پر ایک مٹھی بھر ریت دشمنان اسلام کی طرف پھینکی۔ گھمسان کی جنگ جاری تھی کہ اچانک تیز آندھی چلی اور آندھی کا رُخ دشمن کے مخالف تھا۔ جو ان کی آنکھوں میں پڑ پڑ کر ان کو اندھا کر رہی تھیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے دائیں بائیں کھڑے دو بچے معوذ و معاذ باز کی طرح ابوجہل کی طرف لپکے اور چٹ پٹ میں اسے قتل کر دیا۔

اب تو کفار مکہ کے پاؤں اکھڑ چکے تھے۔ وہ 70 مقتول میدان میں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور 70 کفار کو قیدی بنا لیا گیا جبکہ مسلمانوں کے ایک درجن کے قریب سپاہی شہید ہوئے۔ سازوسامان اور جنگجوؤں کا موازنہ یوں تھا۔

مسلمان	کفار
313 اصحاب بے سروسامانی کا عالم کہ انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔	1 ہزار جنگ جو
60-70 سپاہی باقی مزدور، تاجر بوڑھے، بیمار بچپن اور جوانی کی دہلیز پر تھے۔	1 ہزار تلواریں
ڈنڈے	7000 ڈھالیں
صرف 2 ڈھالیں	300 سوزرہیں
صرف 6 زرہیں	100 گھوڑے
صرف 2 گھوڑے	بے شمار اونٹ
چند اونٹ تھے	

کفار نے مکہ پہنچ کر اپنی عورتوں کو مرنے والوں پر بین کرنے سے منع کر دیا تا مسلمانوں کو خبر ملنے کی صورت میں وہ خوش نہ ہوں اور یوں اس یوم الفرقان کی وجہ سے مستقل طور پر مسلمانوں کی تمام عرب پر دھاک بیٹھ گئی اور جنگ بدر باقی ماندہ جنگوں (احد۔ احزاب وغیرہ) میں کفار کی شکست کا موجب بنی۔

یہ مختصر سی تاریخ ہے غزوہ بدر کی۔

اللہ تعالیٰ نے آج کے دور کو بدر قرار دیا۔ یوم الفرقان قرار دیا اور الہاماً تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ جنگ بدر کے قصہ کو مت بھولو اور اُدھر الہاماً فرمایا وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ کہ اللہ نے بدر میں تمہیں نصرت پہنچائی جب تم بہت کمزور تھے۔

اور حقیقت میں درج ذیل اسباق جماعت احمدیہ کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کی فتح اور اس میں نصرت الٰہی کا ذکر سورۃ اٰل عمران آیت 124 میں وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ کے الفاظ میں کیا ہے اور اس فتح کا ذکر جنگ اُحد کے ذکر کے درمیان کرنے کا مقصد یہ بیان کیا ہے کہ فتوحات اور ترقیات تقویٰ کے ساتھ اور شکر ادا کرنے کے ساتھ ملا کرتی ہیں۔ اب جماعت احمدیہ کو جب کہ وہ کمزور ہے فتوحات تب ہی ملیں گی اگر تمام احمدی تقویٰ پر کاربند رہیں گے اور سابقہ فتوحات پر شکر خداوندی کو اپنا شیوہ بنائیں گے۔

جس طرح آنحضور ﷺ نے ساری رات مسلمانوں کی حفاظت اور بقا کے لئے دُعا میں گزار دی۔ آج بھی جماعت احمدیہ کی حفاظت اور ترقی کے لئے دعاؤں کی اشد ضرورت ہے۔ نیز یہ دُعا کریں۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا

صحابہ کی وفاداری کی طرح ہم میں ہر فرد کو خلیفۃ المسیح کے ساتھ اپنے روحانی ہتھیاروں کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہوئے کھڑا ہونا ہو گا کہ دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ ہماری نعشوں کو نہ روند دے اور یہ اعلان پہلے سے بڑھ کر گھر گھر سے ہو رہا ہو کہ اے خلیفۃ المسیح! ہم آپ کے دائیں، بائیں اور آگے و پیچھے لڑنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں اور موسیٰؑ کی قوم کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ جاؤ! تم اور تمہارا رب لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

مساوات اور برابری کا بھی سبق ملتا ہے جب آنحضورؐ کے چچا عباس کی مشکیں آسان کر دی گئیں تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ باقی قیدیوں کی بھی مشکیں آسان کر دو۔

اس جنگ میں ایک ماں کا بچہ گم ہو گیا اور وہ سرگردان اسے ڈھونڈتی پھرتی تھی تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ جب اپنے خدا سے دُور ہو جاتا ہے تو وہ اس کی تلاش میں اس ماں سے بھی بڑھ کر پریشان نظر آتا ہے۔

یہ جنگ درحقیقت خیمہ میں لڑی گئی تھی آج رمضان میں بھی خیمہ زن ہو کر عبادت کرنے اور دعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔

ہر دینی کام میں اپنے اصحاب، colleagues سے مشورہ کر لینا چاہئے۔ کیونکہ یہ پہلا مشورہ تھا جو آنحضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا۔

کچھ عرصہ سے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بدری صحابہؓ کی جاں نثاری کے واقعات اور ان کی سیرت بیان فرما رہے ہیں اور یہ بھی ایک رنگ میں ”جنگ بدر کے قصہ کو مت بھولو“ کی تعمیل اللہ تعالیٰ کروا رہا ہے تا کہ ہمیں جنگ بدر میں شامل ہونے والے مبارک و مقدس روحوں کے قصّے یاد رہیں۔ ہم بھی ان کی ولولہ انگیز قیادت اور ان کی قربانیوں کو اپنے دلوں میں اُتاریں اور جو سبق اس جنگ سے مسلمانوں کے لئے ہیں ان کو حرز جان بنائیں اور فتوحات و ترقیات کی طرف بڑھتے قدموں میں اپنے نیک اعمال سے آسانی پیدا کریں۔

غزوہ بدر کے موقعہ پر یہ عہد کرنا ضروری ہے کہ اے خلیفہ وقت! ہم بدری صحابہ کی طرح ہر قسم کی جانی، مالی اور بدنی قربانیاں پیش کرنے کو تیار ہیں۔ جب بھی دربار خلافت سے آواز بلند ہو گی ہم سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہتے ہوئے حاضر ہوں گے۔ ہم احمدیت کی حفاظت کے لئے اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو پیش کریں گے ہم انصار، خدام، اطفال، ممبرات لجنہ اور ناصرات اپنے اپنے عہدوں کے مطابق اپنی زندگیاں پیش کرنے کو ہر وقت تیار رہیں گے اور ہم ہر وقت 22 اپریل 2003ء کے نظارہ کو زندہ رکھیں گے جب مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی طرف سے پہلا حکم "بیٹھ جائیں" کے الفاظ میں فدائیان احمدیت کے کانوں میں پڑا تھا تو وہ Gresson Hall Road اور Melrose Road پر ایک دوسرے پر گرتے پڑتے زمین پر بیٹھ گئے تھے۔ اے خلیفہ وقت! آپ بدری صحابہؓ کی طرح ہمیشہ ہمیں جاں نثاروں میں پائیں گے۔

خدا خود جبرو استبداد کو برباد کر دے گا
وہ ہر سُو احمدی ہی احمدی آباد کر دے گا
صداقت میرے آقا کی زمانے پر عیاں ہو گی
جہاں میں احمدیت کامیاب وکامران ہو گی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
یہ لوگ تھے، عجیب شان تھی ان کی جنہوں نے ہمیں اللہ تعالیٰ سے وفا کے طریقے بھی سکھائے۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت کے طریقے بھی سکھائے۔ آنحضرت ﷺ کی باتوں کو دل کی گہرائیوں سے قبول کرتے ہوئے کامل اطاعت کرنے کے طریقے بھی سکھائے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے درجات بلند کرے۔

(خطبہ جمعہ 25 جنوری)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 مئی 2020ء)

﴿18﴾
رمضان اور اصلاحِ نفس

رمضان اور قرآن آپس میں لازم ملزوم ہیں۔ قرآن کے نزول کا آغاز 24 رمضان کو ہوا۔ کہتے ہیں کہ قرآن کریم رمضان میں نازل ہوا یا رمضان کے بارے میں نازل ہوا۔ حضرت جبرائیلؑ رمضان میں نازل ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن کا ورد کیا کرتے تھے۔ آنحضور ﷺ خود بھی کثرت کے ساتھ رمضان میں تلاوت فرماتے اور صحابہ کرامؓ کو بھی کثرت کے ساتھ رمضان میں تلاوت کرنے کی ہدایت فرماتے۔

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۖ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ

(آل عمران:31)

ترجمہ: جس دن ہر جان جو نیکی بھی اس نے کی ہو گی اُسے اپنے سامنے حاضر پائے گی اور اس بدی کو بھی جو اس نے کی ہو گی۔ وہ تمنا کرے گی کہ کاش! اس کے اور اس (بدی) کے درمیان بہت دور کا فاصلہ ہوتا اور اللہ تمہیں اپنے آپ سے خبردار کرتا ہے حالانکہ اللہ بندوں سے بہت مہربانی سے پیش آنے والا ہے۔

حضرت ابراہیم تیمیؒ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے نفس کو سمجھانے کیلئے اسے تصوّراتی جنت میں لے گیا۔ میرے نفس نے وہاں کے مزیدار پھل کھائے اور شیریں نہروں سے پانی پیا اور جنت کے مزے اڑائے۔ پھر میں اپنے نفس کو لے کر دوزخ گیا وہاں اسے زقّوم کا درخت کھانے کو ملا اور زخموں کے دھوون اور پیپ اور کھولتا ہوا پانی پینے کے لئے اور آگ اور بیڑیوں میں قید کیا گیا۔ تب میں نے اسے پوچھا تو کیا چاہتا ہے تو؟ میرے نفس نے جواب دیا أُرِيْدُ أَنْ أَرُدَّ إِلَى الدُّنْيَا فَأَعْمَلَ صَالِحًا کہ میں چاہتا ہوں کہ دنیا میں لوٹ جاؤں اور نیک عمل بجالاؤں تا

کہ جنت میں داخل ہوں تب میں نے اپنے نفس سے کہا دیکھ تیری تمنا تجھے مل گئی۔ تو دنیا میں ہے اس لئے نیک عمل بجالا اور گناہوں سے دور رہ۔

(محاسبۃ النفس لابن أبی الدنیا، اجھاز النفس فی الأعمال)

ماہ رمضان اصلاح نفس کا مہینہ ہے اور خدا تعالیٰ اس بابرکت مہینہ میں ہمیں ایک ایسا ماحول فراہم کرتا ہے کہ ہم اس میں اپنی اصلاح کر سکیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب ماہ رمضان آتا ہے تو فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ یعنی جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، ھل یقال رمضان أو شھر رمضان)

سو جب سب ایک جہت کو چلنے لگ جائیں تو اس جہت میں چلنا آسان ہو جاتا ہے کیونکہ کوئی روک پیش قدمی سے روکتی نہیں۔ پس جب ایک چیز دوسری چیز کی ممد بن جائے اور ایک کام کرنے سے دوسرے کام آسان ہو جائیں تو پیش قدمی تیز کر دینی چاہئے۔ اس لئے آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ روزہ (گناہوں کے خلاف ایک حفاظتی تدبیر ہے۔ پس روزہ رکھنے والے کو چاہئے کہ وہ لَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ کہ نہ زبان سے کوئی گناہ کرے اور نہ اپنے دوسرے اعضاء کو کسی ایسے کام میں لگائے جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو جائے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، ھل یقول إنی صائم)

سو روزے کا ایک ہدف ہے جو اس ہدف کو پورا نہیں کر رہا تو اس کے روزہ رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے۔ تو خدا کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، من لم یدع قول الزور)

کیونکہ روزہ تو جائز کاموں سے رکنے کا صبر پیدا کر دیتا ہے تو ایسے میں ناجائز کام کیسے ہو سکتے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اَلصِّیَامُ نِصفُ الصَّبرِ یعنی روزے تو آدھا صبر ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، فی الصوم زکاۃ الجسد)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ صبر کا مہینہ کہلاتا ہے کیونکہ اپنی خواہشات پر صبر کرنا ہے، اپنے غصّوں پر صبر کرنا ہے، نیکیوں پر جم کے بیٹھنا ہے۔ بدیوں کی طرف جو تحریک ہے اس کا مقابلہ کر کے رک جانا ہے۔ ان سب چیزوں کو صبر کہا جاتا ہے۔

(خطباتِ طاہر جلد 15 صفحہ 75)

بہر حال اس ماحول سے وہ فائدہ اٹھا سکتا ہے جو ایمان کی طرف توجہ دے، اپنا محاسبہ بھی کرتا چلا جائے جیسا کہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ یعنی جس نے رمضان کے روزے ایمان اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے۔ اس کے رمضان سے پہلے کئے گئے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(سنن أبی داوود، کتاب الصلاۃ، باب فی قیام شھر رمضان)

لیکن جو اس مہینہ میں اپنے ایمان کی طرف توجہ نہیں دیتا اور نہ اپنے محاسبہ کے ذریعہ اپنے اندر اصلاح پیدا کرتا ہے تو آپ ﷺ نے اس کے لئے فرمایا ہے کہ رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ کہ مٹی میں ملے اس کی ناک جس پر رمضان کا مہینہ آیا اور گزر گیا لیکن اس سے قبل اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، قول رسول اللہ رغم أنف رجل)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے۔ اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی

نظر کے سامنے پھیرتے رہو اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردّی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دے اور پھر تم کاٹے جاؤ"

(روحانی خزائن جلد2 صفحہ 547-548)

خدا تعالیٰ بھی انسان کے اعمال کا روزنامچہ بناتا ہے۔ پس انسان کو بھی اپنے حالات کا ایک روزنامچہ تیار کرنا چاہئے اور اس میں غور کرنا چاہئے کہ نیکی میں کہاں تک قدم آگے رکھا ہے۔ انسان کا آج اور کل برابر نہیں ہونے چاہئیں۔ جس کا آج اور کل اس لحاظ سے کہ نیکی میں کیا ترقی کی ہے برابر ہو گیا وہ گھاٹے میں ہے۔

(ملفوظاتِ احمد جلد5 صفحہ 455)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"روزوں میں ہر شخص کو اپنے نفس کا بھی محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔ دیکھتے رہنا چاہئے کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے اس میں میں جائزہ لوں کہ میرے میں کیا کیا برائیاں ہیں، ان کا جائزہ لوں۔ ان میں سے کون کون سی برائیاں ہیں جو میں آسانی سے چھوڑ سکتا ہوں ان کو چھوڑوں۔ کون کون سی نیکیاں ہیں جو میں نہیں کر سکتا یا میں نہیں کر رہا اور کون کون سی نیکیاں ہیں جو میں اختیار کرنے کی کوشش کروں۔ تو اگر ہر شخص ایک دو نیکیاں اختیار کرنے کی کوشش کرے اور ایک دو برائیاں چھوڑنے کی کوشش کرے اور اس پر پھر قائم رہے تو سمجھیں کہ آپ نے رمضان کی برکات سے ایک بہت بڑی برکت سے فائدہ اٹھالیا۔"

(خطباتِ مسرور جلد1 صفحہ 418)

اللہ تعالیٰ ہمیں روزوں کی غایت سمجھنے اور اسے حاصل کرنے کی توفیق دے اور ہم سے ایسا راضی ہو کہ پھر کبھی ناراض نہ ہو۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 مئی 2020ء)

﴿19﴾

رمضان کو اپنی نمازوں سے مزین کریں

آج کل تمام دنیا متعدی بیماری کرونا وائرس کے مضر اثرات میں مبتلا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ متعدی بیماری کے دوران نہ صرف کشتی نوح تحریر فرمائی بلکہ اس کے پڑھنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔ رمضان اور نماز کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ اس لئے یہاں قارئین الفضل کی خدمت میں **"ہماری تعلیم"** سے قیام نماز کی اہمیت و افادیت والا حصہ پیش ہے۔ تا قارئین استفادہ کر سکیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

- اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔

(صفحہ 14)

- جو شخص پنجگانہ نمازوں کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

(صفحہ 17)

- کوشش کرو کہ پاک ہو جاؤ کہ انسان پاک کو تب پاتا ہے کہ خود پاک ہو جاوے۔ مگر تم اس نعمت کو کیونکر پا سکو۔ اس کا جواب خود خدا نے دیا ہے جہاں قرآن میں فرماتا ہے۔ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (البقرہ:46) یعنی نماز اور صبر کے ساتھ خدا سے مدد چاہو۔ نماز کیا چیز ہے۔ وہ دعا ہے جو

تسبیح تحمید تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے۔ سو جب تم نماز پڑھو تو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو۔ کیونکہ ان کی نماز اور ان کا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں۔ لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے۔ باقی اپنی تمام عام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کر لیا کرو۔ تا کہ تمہارے دلوں پر اس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو۔

(صفحہ 63)

پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں۔ وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے۔ تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں اور تمہاری فطرت کے لئے ان کا وارد ہونا ضروری ہے۔

1. پہلے جبکہ تم مطلع کیے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے۔ مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا یہ پہلی حالت ہے۔ جس نے تمہاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا۔ سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے۔ کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا۔ اس کے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی۔ جس کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔
2. دوسرا تغیرؔ اس وقت تم پر آتا ہے جبکہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو۔ مثلاً جبکہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہونے کو ہوتا ہے۔ سو یہ حالت تمہاری اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اس پر جم سکتی ہے۔ اور صریح نظر آتا ہو کہ اب اس کا غروب نزدیک ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی۔
3. تیسرا تغیر تم پر اُس وقت آتا ہے۔ جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلی امید منقطع ہو جاتی ہے۔ مثلاً جیسے تمارے نام فرد قرارداد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے گزر جاتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارے حواس خطا ہو جاتے ہیں اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

4. چوتھا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے کہ جب بلا تم پر وارد ہی ہو جاتی ہے۔ اور اس کی سخت تاریکی تم پر احاطہ کر لیتی ہے۔ مثلاً فرد قرارداد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تم کو سنا دیا جاتا ہے اور قید کے لئے ایک پولیس مَین کے تم حوالہ کئے جاتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشاء مقرر ہے۔

5. پھر جبکہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو تو پھر آخر خدا کا رحم تم پر جوش مارتا ہے اور تمہیں اس تاریکی سے نجات دیتا ہو۔ مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر آخر کار صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے۔ سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کیں۔ اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدہ کے لئے ہیں۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو۔ تو پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہارے اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظل ہیں۔ نماز میں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے۔ تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضاوقدر تمہارے لئے لائے گا۔ پس قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرّع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے۔

(صفحہ 69-70)

- اس کے تمام نوکروں چاکروں کا گناہ اس کی گردن پر ہے۔

(صفحہ 65)

- بہت سے لوگ (فرمانبردار) کہلا کر نماز، روزہ اور حلال و حرام کے احکام کو بڑی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

امید ہے رمضان کی عبادات کو ان ارشادات کی روشنی میں مزیّن کریں گے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 مئی 2020ء)

﴿20﴾

رمضان کے آخری عشرہ میں ایک مومن کی کیفیت

شعور کے آئینہ میں دیکھیں تو ماہِ رمضان سال کے بارہ مہینے میں ایک مہمان مہینہ کے طور پر آتا ہے جو سراپا نعمت و رحمت ہے۔ قرآن نے أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ کہہ کر اس طرف اشارہ بھی کیا ہے مہمان کا لفظ ذہن میں آتے ہی درج ذیل امور سامنے آتے ہیں۔

1. مہمان کچھ دن یا کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد واپس جاتا ہے۔
2. اس کی خاطر تواضع کی جاتی ہے۔
3. مہمان کے جب جانے کے دن قریب آتے ہیں تو گھر اور گھر کے نفوس پر اُداسی چھانے لگتی ہے۔
4. اگر مہمان کوئی فیملی بزرگ ہو یا جماعتی بزرگ ہو تو جاتے جاتے وہ کوئی نصیحت بھی کر جاتا ہے اور چھوٹے بچوں کو نقدی کی صورت میں تحفہ بھی دے دیتا ہے۔

اور بچے میزبانوں میں سے کیا ہر کوئی مہمان سے فیض کی جھولیاں بھرنے لگتا ہے بعینہٖ رمضان جب ڈھلتا ہے ان دنوں کا count down شروع ہوتا ہے تو مومنوں کی فکر بڑھتی جاتی ہے مومنوں کے گھروں میں اُداسی چھانے لگتی ہے۔ اکثر لوگوں کو کہتے سنائی دیا جاتا ہے کہ رمضان ابھی کل ہی تو شروع ہوا تھا۔ پھر مومن، رمضان کے فیوض وبرکات سے حصہ لینے کے لئے سر توڑ کوشش کرتا ہے تا اپنے کھیسے بھر لے۔ اندوختے میں اتنا اضافہ کرے کہ سارا سال ہی مستفیض ہوا جا سکے۔ بالخصوص جب آخری 10 دن باقی رہ جاتے ہیں تو ایک مومن اپنی نیندیں اپنے اوپر حرام کر کے اپنی تمام تر طاقتوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے عبادات کے لئے اس دکاندار کی طرح جھونک دیتا ہے جو عید الفطر سے قبل اپنی تمام تر پونجی، planning کے ساتھ اپنی دکان میں ڈال دیتا ہے کہ عید پر profit آئے گا اور میری جمع پونجی ڈبل ہو گی۔ وہ دکان کے اوقات بڑھا دیتا ہے اور over time لگاتا ہے اس طرف زیادہ توجہ دیتا

ہے بعینہٖ ایک مومن تمام استعدادوں، کوششوں اور طاقتوں کو صَرف کرتا ہے۔ پھر اس دکاندار کی طرح کہ دکان میں جمع پونجی کو چور نہ لے جائے حفاظت کی غرض سے تالے لگاتا ہے۔ بعینہٖ ایک مومن اپنے اندوختے کو شیطان سے بچانے کے لئے پھر خدا سے حفاظت اور اپنے خاتمہ بالخیر کے لئے دعا کرتا ہے۔

ان آخری دنوں میں سہانی راتوں کی طرح رمضان پہلے سے زیادہ بھیگتا ہے۔ عبادات میں اضافہ ہوتا ہے۔ روحانی جدوجہد بڑھتی ہے اور روحانی پھلوں کے پکنے کے دن قریب آرہے ہوتے ہیں اور بعضوں کے پھل پک بھی جاتے ہیں اور بزرگ مہمان کی طرح رمضان جاتے ہوئے آنحضور ﷺ کی زبان اِذَا سَلِمَ الرَّمَضَانَ سَلِمَتِ السَّنَۃُ کہ اگر رمضان خیریت سے گزرا تو سارا سال سلامتی کے ساتھ گزرے گا، کی نصیحت بھی کر جاتا ہے اور اس بزرگ مہمان کی طرح اللہ تعالیٰ جو انعامات سے نوازتا ہے اس میں سے ایک انعام عید کی خوشی کی صورت میں مومن کو ملتا ہے۔

مندرجہ بالا فرمان رسولؐ کے تحت ہم تمام کو خدا کو ملانے کا ایک پُل تعمیر کرنا چاہئے جو ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک ہو۔ اگر اس پُل کی تعمیر درمیان میں چھوڑ دیں گے تو اتھاہ گہرائیوں میں گر کر تباہی ہی ہے اگر اپنی جدوجہد سے مکمل تعمیر کر لیا تو اس پر سے گزر کر اگلے رمضان میں بھی ہم خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو کر داخل ہوں گے۔

آنحضرت ﷺ کے متعلق حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو نبی کریم ﷺ اپنی کمر ہمت کس لیتے اور اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے۔

(بخاری کتاب الصوم)

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی اقتداء و تقلید میں رمضان کے آخری 10 دنوں کو عبادات سے رونق بخشیں۔ اپنی راتوں کو بیدار کریں۔ تلاوت قرآن کثرت سے کریں۔ دعائیں کریں اپنی سجدہ گاہوں کو تر کریں۔ صدقات و خیرات کثرت سے دیں۔ فطرانہ و عید فنڈ کی جلد ادائیگی کریں اور عشرہ مبارکہ کی درج ذیل عبادات کو سامنے رکھ کر یہ دن گزارنے کی کوشش کریں۔

1. **قرآن کی سالگرہ۔** اس عشرہ میں قرآن کے نزول کا آغاز ہوا یعنی 24 رمضان گویا ہر ماہ نزول قرآن کی سالگرہ رمضان میں آتی ہے۔ قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کر کے ماحول کو سجاوٹ دیں۔
2. **اعتکاف کی عبادت۔** آنحضور ﷺ ہر سال اعتکاف کیا کرتے تھے۔ آخری دفعہ آپ کا اعتکاف 20 دن کا تھا۔ آپؐ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کیا کرتی تھیں۔ احادیث میں آتا ہے کہ اعتکاف کرنے سے اس سے پہلے کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں۔
3. **لیلۃ القدر۔** قرآن کریم میں اسے بہترین رات اور ہزار مہینوں سے بہتر رات قرار دیا گیا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اِسے رمضان کے آخری 10 دنوں کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔
4. **صدقات وخیرات۔** ویسے تو آنحضرت ﷺ سارا سال ہی صدقات کا سلسلہ جاری رکھتے تھے۔ تاہم رمضان بالخصوص رمضان کے آخری حصہ میں اس میں بہت تیزی آجاتی تھی۔

فطرانہ کے متعلق آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ روزہ کی پاکیزگی اور مسکینوں کا کھانا ہے اس کے بغیر روزے مقبول نہیں ہوتے۔ بلکہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ روزے زمین و آسمان کے درمیان معلق ہو جاتے ہیں۔ فطرانہ ہی آسمان تک لے کر جاتا ہے۔

(کنزالعمال)

یہ مبارک دن آنے کو ہیں۔ ان سے فائدہ اُٹھانے کے لئے ہمیں کمر ہمت کس لینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا مقرب بنائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 مئی 2020ء)

﴿21﴾

خود احتسابی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

(الحشر:19)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقوی اختیار کرو اور ہر جان یہ نظر رکھے کہ وہ کل کے لئے کیا آگے بھیج رہی ہے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ اس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ فرماتے ہیں کہ اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ حقیقی داناوہ شخص ہے جو اپنا محاسبہ نفس (ساتھ ساتھ) کرتا چلا جاتا ہے اور موت کے بعد کی زندگی کو مد نظر رکھتے ہوئے نیک اعمال بجالاتا چلا جاتا ہے۔ وَالعَاجِزُ : اور ناکارہ بے بس ہے وہ شخص جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اللہ سے امید لگاتا ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ منہ)

حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں: حَاسِبُوْا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا اپنا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور بڑے دن کی پیشی کے لئے خوب تیاری کرتے رہو اپنے آپ کو نیکیوں سے مزیّن کرتے چلے جاؤ اور جو شخص دنیا میں اپنا محاسبہ کرتا ہے کہ قیامت کے روز اس کا ہلکا پھلکا حساب لیا جائے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہؐ عنہ)

آپؓ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا: وَزِنُوْا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُوْزَنُوْا اور اپنے نفس کو ماپ تول کر رکھو قبل اس کے کہ تمہارا ماپ تول کیا جائے اور بڑے دن کی پیشی کے لئے زینت اختیار کرو جس دن تم (خدا تعالیٰ کے حضور) پیش کئے جاؤ گے تم سے کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی مخفی نہیں رہے گی۔

(مصنف ابن أبی شیبۃ، الزھد، کلام عمر بن الخطاب)

حضرت میمون بن مھرانؒ فرماتے ہیں: کسی شخص کو اس وقت تک متقی عابد نہیں کہہ سکتے حَتّٰى يُحَاسِبَ نَفْسَهُ كَمَا يُحَاسِبُ شَرِيْكَهُ مِنْ أَيْنَ مَطْعَمَهُ وَمَلْبَسَهُ جب تک کہ وہ اپنا محاسبہ ایسے نہ کرے جیسے وہ تجارت میں اپنے شراکت دار کا محاسبہ کرتا ہے... کہ کھانا کہاں سے کھاتا ہے اور لباس کہاں سے لیتا ہے۔

(سنن الترمذی، صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ)

حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنے ایک والی کو ایک تحریر بھجوائی جو آپؓ کی آخری تحریروں میں سے سمجھی جاتی ہے۔ اس میں آپؓ فرماتے ہیں کہ حَاسِبْ نَفْسَكَ فِي الرَّخَاءِ قَبْلَ حِسَابِ الشِّدَّةِ اپنے نفس کا محاسبہ سخت حساب آنے سے قبل کر لو۔ جو اچھے وقت میں سخت حساب سے پہلے اپنا محاسبہ کرتا ہے اس کا انجام خوش نصیبی اور خوشنودی کے ساتھ ہو گا اور جس شخص کو اس کی لذتیں اور خواہشات محاسبہ نفس سے غافل کر دیں اس کا انجام حسرت اور ندامت کے ساتھ ہو گا۔

(شعب الإیمان، کتاب الزھد وقصر الأمل)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرٰى ذُنُوْبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ مومن اپنے گناہوں کو ایسا محسوس کرتا ہے جیسے وہ کسی پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں وہ اس کے اوپر نہ آگرے اور بدکار

اپنے گناہوں کو مکھی کی طرح ہلکا سمجھتا ہے کہ وہ اس کے ناک کے پاس سے گزرے اور وہ اسے اپنے ہاتھ کے اشارے سے اڑادے۔

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، التوبۃ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں کہ صوفیاء نے لکھا ہے آدمی کو چاہئے ہر شام کو سوتے وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرے کہ میں نے جو کام کئے وہ لہو ولعب تو نہ تھے۔

(حقائق الفرقان، جلد 3 صفحہ 345)

آپؓ فرماتے ہیں کہ میری تو یہ حالت ہے کہ میں جمعہ کے لئے نہا رہا تھا۔ نفس کا محاسبہ کرنے لگا اور اس خیال میں ایسا محو ہوا کہ بہت وقت گزر گیا۔ آخر میری بیوی نے مجھے آواز دی کہ نماز کا وقت تنگ ہوتا جاتا ہے۔ اگر میری بیوی مجھے یاد نہ دلاتی تو ممکن تھا اسی حالت میں شام ہو جاتی۔

(حقائق الفرقان جلد 1 صفحہ 438-439)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم خدا تعالیٰ کے محاسبہ سے قبل اپنا محاسبہ کرنے والے ہوں۔ ہم ہر رات کو اس احتساب کے ساتھ سوئیں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کے حقوق میں کہاں کہاں کوتاہی کی؟ اور ہم نے اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں اور رشتہ داروں اور خلق خدا کے حقوق میں کہاں کہاں کوتاہی کی اور کہاں ظلم کیا اور کہاں کسی کا حق مارا؟ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہمیں تمام حقوق ادا کرنے والا بنادے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 مئی 2020ء)

﴿22﴾

نظام جماعت سے وابستگی اور اطاعت عہدیداران

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ

(النساء:60)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَ لَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ۔ (یٰس:41) سورج کی دسترس میں نہیں کہ چاند کو پکڑ سکے اور نہ ہی رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے اور سب کے سب (اپنے اپنے) مدار پر رواں دواں ہیں۔

دنیا میں جاری مادی اور روحانی نظام میں قدر مشترک امر ''تنظیم'' ہے۔ سورۃ یٰس کی آیت 41 میں دنیا میں جاری نظام کے متعلق بیان ہوا ہے کہ تمام اجرام فلکی چاند، سورج، زمین اپنے اپنے مدار میں تنظیم کے ساتھ گھوم رہے ہیں اور ان میں اگر کوئی ذرہ بھر بھی اپنے مدار سے دُور ہو تو زمین تہہ و بالا ہو جاتی ہے۔ زلزلے آتے ہیں اور سونامی جیسی تباہی دیکھنے کو ملتی ہے۔ اسی طرح روحانی دنیا میں تنظیم کو قائم رکھنے کے متعلق واضح احکام قرآن کریم میں موجود ہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ نے اس کی جو تشریحات و توضیحات فرمائی ہیں۔ ہم ان کو جماعت، نظام جماعت، خلافت اور اطاعت عہدیداران کا نام دے سکتے ہیں۔ ان سب کی آپس میں کڑیاں ملتی ہیں اور ان کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو ایک موقع پر یوں فرمایا ہے۔

"نظامِ جماعت کی اطاعت کی جائے۔ آنحضرت ﷺ نے خود فرمایا ہے کہ جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ پس نظام جماعت کو معمولی نہ سمجھیں۔ خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں اطاعت کے مضمون سے گزر کر جاتی ہیں۔ اس لئے نظامِ جماعت کی اطاعت کو اپنا شعار بنائیں۔ ہر صورت میں آپ نے اطاعت کرنی ہے اور نظامِ جماعت کا احترام کرنا ہے۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جاوے تو دل میں ایک نور پیدا ہوتا ہے اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اتنی ضرورت نہیں جتنی کہ اطاعت کی، اطاعت سے عظیم انقلاب برپا ہو سکتے ہیں۔"

(پیغام جلسہ سالانہ جرمنی 2006ء از ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی 2006ء)

حضرت عمر فرمایا کرتے تھے کہ اسلام میں جماعت ہے، جماعت میں امارت ہے۔ امارت میں اطاعت ہے۔

آنحضور ﷺ نے متعدد بار صحابہؓ کو جماعت کے ساتھ رہنے کی تلقین فرمائی اور مختلف انداز میں مثالیں دے کر اس مضمون کو سمجھایا ہے۔ جیسے ریوڑ کی مثال دی کہ ریوڑ سے الگ ہونے والی بھیڑ کو بھیڑیا اچک کر لے جاتا ہے۔ اس طرح آدمی کا بھیڑیا شیطان ہے جو اُسے بہکا لے جائے گا جب وہ جماعت سے الگ ہوا۔ جسم کی مثال دے کر بھی سمجھایا اور ایک دفعہ مضبوط عمارت سے مثال دی کہ مومن دوسرے مومن کے لئے مضبوط عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو تقویت دیتا ہے۔ آپؐ نے اس مفہوم کو واضح کرنے کے لئے ہاتھوں کی کنگھی بنائی۔

آنحضور ﷺ نے آخری زمانہ کی جو علامات بیان فرمائی ہیں۔ ان میں جماعت کو لازم پکڑنے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت 73 فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ 72 ناری ہوں گے۔ ایک جنتی ہو گا۔ صحابہؓ نے عرض کہ مَنْ هُم۔ فرمایا مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِیْ اور ایک موقع پر فرمایا وَهِیَ الْجَمَاعَةُ کہ وہ جماعت ہو گی۔

تمام کرۂ ارض پر صرف ایک ہی فرقہ ایسا ہے جو جماعت کہلانے کا مستحق ہے وہ جماعت احمدیہ ہے۔ جس کا ایک واجب الاطاعت امام موجود ہے۔ اس کے مبارک منہ سے نکلے ہوئے الفاظ پر دُنیا بھر میں پھیلے احمدی احباب لبیک یا سیدی کہتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ حقیقی تنظیم، اتحاد و یگانگت اور جماعت کا نقشہ صرف جماعت احمدیہ میں ملتا ہے۔ جو ساری دنیا میں موجود احباب ایک وجود کی آواز پر کھڑے ہو رہے ہیں اور اسی کی آواز پر بیٹھتے ہیں۔ تنظیم

چند سو یا چند لاکھ افراد کے اجتماع یا ازدہام کا نام نہیں بلکہ فکر و عمل اور سوچ و خیال و عقائد میں اشتراک اور موافقت کا نام تنظیم ہے اور یہ نعمت صرف جماعت احمدیہ کو حاصل ہے۔ اسلامی نظام موجود ہے۔ جیسے قضاء کا نظام ہے۔ بیت المال موجود ہے۔ غرباء، بیوگان، مستحق، یتامیٰ کی دیکھ بھال۔ مریضوں کی امداد اور طلبہ میں وظائف کا مستقل مضبوط نظام موجود ہے اور مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ کے مصداق مخلص دوست تمام دنیا میں پھیلے مالی، قالی، حالی، جانی خدمات کر رہے ہیں۔ جبکہ اس کے مقابل پر غیروں میں محض حسرت، افسوس، ناامیدی کا اظہار اور خلافت کی ضرورت پر زور دیا جاتا ہے۔

نظام جماعت اور اطاعت کے مضمون کو سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے تسبیح سے مشابہت دے کر سمجھایا ہے کہ تسبیح کے دانے ایک تاگے میں پروئے ہوئے ہوتے ہیں اور تاگے کے دونوں سرے اکٹھے کر کے ایک لمبا دانہ پرویا ہوتا ہے۔ وہ دراصل امام ہے جس کے ساتھ تعلق رکھ کر ہر دانہ اس کی اطاعت کر رہا ہوتا اور کچھ دانوں کے بعد ایک بڑا دانہ آتا ہے جو اس تعلق کو مزید مضبوط کرنے کا باعث بنتا ہے وہ دراصل عہدیدار ہے۔ اور یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ جس طرح تسبیح کے دانوں کے لئے ایک امام کی ضرورت ہے اسی طرح ہمیں بھی ایک امام کے پیچھے چلنا چاہئے۔

اطاعت کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے ایمان کے اصطلاحی معنوں کا سمجھنا ضروری ہے۔ ایمان نام ہے بعض خلافِ طبیعت باتیں ماننے اور بعض خلاف طبیعت باتیں چھوڑنے کا۔ ایمان کی اسی تعریف کے تناظر میں حضرت مصلح موعود نے اطاعت کی تعریف میں لکھا ہے کہ

”اطاعت صرف ذوق کے مطابق احکام پر عمل کرنے کا نام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہر حکم پر عمل کرنے کا نام ہے خواہ وہ کسی کی عادت یا مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔“

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 15)

اطاعت بہت وسیع لفظ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سو کے قریب آیات میں مختلف انداز میں اطاعت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس کی برکات کا ذکر کیا ہے۔ اطاعت کرنے والوں کو بشارتیں دی ہیں جبکہ اطاعت کا جوا اپنی گردن سے اتارنے والوں کو انذار کیا ہے۔

اطاعت کی تین اقسام ہیں۔ اللہ کی اطاعت، رسول کی اطاعت اور اولی الامر کی اطاعت۔ اطاعت میں سب سے پہلا نمبر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا آتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا عبد بننے کی کوشش کرے۔ جو احکام قرآنِ کریم میں بیان ہوئے ہیں۔ ان پر عمل کیا جائے۔ جس میں نماز کی ادائیگی ہے، زکواۃ کی ادائیگی ہے، شرائط کے مطابق روزہ رکھنا ہے اور دیگر کئی احکام ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔

صحابہ نے اس میدان میں بھی اطاعت کے اعلیٰ نمونے دکھلائے۔ جب رسول ﷺ کے سامنے آواز دھیمی رکھنے کا حکم نازل ہوا تو حضرت عمرؓ نے اپنی آواز دھیمی کرلی اور حضرت ثابت بن قیس تو گھر ہی بیٹھ گئے۔

شراب کی ممانعت کا حکم نازل ہوا تو شراب میں مخمور صحابہؓ نے مٹکے توڑ ڈالے اور شراب مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی۔

ایک مہاجر صحابیؓ نے قرآنی احکام کی فہرست تیار کر رکھی تھی اور اُن کی کوشش تھی کہ کوئی حکم رہ نہ جائے جس پر عمل پیرا نہ ہو سکوں۔ جامع البیان میں لکھا ہے کہ وہ ساری عمر اس بات پر کوشاں رہے۔ قرآنی حکم کہ "اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ آیا کرو" کی تعمیل میں انہوں نے یہ کہہ کر مدینہ کے ہر گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ کوئی مجھے کہہ دے کہ میں اس وقت نہیں مل سکتا اور میں قرآنی حکم کے مطابق لوٹ آؤں۔ مگر مجھے ایسی آواز سنائی نہ دی۔

رسول اور خلیفہ کی اطاعت

دوسرے نمبر پر رسول اور خلیفہ کی اطاعت ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے قرب اور رضا کے حصول کا باعث بنتی ہے۔ صحابہؓ نے اس میدان میں کمال بے نظیر اور بے مثل نمونے پیش کئے اور اطاعت کی ایسی تاریخ رقم کی جو مذہبی دنیا میں تا قیامت سنہری حروف سے لکھی جائے گی۔

آنحضور ﷺ نے ایک دفعہ مسجد نبوی میں فرمایا بیٹھ جاؤ تو ایک صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ابھی مسجد سے باہر مسجد کی طرف بڑھ رہے تھے کہ کانوں میں بیٹھنے کی آواز آئی تو وہیں بیٹھ گئے اور پرندے کے پھدکنے کی طرح مسجد

کی طرف بڑھنے لگے۔ قریب کھڑے ایک صحابی نے کہا بھی کہ آپ مخاطب نہیں ہیں۔ فرمایا میرے کانوں میں میرے آقا کی آواز پڑی ہے اگر میری جان ابھی نکل جائے تو خدا کو کیا جواب دوں گا کہ رسول ﷺ کے ایک حکم پر عمل نہیں کر سکا۔

آنحضور ﷺ نے حضرت اسامہؓ کی سربراہی میں ایک لشکر ترتیب دیا۔ جس میں بڑے بڑے صحابہؓ بھی شامل تھے۔ ابھی یہ لشکر روانہ نہیں ہوا تھا کہ آنحضور ﷺ کی وفات ہوگئی آپؐ کی وفات پر بعض صحابہؓ نے اس لشکر کو روکنے کا مشورہ دیا مگر حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا ابو قحافہ کی کیا مجال کہ اس لشکر کو روکے جس کو آنحضور ﷺ سے روانہ کرنے کا حکم دیا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدینہ میں بعض امور کی سرانجام دہی کے لئے ضرورت بھی تھی تو باوجود خلیفہ ہونے کے اور صاحبِ حکم ہونے کے ان کو خود رکنے کا حکم صادر نہیں فرمایا۔ بلکہ حضرت اسامہؓ سے درخواست کی کہ آنحضور ﷺ نے ان کو آپ کے لشکر میں شامل کیا ہے مگر مجھے زکوٰۃ کے حصول کے لئے ان کی ضرورت ہے۔ اگر اجازت ہو تو انہیں روک لوں۔

آج کے دور میں مَا اَنَا عَلَیْہِ اَصْحَابِی کے مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے ماننے والوں نے اطاعت و تسلیم و رضا کی داستانیں زندہ کی ہیں۔

خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ گورداسپور تشریف لے گئے گرمی کا مہینہ تھا۔ آپ کے لئے ایک ایسی چھت پر بستر لگایا گیا جس پر منڈیر نہ تھی۔ آپ یہ کہتے ہوئے نیچے آگئے کہ میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ نے ایسی چھت پر سونے سے منع کیا ہے جس پر منڈیر نہ ہو اور مئی کے شدید گرمی کے مہینہ میں اندر کمرے میں ساری رات بسر کر دی۔

خلافت خامسہ کے انتخاب پر دربارِ خلافت سے ایک حواری کی زبانی یہ اعلان ہوا کہ حضور فرماتے ہیں کہ بیٹھ جائیں تو جو نقشہ اطاعت اور فرمانبرداری کا گریسن ہال روڈ پر بیٹھنے کا ایم ٹی اے نے تا قیامت محفوظ کر لیا ہے۔ اسے دیکھ کر آنحضور ﷺ کے دور کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔

اولوالامر کی اطاعت

تیسری قسم کی اطاعت اولوالامر یعنی حکام اور عہدیدارانِ جماعت کی اطاعت ہے۔ جس کو خدا اور رسول کی اطاعت کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے اور فرمایا کہ کسی بات پر اختلاف کو دور کرنے اور صحیح راہ پر متعین کرنے کا معیار خدا اور رسول کے احکام ہیں۔ ان احکام کی روشنی میں اگر تم اپنا معاملہ طے کرو گے تو بہتر صورت پیدا ہونے کی ضمانت دی جاتی ہے۔ نیز تم ان برکات و فیوض کے وارث ہو گے۔ جو اطاعت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کسی قوم کو عطا فرماتا ہے۔

اس حکم کی تشریح میں آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ نے ایسے ارشادات بیان فرمائے ہیں کہ اطاعت کا مفہوم اور اس کی اہمیت روز روشن کی طرح کھل کے سامنے آتی ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ مسلمان پر اپنے افسروں کی ہر بات سننا اور ماننا فرض ہے۔ خواہ اسے ان کا حکم اچھا لگے یا نہ۔ (بخاری)

اس حدیث میں اور دیگر احادیث میں اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ کے الفاظ ہیں۔ جس میں یہ اشارہ ہے کہ ہر مسلمان نے صرف اس حکم کی اطاعت نہیں کرنی جو خود بخود یا کسی کے ذریعہ پہنچے بلکہ خدا، اس کے رسول اور حکامِ بالا کے احکام پر کان لگائے رکھنے ہیں اور خود سن کر اطاعت کرنی ہے۔ اس میں کوشش کر کے اجلاسات اور درسوں پر حاضر ہو کر سننا بھی مراد ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات کو اطاعت کی نیت کرتے ہوئے سننا بھی مراد ہے۔

سیدنا حضرت محمد ﷺ نے حکام اور امراء کی اطاعت کو اپنی اور خدا تعالیٰ کی اطاعت قرار دے کر عہدیداران کی اطاعت کے مضمون کو اُجاگر کیا۔ فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی جس نے امیر یا حاکمِ وقت کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جو امیر، حاکمِ وقت اور عہدیدار کا نافرمان ہے وہ میرا نافرمان ہے۔

امیر یا حکام کی اطاعت کے بارے آنحضور ﷺ کے بہت واضح ارشادات ہیں جیسے حبشی غلام جس کا سر انگور کے خشک دانے کی طرح ہو اُس کی بھی اطاعت کرنی ہو گی۔

آنحضور ﷺ نے لشکر بجھوایا۔ اس کے امیر نے آگ جلائی اور شاملین کو کود جانے کا حکم دیا۔ بعض نے انکار کر دیا کہ آگ سے نکل کر تو اسلام کی طرف آئے ہیں اور ایک گروہ تیار ہو گیا۔ جس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا اگر یہ کود جاتے تو ہمیشہ آگ میں ہی رہتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"تقویٰ کا یہ بھی تقاضا ہے کہ ہر فردِ جماعت اپنے عہدیدار کے ساتھ مکمل تعاون اور اطاعت کا جذبہ رکھنے والا ہو۔ اور ہر عہدیدار اپنے سے بالا عہدیدار کا احترام، تعاون اور اطاعت کے معیاروں کو حاصل کرنے والا ہو۔ ذیلی تنظیمیں اپنے دائرے میں بے شک آزاد ہیں اور خلیفہ وقت کے ماتحت ہیں۔ لیکن جماعتی نظام کے تحت ذیلی تنظیموں کا ہر عہدیدار بھی فردِ جماعت کی حیثیت سے جماعتی نظام کا پابند ہے اور اس کے لئے اطاعت لازمی ہیں..... اطاعت میں فرق نہیں آنا چاہئے"

(خطبہ جمعہ 16 اپریل 2010ء)

حضرت عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت رسول اللہ ﷺ کی بیعت اس شرط پر کی کہ ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ آسانی میں بھی اور تنگی میں بھی، خوشی میں بھی اور رنج میں بھی اور ہم اُولو الامر سے نہیں جھگڑیں گے اور جہاں کہیں بھی ہم ہوں گے حق پر قائم رہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے سے نہیں ڈریں گے۔

(مسلم کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء)

اطاعت اور نظام جماعت و نظام خلافت کے آپس کے اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کی مثال دی ہے کہ کس طرح ایک نظام کے تحت مکھیاں ملکہ کی اطاعت کر رہی ہوتی ہیں اور پھر اس کی اطاعت کے نتیجہ میں ایک ایسی غذا یعنی شہد تیار ہوتا ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ۔ اس طرح جماعت میں رہتے ہوئے ایک خلیفہ کی اطاعت میں صحت مند مقوی غذا فتوحات اور ترقیات کی صورت میں ملتی ہے اور جماعت کو مل رہی ہے کیونکہ اطاعت، اطاعت اور اطاعت ہی ہمارا پہلا سبق ہے اور پورا طرہ امتیاز ہے۔ دیکھیں جنگ خندق کی کھدوائی کے وقت جب درمیان میں چٹان آئی تو بعض صحابہ نے کہا کہ چند قدم ہٹ کر یہ خندق کھودی جائے مگر حضرت سلمان

فارسی بضد رہے کہ جو لکیر خندق کھودنے کے لئے میرے آقا حضرت محمد ﷺ نے لگائی ہے۔ میں تو اس سے ایک قدم بھی نہیں ہٹوں گا۔ اتنے میں آنحضور ﷺ تشریف لائے آپ نے کدال پکڑی اور زور سے ضربیں لگائیں کہ چٹان بھی ٹوٹی اور قیصر و کسریٰ کے بادشاہوں کی تباہی کی خبریں دیں۔ آج اس زمانہ کے مامور حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام بھی فارسی النسل ہیں۔ سلمان فارسی کی نسل سے ہیں اور ہم ان کے روحانی فرزند ہیں ہم پر لازم ہے کہ اس خط کے نقوش کو جو تعلیمات وارشادات حضرت محمد ﷺ کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہیں کو گہرے کرتے چلیں۔ جس حد تک حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات کو ہم دلوں میں اتاریں گے ان کے نقوش کو گہرا کریں گے۔ اسی قدر خدا تعالیٰ کا قرب بھی ملے گا اور فتوحات بھی ملیں گی۔ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبات میں آئندہ بہت بڑی فتوحات، بشارات اور خوشخبریاں دے رہے ہیں۔ پس ان فتوحات کو قریب تر لانے اور دیکھنے کے لئے اور اس کے رسول کی اطاعت اور نظام جماعت کا لازم پکڑنا ہوتا اور اپنی نسلوں کو باور کرنا ہوگا کہ ہر قسم کی ترقی اطاعت رسول اور اس کے نمائندہ کی اطاعت سے نہ صرف وابستہ کر دی گئی ہے۔ بلکہ تمام عہدیداران کی اطاعت اور ان کا احترام جس حد تک بڑھے گا۔ خدا تعالیٰ کی محبت بھی بڑھتی جائے گی۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 مئی 2020ء)

﴿23﴾

رمضان کا درس سارا سال جاری رہتا ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

فَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ

(ہود:113)

ترجمہ: پس جیسے تجھے حکم دیا جاتا ہے اس پر مضبوطی سے قائم ہو کر عمل کرتا چلا جا۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ فرماتے ہیں۔ ”اگر لوگوں کو رمضان کی فضیلت کا علم ہوتا تو وہ اس بات کی خواہش کرتے کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔ اس پر بنو خزاعہ کے ایک صحابی نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ہمیں رمضان کی فضیلت سے آگاہ کریں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً جنت کو رمضان کے لئے سال کے آغاز سے آخر تک مزین کیا جاتا ہے۔ پس جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش الٰہی کے نیچے ہوائیں چلتی ہیں۔“
(لترغیب والترھیب، کتاب الصوم، الترغیب فی صیام رمضان)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سب سے زیادہ عمل وہ اچھا لگتا تھا جس پر کوئی مستقل مزاجی سے مسلسل قائم رہے۔
(صحیح بخاری کتاب الرقاق، باب القصد والمداومۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں: أَحَبُّ الأَعْمَالِ إِلَى اللهِ مَا دُوِّمَ عَلَيْهِ: خدا کو سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال وہ ہیں جن پر مداومت اختیار کی جائے، وَإِنْ قَلَّ: خواہ وہ تھوڑے ہی کیوں نہ

ہوں اور آپ ﷺ کی ازواج اور آل اولاد کی بھی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی کام کرتے تو اس کو مسلسل اور دلجمعی سے کرتے تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، فضیلۃ العمل الدائم)

حضرت علقمہؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے عرض کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کسی معاملہ کے لئے دنوں کو مخصوص کرتے تھے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ كَانَ عَمَلُهُ دِيمَةً: آپ ﷺ کے عمل میں ہمیشگی ہوتی تھی اور تم میں کون ہے جو ان عملوں کی طاقت رکھتا ہو جن کی آنحضرت ﷺ طاقت رکھتے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، ھل یخص شیئا من الأیام)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ بے شک دین اسلام آسان ہے۔ اور جو شخص دین میں سختی پسند کرتا ہے تو وہ مغلوب ہو جاتا ہے، اس لئے میانہ روی اختیار کرو اور اگر کوئی کام پوری شرائط کے ساتھ ادا نہ ہو سکے تو جس قدر استطاعت ہے وہ کر لو اور مطمئن ہو جاؤ۔ صبح وشام اور رات کے مختلف اوقات میں عبادت سے مدد چاہو۔

(صحیح البخاری، کتاب الإیمان الدین یسر)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے عبد اللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا جو نماز تہجد ادا کرتا تھا اور پھر نماز تہجد کو چھوڑ دیا۔

(البخاری، الجمعۃ، مایکرہ من ترک قیام اللیل)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز فجر کے وقت حضرت بلالؓ سے پوچھا" اے بلال! مجھے اپنا کوئی ایسا عمل بتاؤ جو زمانہ اسلام میں کیا ہو اور تمہیں اس کا ثواب ملنے کی سب سے زیادہ امید ہو؟ "إِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ : کیونکہ میں نے آج رات جنت میں تمہارے قدموں کی چاپ اپنے آگے سنی ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے دن یا رات کے جس حصے میں بھی وضو کیا اس وضو سے

حسب توفیق نفل نماز ضرور پڑھی ہے۔ اس کے علاوہ زمانہ اسلام میں کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس کا ثواب ملنے کی مجھے زیادہ امید ہو۔

(صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ، فضل الطھور باللیل والنھار)

حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفیؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسی بات بتائیں کہ آپ ﷺ کے بعد مجھے اس کے بارے میں کسی اور سے سوال نہ کرنا پڑے! آپ ﷺ نے فرمایا: قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ تو کہہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر استقامت اختیار کر۔

(مسند أحمد، کتاب مسند المکیین، باب حدیث سفیان بن عبد اللہ الثقفی)

آپ ﷺ استقامت اور ثبات کے لئے یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْاَمْرِ وَأَسْأَلُكَ عَزِيْمَةَ الرُّشْدِ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میں دین کے معاملے میں ثابت قدم اور ہدایت کے حصول میں پُر عزم رہوں۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ منہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

لوگوں کے لئے بارہ مہینوں میں سے صرف ایک مہینہ رمضان یعنی روزوں کا ہوتا ہے مگر ہمارے لئے سارا سال ہی روزوں کا ہونا چاہئے اور ہماری ساری زندگی رمضان کی طرح بسر ہونی چاہئے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ سارا سال ہی روزے رکھے جائیں۔ یہ تو منع ہے کہ کوئی شخص تمام سال روزے رکھتا رہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ہماری جماعت کے لوگوں کے لئے اپنے نفس کو خدا کے احکام کے تابع کر کے ضروری اور جائز چیزوں کو بھی حرام اور غیر ضروری قرار دینا ہوگا۔ پس ہمارے لئے بارہ مہینے ہی رمضان ہے۔

(خطباتِ محمود جلد 25 صفحہ 531)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں جب نیکیوں کے راستے پر اس رمضان میں چلیں تو یہ بھی اس رمضان میں دعائیں کرتے رہنا چاہئے کہ نیکیاں رمضان کے ختم ہونے کے ساتھ ختم

نہ ہو جائیں بلکہ ہمیشہ ہماری زندگیوں کا حصہ بنی رہیں۔ اور ہم میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے پیاروں میں شامل ہو، اس کا پیار حاصل کرنے والا ہو اور ہمیشہ اس کی پیار کی نظر ہم پر پڑتی رہے اور یہ رمضان ہمارے لئے، جماعت کے لئے غیر معمولی فتوحات لانے والا ہو۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

(خطباتِ مسرور جلد 2 صفحہ 754)

فرمایا: اگر اس بات پر توجہ رکھو گے کہ اگلے رمضان کے آنے تک ہم نے اس رمضان کی نیکیوں کو جاری رکھنا ہے تو تبھی فائدہ ہو گا۔ ورنہ اس کا کوئی فائدہ نہیں کہ اس رمضان میں نیکیاں کر لیں اور بس۔ پھر جب اگلا رمضان آئے گا تو پھر کر لیں گے۔ اگر یہ ہماری سوچ ہو گی تو ہم نے اپنے مقصد کو پانے کی کوشش نہیں کی، ان نیک لوگوں کے زمرہ میں شامل نہیں ہوئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے عِبَادِی کہہ کر مخاطب کیا ہے۔

(خطباتِ مسرور، جلد 10 صفحہ 481)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 مئی 2020ء)

﴿24﴾

شادی بیاہ پر بجالانے والی رسومات بارے اسلامی تعلیم

وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(الاعراف:158)

یعنی اور اُن سے اُن کے بوجھ اور طوق اتار دیتا ہے جو اُن پر پڑے ہوئے تھے۔ پس وہ لوگ جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور اسے عزت دیتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو اس کے ساتھ اُتارا گیا ہے یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَخَيْرُ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَة

(مسلم کتاب الجمع)

کہ بہترین بات اللہ کی کتاب ہے۔ بہترین طریق محمدؐ کا طریق ہے۔ بدترین فعل دین میں نئی نئی بدعات کو پیدا کرنا ہے۔ ہر بدعت گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔

ترمذی کی روایت میں الفاظ کی قدرے تبدیلی کے ساتھ آنحضور ﷺ نے اُمت میں آخری زمانہ کے اختلاف کا ذکر کر کے یہ نصیحت بھی فرمائی فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ کہ

تم ان نازک حالات میں میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کی پیروی کرنا۔ اسے پکڑ لینا۔ دانتوں سے مضبوط گرفت میں کر لینا۔

آج رمضان کے مبارک مہینہ کے ان آخری مبارک دنوں میں ان کی یاددہانی اس لئے بھی ضروری ہے کہ رمضان المبارک ہمارے لئے پیغام بھی یہی لایا ہے کہ اگر ہم خدا کی خاطر اپنے جائز اور حلال کام بھی ترک کر رہے ہیں تو ناجائز اور حرام کاموں کو تو بھلا دینا چاہئے اور کبھی بھی ان کا تصور ہمارے قریب نہ گزرے۔ اگر رمضان کا یہ پیغام ہم سمجھ لیں اور اس پر عمل کرنے کا عہد کر لیں تو آئندہ آنے والا ہر دن ہمیں دین و دُنیا کی عظیم ترقیات کی طرف لے جانے والا ہو گا اور ہم خدا کے قرب میں بلند تر مقام پانے والے ہوں گے۔

جماعت احمدیہ کی بنیاد ہی اس بات پر رکھی گئی تھی کہ اس جماعت میں داخل ہونے والا ہر انسان اتباع رسم و متابعت ہوا ہوس سے باز آجائے گا۔

اب چند رسومات کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

مہندی کی رسم

یہ رسم معاشرہ میں شادی کی تقریب سے بھی زیادہ اہمیت اختیار کر گئی ہے گویا شادی سے الگ ایک فنکشن ہے۔ جس کے لئے الگ دعوتی کارڈ "رسم حنا" کے نام پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ تقسیم کرنے والے خود اس کا نام "رسم" رکھ کر گویا اقرار کر رہے ہوتے ہیں کہ یہ ایک "رسم" ہے جس کا اسلام کی تعلیم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

(بعض جگہوں پر ڈھولکی، ناچ گانے اور بھنگڑے ڈالنے کی شکایت) حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا "شادی کے موقع پر مہندی اور اس کے ساتھ متعلقہ جملہ رسوم جو رائج ہیں ہمارے نزدیک غیر اسلامی ہیں۔ ہماری جماعت کو اس سے بچنا چاہئے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا فی ذاتہٖ مہندی میں قباحت نہیں کہ بچی کی سہیلیاں اکٹھی ہوں اور خوشیاں منائیں لیکن اس کو رسم بنانا۔ دولہا کی طرف سے بارات بنا کر بطور وفد کے حاضر ہونا قباحتیں پیدا کرتا ہے جو سوسائٹی پر بوجھ ہے جس سے آگے لغویات کا آغاز ہوتا ہے۔ (خلاصہ)

ڈھولک بجانا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا۔

"پڑوسی کے حقوق مجروح نہ ہوں۔"

ویڈیو بنانا

آج کل ویڈیو کا زمانہ ہے اور اس ویڈیو کے ذریعہ بہت سی قباحتیں پھیلتی ہیں اور آغاز ہی اس قباحت سے ہوتا ہے کہ ایک غیر محرم فرد کو ویڈیو بنانے کی دعوت دی جاتی ہے۔ پھر وہ ڈبنگ اور مکسنگ کے لئے اپنے سنٹر لے کر جاتا ہے تو وہاں اس کے دوست وغیرہ دیکھتے ہیں اور پھر کیسٹ جب تیار ہو کر گھروں میں آ جاتی ہے وہاں کئی ایسے عزیز و اقارب غیر محرم نوجوان جن سے پردہ کرنے کا حکم ہے وہ ویڈیو دیکھتے ہیں اور یوں حیاء دار بچیوں کی بے پردگی ہوتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس سلسلہ میں ایک دفعہ ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

"جو قباحتیں راہ پکڑ رہی ہیں۔ اُن میں بے پردگی کا عام رجحان ہے جو یقیناً احکام شریعت کی حدود کو پھلانگنے کے قریب ہو چکا ہے اور شادی والوں کی اس معاملہ میں بے حسی کو بھی ظاہر کرتا ہے۔"

بے پردگی کے حوالہ سے یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ نوجوان بچیاں (جو بالعموم پردہ کرتی ہیں) دولہا کے استقبال کے لئے اس پر پتیاں نچھاور کرنے کے لئے باہر سڑک پر آ جاتی ہیں۔ یا فنکشن پر آنے جانے کے لئے اپنی گاڑی یا Conveyance تک خواتین آ جاتی ہیں تو پردہ کا بالعموم خیال نہیں رکھا جاتا۔ اس طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

تقریب رُخصتی

تقریب رخصتی میں تلاوت، نظم اور دُعا ایک بہت اچھی اور پیاری عادت ہے۔ مگر جس بچی کو دُعا کے ساتھ رخصت کرنے کے لئے یہ محفل سَجائی جاتی ہے وہ بچی بالعموم بیوٹی پارلر سے واپس نہیں آئی ہوتی کہ دُعا ہو جاتی ہے۔ بچی کو دُعاؤں کے ساتھ رخصت کرنے کے لئے بچی کی اس فنکشن میں موجودگی ضروری ہے اور جب بچی تیار ہو کر آئے تو اس کے پردے کا بھی مناسب انتظام ہونا چاہئے۔

وقت کا ضیاع

پھر شادی بیاہ کے موقع پر وقت کا ضیاع بے دریغ کیا جاتا ہے۔ آج کے دَور میں جماعت کا وقت بہت قیمتی وقت ہے بہت سے دوست احباب اپنے قیمتی وقت سے کچھ حصہ نکال کر حاضر ہوتے ہیں اور اگر آدھ گھنٹہ کی ہی تاخیر ہو تو عملاً وہ آدھ گھنٹہ کا ضیاع نہیں بلکہ اگر اس تقریب میں 50 افراد شامل ہیں تو احباب جماعت کے یہ 25 گھنٹے کا ضیاع ہے اور وہ اس کو مختلف جماعتی خدمات میں صرف کر سکتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تو الہاماً فرمایا گیا تھا۔ اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہٗ کہ تو وہ بزرگ مسیح ہے کہ جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”اب رمضان کے معاً بعد شادی بیاہ کا سیزن شروع ہو گا۔ ان میں بعض تو شادیاں کر رہے ہیں۔ بعض بطور مہمان مدعو ہوں گے۔ ہم سب کو ان مواقع پر اسلام کی تعلیم کو مدنظر رکھنا ہو گا اور رسومات سے دور رہ کر آنحضور ﷺ کی اتباع کر کے خدا تعالیٰ کا محبوب بندہ بنا جا سکتا ہے۔“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کی اتباع کے ذریعہ اپنے انعامات کا ذکر اپنی معرکہ آراء کتاب حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں۔

”اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک قربانی مانگتا ہے۔ وہ قربانی کیا ہے یہی کہ ہم اپنی خواہشات اور جذبات کی گردن پر چھری پھیرتے ہوئے اپنی زندگیاں، رسومات اور تکلفات سے پاک ہو کر محض اپنے خالق کی خاطر گزارنے لگ جائیں۔ گمراہ کن تہذیب کو الوداع کہہ کر اپنے خالق کی خاطر گزارنے لگ جائیں۔ گمراہ کن تہذیب کو الوداع کہہ

کر اپنے آپ کو اس تہذیب کے زیور سے آراستہ و پیراستہ کر لیں۔ جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی قائم کردہ تہذیب ہے۔ اپنے جذبات دیرینہ خاندانی عادات اور برادری کی روایات کی قربانی کر کے ایک نیا آسمان اور نئی زمین بنائیں''

ایک نیا آسمان اور نئی زمین کے قیام کے لئے ہمارے بزرگوں اور آباء واجداد نے اپنے جذبات، خواہشات اور برادری کی روایات کی قربانی بھی کی۔ انہی قربانیوں سے متاثر ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فَسُبْحانَ الَّذِیْ اَخْزَی الاَعادی

لیکن آج کے مادی دور میں آپس کے میل جول، دنیا کے ایک ویلج بن جانے، میڈیا کی آزادی، ٹی وی کے ان گنت چینلز، انٹرنیٹ اور رسائل و جرائد کی کثرت کی وجہ سے دیکھا دیکھی بعض حرکات و سکنات، محدثات ہماری زندگیوں کا حصہ بنتے جا رہے ہیں۔ ان سے پرہیز چاہئے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 مئی 2020ء)

﴿25﴾

لاک ڈاؤن سے اپنائی گئی خوبیاں واچھائیاں

کرونا وائرس نے دنیا بھر میں بسنے والے تمام انسانوں کی طرز زندگی بدل کر رکھ دی ہے۔ دور حاضر میں تیز ترین زندگی پھر پُرانے اور قدیم زمانہ کی طرف لوٹ آئی ہے۔ مخلوق نت نئی ایجادات اور کلوننگ کی وجہ سے اپنے خالق حقیقی کو بھولتی جارہی تھی۔ دہریت پنپ رہی تھی۔ خدا پر یقین صرف ایمان کی حد تک رہ گیا تھا۔ ہر مذہب کے ماننے والے اپنے مذہب کی تعلیمات کو قابل عمل نہ سمجھ کر ان سے دور ہوتے جارہے تھے۔ مسلمانوں پر ہی نگاہ ڈالیں تو خدا پر یقین نام کا اور بدعات کا بازار گرم ہے۔ اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ سے محبت وعقیدت بہت معیاری، قرآن کریم سے پیار عشق کی حد تک مگر تعلیمات سے عاری۔ چوری، کساد بازاری، ذخیرہ اندوزی، دھوکہ بازی، غیبت، جھوٹ بہت زیادہ۔ اپنا کاروبار چھوڑ کر نمازوں کے لئے مساجد میں حاضر ہوں گے مگر نمازوں سے واپسی پر منافع خوروں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کو ہمہ وقت تیار رہتے ہیں مگر آپؐ کی تعلیمات سے دُور۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم سے عقیدت کی حد تک ظاہراً پیار نظر آئے گا اُسے پڑھیں گے بھی مگر اس میں درج تعلیمات سے عاری۔

اب رمضان کے مبارک دن ہیں۔ کرونا وائرس کے باعث ملکی قوانین اور کرونا وائرس کے لئے کی گئی تمام پیش بندیوں کو بالائے طاق رکھ کر مساجد میں حاضر ہو کر نمازیں پڑھنے، تراویح پڑھنے پر تُلے نظر آتے ہیں اور پاکستان کے شہر کراچی سے یہ خبریں بھی آرہی ہیں کہ نماز جمعہ کے لئے باوجود ممانعت کے جمع ہونے والے نمازیوں نے پولیس پر ہلّہ بول دیا ہے اور خاتون ایس ایچ او زخمی بھی ہو گئی ہے۔ لیکن رمضان میں منافع خوری، جھوٹ بول کر جعل سازی کر کے، اپنے سودے کو سچا اور سُچا سودہ بنا کر بیچنے والے کثرت سے موجود ہیں۔

لیکن انہی تکلیف دہ حالات میں یہ بھی دیکھنے کو ملا ہے کہ اس کرونا کی وجہ سے دنیا بھر کے لوگ خواہ ان کا تعلق کسی بھی مذہب، فرقہ یا گروہ سے ہو وہ اللہ کے قریب ہو گئے ہیں۔ اپنی مذہبی عبادات بجالا رہے ہیں۔ خوف خدا نے ان کے دلوں میں جگہ بنالی ہے اور یہ آوازیں اُٹھ رہی ہیں کہ خدا مخلوق سے ناراض ہے۔ الغرض اگر بالعموم دیکھا جائے تو دنیا اسلامی عقائد و تعلیمات کے قریب آئی ہے۔

احمدیوں ہی کو دیکھیں تو سب سے بڑھ کر اللہ کی طرف پہلے سے بڑھ کر ترغیب ہوئی ہے۔ اپنے گناہوں کی معافی کے طلبگار ہیں۔ استغفار پڑھ کر اپنے سابقہ گناہوں کی معافی مانگی جارہی ہے۔ نمازوں کی ادائیگی کی طرف رجحان بڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے نمازوں میں آنکھیں تر ہوئی ہیں۔ نوافل کی ادائیگی کی طرف بھی رغبت بڑھی ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی احباب جماعت کو بار بار توجہ دلائی ہے۔

گویا یہ lock down ہم سب کے لئے ایک Training camp ثابت ہوا ہے۔ ہم نے اچھائیاں اپنائی ہیں اور بُرائیوں کو خیر باد کہا ہے۔ اچھائیوں کا یہ تسلسل (اللہ کرے یہ لاک ڈاؤن جلد ختم ہو) لاک ڈاؤن کے بعد بھی جاری و ساری رہنا چاہئے۔ ایک مومن کا قدم ہمیشہ آگے کی طرف بڑھتا ہے لہٰذا ہم میں سے ہر ایک یہ دینی اور اسلامی باتیں آئندہ اپنی زندگیوں میں جاری رکھے۔

اللہ کے حقوق

1۔ اللہ سے ڈرے اور تقویٰ کی باریک راہوں پر چلے۔
2۔ اللہ کی تسبیحات، تحمید و تکبیر کرے۔
3۔ پنجوقتہ نمازوں کی شرائط کے مطابق ادائیگی کرے۔
4۔ قرآن کریم کی روزانہ صبح تلاوت، قرآن کریم کو ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ پڑھنا۔ کیونکہ یہ تلاوت آخری روز انسان کے سامنے پیش کی جائے گی۔

5۔ بالخصوص نماز تہجد اور اسلام و احمدیت کی ترقی کے لئے اور خلافت احمدیہ کے قائم و دائم رہنے کے لئے دو نوافل روزانہ ادا کرنا۔

6۔ جمعہ کی ادائیگی کیونکہ ایک جمعہ چھوڑنے سے مومن کے دل پر ایک داغ لگ جاتا ہے۔

7۔ خطبہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز باقاعدگی سے سننا۔ اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنا اور عمل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد چاہنا۔

8۔ ایم ٹی اے کو کم از کم ایک گھنٹہ دیکھنے کی عادت جو ڈالی ہے وہ جاری رہے۔

9۔ بعض خواتین نے نماز چاشت و اشراق کی عادت ڈالی ہے وہ جاری رہنی چاہئے۔

10۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑھنے کا جو سلسلہ شروع کیا ہے وہ جاری رہے۔

11۔ روزنامہ الفضل لندن آن لائن سے جو روزانہ استفادہ کرنا سیکھا ہے وہ جاری رکھا جائے۔ یہ مائدہ ہے جو آسمان سے اللہ تعالیٰ نے احمدی بھائی بہنوں کے لئے اُتارا ہے۔

مخلوق سے ہمدردی

مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔ ان کی خدمت بھی ایک عبادت ہے۔ اس Training camp میں ہم نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت، شفقت سے پیش آنا اور ان کے حقوق ادا کرنے کے طریق بھی سیکھے ہیں۔ اس لئے آئندہ اپنی زندگیوں میں ان امور کو بھی طرہ امتیاز بنایا جائے۔

1۔ غرباپروری

2۔ صدقات و خیرات

3۔ تیمارداری

4۔ بھائی چارہ، اخوت

5۔ گھروں سے باہر نہ جانے کی صورت میں محافل نہ ہو سکیں تو غیبت، چغلی سے بھی نجات ملی۔ جسے دوام ملنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اسے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا ہے۔

ذاتی امور

تیسرے نمبر پر اب میں آتا ہوں ایسے امور کی طرف جن کا تعلق self-maintenance اور یا پھر family bonding سے ہے۔ جیسے

1۔ صفائی جسے اسلام میں نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔ ہم نے نہانا دھونا سیکھا۔ گھر صاف کرنے اور رکھنے سیکھے۔ کپڑے صاف دُھلے ہوئے پہننے لگے۔

2۔ ماحول اور گھر کو جراثیم کش دوائیوں سے صاف کرنا سیکھا۔

3۔ گھروں میں اہل خانہ کا ہاتھ بانٹنا سیکھا۔

4۔ اپنے بچوں کو روزانہ کی بنیاد پر وقت دینا سیکھا۔

5۔ فاسٹ فوڈ اور بازاری کھانوں سے چھٹکارا ملا۔

6۔ خاتون خانہ کی طرف سے رات کا کھانا باہر جا کر کھانے کی تکرار سے نجات ملی اور گھروں میں جو لڑائیاں اس وجہ سے ہو رہی تھیں ان میں کمی آئی ہے۔

7۔ رات کو جلد سونے اور صبح جلد اٹھنے کی عادت کو ہم نے اپنایا۔ جو صحت کے لئے بہت اچھا ہے۔ اس سے جگر، معدہ، دل اور دیگر اعضاء جسمانی کو درست کام کرنے کا موقع ملا۔

اس سلسلہ میں بنجامین فرینکین کا ایک قول ہے۔

"Early to bed and early to rise,makes a man healthy,wealthy and wise"

اس میں کتنی سچائی ہے اور کیا واقعی رات کو دیر سے سونے اور دن میں دیر سے اُٹھنے سے صحت کو نقصان ہوتا ہے؟ بات دراصل یہ ہے کہ آپ کے جسم جسم کے اندر ایک حیرت انگیز "حیاتیاتی گھڑی biological clock" ٹک ٹک کر رہی ہے یہ گھڑی بہت ٹھیک وقت بتاتی ہے، اگرچہ یہ کوئی مشینی گھڑی نہیں ہے۔ آپ کے بہت سے جسمانی افعال کو جس میں نیند کا وقت بھی شامل ہے، اسی گھڑی کی مدد سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔

8۔نت نئے اور دلچسپ ہنر یا مشاغل سیکھنے کا موقع ملا۔

9۔ہم میں سے بعضوں نے باہر نکل کر چہل قدمی بھی کی اور صبح کی سیر کی اور بعضوں نے ہلکی پھلکی ورزش کرنی سیکھی۔ مستقبل میں اسے بھولنا نہیں ہے۔

10۔بعض خواتین نے بھی گھروں میں کام کرنا شروع کیا۔ کیونکہ نوکر چاکر سے چھٹکارا ملا۔ اور خود کام کرنے کی عادت اپنائی۔

11۔ہم میں سے اکثر نے سادگی بھی سیکھی۔ سادہ کھانے کھائے۔ پُرانے وقتوں میں پیاز کے ساتھ، لسّی کے ساتھ، خربوزے کے ساتھ یا آم کے ساتھ کھانا کھالیا کرتے تھے۔ یوں ہم نے قناعت سیکھی اور شکر ادا کیا۔

12۔ہم اپنے بزرگوں کے ساتھ بیٹھ کر ان کی صحبت حاصل کرتے رہے ان سے دعائیں لیتے رہے۔

13۔بعض نے تمباکو نوشی ترک کی۔ اسے اب زندگی کا حصہ نہ بنائیں۔

14۔بعضوں کو بلاوجہ ہاتھوں کو ہلانے کی عادت ہو چکی تھی۔ ان کی نماز سے ساتھ نمازی disturb ہوتا تھا۔ اب یہ عادت بھی ختم ہو گئی کیونکہ ڈاکٹرز نے کہا ہے کہ اس وائرس کے دوران منہ پر ہاتھ نہ لگائیں۔

اس آرٹیکل میں خاکسار قارئین سے درخواست کرنا چاہے گا کہ اس لاک ڈاؤن میں جو سیکھا ہے اسے استقلال بخشیں اور اپنی زندگی میں نظم وضبط پیدا کریں۔ ایک اچھا انسان بن کر اس سے نکلیں۔ نیلسن منڈیلا جب 27 سال جیل میں رہ کر باہر آیا تھا تو اپنے اندر بہت تبدیلیاں لا چکا تھا۔ اس نے اس دوران کتابیں پڑھیں۔ اپنے علم میں اضافہ کیا اور اپنے آپ کو بہتر بنا کر ایک عظیم لیڈر بن کر دکھایا۔

حدیث میں آتا ہے کہ اَلْاَعْمَالُ بِخَوَاتِیْمِھَا (مجمع الزوائد کتاب القدر) کہ اعمال کا دارومدار ان کے انجام پر ہے۔ انگریزی میں بھی کہتے ہیں All is well that ends well لہٰذا اپنے خاتمہ بالخیر کی فکر کرنی ہو گی اور اپنے مستقبل کو ماضی سے بہتر اور روشن بنانا ہو گا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 مئی 2020ء)

﴿26﴾

خوشی کے موقع پر تحائف دینے کے آداب

(عید کے تحائف)

گزشتہ کچھ سالوں سے یہ بات دیکھنے میں آرہی ہے کہ عید جیسے اسلامی تہوار پر بھی عزیز واقارب اور دوست احباب ایک دوسرے کے گھروں میں جاکر عید مبارک دینے اور تحفے تحائف کا تبادلہ کرنے کے بجائے سوشل میڈیا کے ذریعہ عید مبارک اور ان میں سے بعض گفٹ پیک بنا کر یا مٹھائی سوشل میڈیا کے ذریعے بھجوا کر سمجھتے ہیں کہ ہم دوسروں کی خوشیوں میں شامل ہوگئے ہیں۔

جبکہ دین مصطفی ﷺ ہمیں میل ملاقات کرنے اور تحفے تحائف کے تبادلہ کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ ایک موقع پر ہمارے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ لوگ عبادت کے لئے جب جمع ہوتے ہیں تو روزانہ محلے کے لوگ ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہوتے ہیں۔ سات (7) دنوں کے بعد جمعہ کے روز شہر کے لوگ ایک جگہ جمع ہو کر ایک دوسرے سے واقفیت حاصل کرتے ہیں اور ایک دوسرے کا حال احوال دریافت کرتے ہیں۔ پھر سال میں عید کے موقع پر نہ صرف شہر بلکہ ارد گرد کے علاقہ کے مسلمان ایک کھلی جگہ پر اکٹھے ہو کر نماز عید ادا کرتے ہیں اور آپس میں میل ملاپ کر کے محبت کے دیپ جلاتے ہیں اور پھر دنیا بھر کے مسلمان حج پر اکٹھے ہو کر تعلقات کو مضبوط کرتے ہیں۔

ہمارا معاشرہ اور ہمارا ایشیائی کلچر بھی دینی تعلیمات کی تائید میں ایک دوسرے کے گھروں میں آنے جانے، تعلقات بڑھانے اور میل ملاپ سے پیار و محبت میں اضافہ کی عملی تاکید کرتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل عید سے قبل عزیزوں میں عید کارڈ بنوانے کے لئے ایک دوڑ لگی رہتی تھی۔ خوبصورت سے خوبصورت کارڈز خرید کر یا بنا کر اپنے عزیزوں کو

بھجوا کر محبت کا اظہار کیا جاتا تھا اور عید کے تینوں روز عزیز و اقارب کے گھروں میں تحفوں کے ساتھ جانے کا سلسلہ نظر آتا تھا۔ لیکن جوں جوں دنیا میں مصروفیت بڑھی ہر طرف نفسا نفسی کا عالم دکھائی دینے لگا۔ بعض جگہوں پر خونی رشتوں میں دوری اور بیزاری بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ بعض ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئے۔ اسلامی اور معاشرتی اقدار مجروح بھی ہو رہی ہیں جس میں کئی اور عوامل بھی کار فرما ہوں گے وہاں اس کلچر کو تباہ کرنے میں الیکٹرانک میڈیا اور سوشل میڈیا نے بہت تیزی سے اپنا کردار ادا کیا ہے۔ عید سے ایک روز قبل "چاند رات مبارک" کے پیغام ملنے شروع ہو جاتے ہیں اور پھر "عید مبارک" کا نہ ختم ہونے والا ایک لامتناہی سلسلہ واٹس ایپ پر شروع ہوتا ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ ایک ہی شہر یا قصبہ میں رہنے والے لوگ سوشل میڈیا کے ذریعہ بڑے بڑے خوبصورت گفٹ پیک بنا کر، نیٹ سے نت نئے ڈیزائن کی مٹھائیوں کی فوٹوز نکال کر سوشل میڈیا کے ذریعہ بھجوا کر سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنے عزیز سے بہت محبت کا اظہار کر دیا ہے۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ حالات کی وجہ سے رشتہ داریاں اور تعلقات پہلے ہی بہت زخمی ہو چکے ہیں۔ بعض مقامات پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار بھی ہیں۔ اسلامی اور معاشرتی اقدار کو ہم بھولے جا رہے ہیں۔ اگر عید پر بھی کسی عزیز کے گھر جا کر سلام و دعا اور تحفے تحائف کا تبادلہ نہ کیا تو یہ زخمی رشتے داریاں دم توڑ دیں گی۔ سوشل میڈیا کے ذریعہ ڈبے یا مٹھائیاں بجھوانے کا طریق بناوٹی، اوپرا اوپرا اور رسمی سا لگتا ہے۔ اگر ہم سوشل میڈیا کو اس طرح سے استعمال کر رہے ہیں تو پھر آج کی تیز ترین دنیا میں اور بھی بہت سے ذرائع آ چکے ہیں جن کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جیسے کوریئر سروس کے ذریعہ اصل مٹھائی یا پھول وغیرہ بھجوائے جا سکتے ہیں۔ اگر کچھ عرصہ قبل عید کارڈز بھجوائے جا سکتے تھے تو آج کوریئر سروسز کے ذریعہ تحفوں کا تبادلہ کیوں نہیں ہو سکتا۔

پھر سوشل میڈیا کے ذریعہ ڈبے یا مٹھائیاں جہاں دکھاوا ہیں وہاں جھوٹ اور دھوکے کے زمرے میں بھی آتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک بڑی جماعت جہاں میں بطور مربی متعین تھا۔ ایک سیکرٹری صاحب کے بچوں میں انعامات تقسیم کرنے کے لئے بڑے بڑے ڈبے تیار کئے جن کے اندر چھوٹے چھوٹے کھلونے رکھ کر ارد گرد کاغذ کی کترن رکھ دیں۔

جب انعامات کی تقسیم کا وقت آیا تو مہمان خصوصی نے ان ڈبوں کو یہ سمجھتے ہوئے زور سے ہاتھ ڈالا کہ ہے بہت بھاری بھر کم ہوں گے۔ مگر وہ بہت ہلکے تھے۔ ان کو بتایا گیا کہ صرف بچوں کو خوش کرنے کے لئے بڑے بڑے ڈبے بنائے گئے ہیں اندر تو کھلونے ہیں۔ جس کا مرکزی نمائندہ نے بہت برا منایا اور اپنے اختتامی خطاب میں اس

امر کا اظہار کیا کہ یوں ہم اپنے بچوں کو جھوٹ اور دھوکہ سکھلا رہے ہیں۔ جو مناسب نہیں۔ انعام کو اصل حقیقت میں پیش کرنا چاہئے۔

عید پر تحفے تحائف دینے اور میل ملاقات کرنے کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔
"میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آج کے دن اُمراء اپنے غریب بھائیوں کے گھروں میں جائیں۔۔۔ ان کے حالات دیکھیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بعض لوگ ایسی لذتیں پائیں گے کہ ساری زندگی کی لذتیں ان کو اس لذت کے مقابل پر ہیچ نظر آئیں گی اور حقیر دکھائی دیں گی۔۔۔ یہ ہے عید جو محمد ﷺ کی عید ہے۔ یہ وہ عید ہے جو درحقیقت ہر سچے مذہب کی عید ہے۔ پس جس کو یہ عید نصیب ہو جائے اس کو اور کیا عید چاہئے۔ ان کی عیدیں ہی عیدیں ہیں۔ اور یہی وہ عید ہے جو اسلام کی عید ہے۔"

ایک اور موقع پر آپ فرماتے ہیں۔
"عیدوں کے موقع پر اپنے غریب ہمسایوں اور ضرورت مندوں کے ساتھ شامل ہونے کی کوشش کریں۔ ان کے کچھ غم ان کے گھروں میں جا کر دیکھیں اور ان کے غم بانٹیں، اپنی خوشیاں ان کے پاس لے کے جائیں اور اپنی خوشیاں ان کے ساتھ بانٹیں یا اپنے گھروں میں ان کو بلائیں غرضیکہ غریبوں کے ساتھ عید کرنے سے بہتر دنیا میں اور کوئی عید نہیں ہے۔"

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔
عید کے دن ہر احمدی اپنے ماحول کا جائزہ لے اور ضرورت مندوں کا خیال کرے کم استطاعت والوں کو اٹھانے کی کوشش کریں تو ہو سکتا ہے کہ وہ اگلے سال عید پر دوسروں کی مدد کر رہا ہو۔ اس طرح پر معاشی استحکام سے اخلاقی معیار بھی بلند ہوں گے اور پاکیزہ معاشرہ کا قیام عمل میں آئے گا۔

تحفہ دراصل عربی لفظ ہے جو اردو زبان میں بھی مستعمل ہے اس کا مترادف لفظ نذرانہ استعمال ہوتا ہے۔ عربی میں اسے ہدیہ اور تحیۃ بھی کہتے ہیں اور انگلش میں Gift کا لفظ بولا جاتا ہے۔ تمام زبانوں کی ڈکشنریز میں تحفہ کا لفظ کسی ایسی چیز کے لئے بولا جاتا ہے۔ جو نادر ہو، سوغات ہو، جو آنکھوں کو بھی بھلی محسوس ہو اور دل بھی اس کو دیکھ کر خوش ہو اور دل کو موہ لے۔

تحفہ کی اہمیت و افادیت اور اس کے آداب پر مختلف زبانوں میں سینکڑوں کتب مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ جن میں یہاں تک لکھا ہے کہ کون کون سے مواقع پر کون کون سا تحفہ مفید ہو سکتا ہے۔ بالخصوص آج کے دور میں مرد حضرات کس قسم کا تحفہ پسند کرتے ہیں اور خواتین کون سا۔ حتی کہ بچوں کے مزاج کے مطابق تحفوں پر بحث کی گئی ہے اور جس کو تحفہ دینا مقصود ہو اس کے مشاغل، دلچسپیاں، روزگار، عمر، تعلیم، مصروفیات اور طرز زندگی کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ دفتر یا گھریلو تعلقات میں علیحدہ علیحدہ گفٹ کلچر ہے۔ اگر دفتر میں کسی دوست یا ملازم کو تحفہ دینا ہے تو اس کے لئے گفٹ کا چناؤ کیسے ہے اور گھر کے لئے کیسے۔ اور ہمارے ہاں تحفے کے لئے گھر میں ہی موجود کسی چیز کا انتخاب کر دیا جاتا ہے۔ چلیں یہ تو ہر انسان کی مالی حیثیت کے مطابق ہے۔ گھر میں ہی کوئی اچھی چیز موجود ہے تو دے دی۔ لیکن پیکنگ بھی موقع و محل کی مناسب سے ہونی چاہئے، شادی بیاہ کے موقع پر Birth day کے پیپر میں نہ دیا جا رہا ہوتا ہے۔

ہدیہ کا لفظ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ملکہ سبا کے لئے سورہ نمل آیت 25 میں استعمال فرمایا ہے۔ جو اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں بھجوایا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ تحفوں کا لوگوں پر اچھا اثر ہوتا ہے اور وہ سمجھتی تھی کہ اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا دل جیتا جا سکتا ہے۔ اور وہ یعنی سلیمان ملکہ سبا کی اقدار کو اپنائیں گے۔ لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ والے لوگ تھے۔ اللہ تعالیٰ سے براہ راست رہنمائی لیتے تھے ویسے بھی نبی اپنے لوگوں کو بتانے آتے ہیں نہ کہ سیاسی لوگوں کی طرح عوام کی آواز بن کر ان کے پیچھے چلتے ہیں۔ اسی لئے حضرت سلیمان نے اس تحفہ اور ہدیہ کو ٹھکرا دیا اور اللہ کا پیغام بطور تحفہ اس شان سے ملکہ سبا تک پہنچایا کہ وہ حضرت سلیمان کے دربار پر حاضر ہونے پر مجبور ہو گئیں۔

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں تحفوں کے سلسلے میں ہماری رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا اور اگر تمہیں کوئی خیر سگالی کا تحفہ پیش کیا جائے تو اس سے بہتر پیش کیا کرو یا کم از کم ویسا ہی لوٹا دو۔

(النساء:87)

آنحضور ﷺ نے تحفے دینے کے بارے میں امت مسلمہ کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا: تحادوا تحابوا تذھب السحناؤ (مؤطا امام مالک باب ماجاء فی المھاجرۃ) کہ آپس میں تحفے دیا کرو۔ اس سے ایک دوسرے سے محبت بڑھے گی اور عداوت اور جوش دور ہو جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ تحفہ دلوں کو صاف کرتا ہے۔ ایک جگہ اسے حاجتوں کی کلید قرار دیا۔ حضور ﷺ کا یہ فرمان ہمیں احادیث کی کتب میں اکیلا نہیں ملتا بلکہ اس کے شروع میں مصافحہ کرنے اور تحفہ دینے کی ان الفاظ میں ہدایت ہے تصافحوا یذھب الغل کہ آپس میں مصافحہ کیا کرو اس سے بغض اور کینہ دور ہو جائے گا۔

اگر ان دونوں جملوں کو ملا کر پڑھا اور دیکھا جائے تو انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ تحفہ بھی اگر ممکن ہو تو گھر پہنچ کر مصافحہ کر کے دیا جائے۔ (آجکل تو کرونا کی وجہ سے پابندی ہے) کیونکہ مصافحہ کرنے اور تحفہ دینے کے نتائج جو اس حدیث میں بیان ہوئے ہیں ایک ہی ہیں۔ انسان خود حاضر ہو تو اگلے کے حالات سے بھی واقفیت ہو جاتی ہے اور پیار و محبت اور ہمدردی کے جذبات پہلے سے زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ تعلق مضبوط ہوتا ہے اور باہمی بغض اور کدورتیں دور ہوتی ہیں۔ انسیت اور اتحاد و اتفاق میں اضافہ ہوتا ہے۔

آنحضور ﷺ ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ اور اس کے بدلہ بھی چکایا کرتے تھے۔

(بخاری کتاب الھبہ)

احادیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ خوشبو، دودھ، دستی کا گوشت اور گائے بھیڑ کے پائے پسند فرماتے تھے۔ اور صحابہ یہ تحفے آنحضور ﷺ کو دیتے تھے۔ اور بسا اوقات صحابہ آپ کو دعوت پر بلایا بھی کرتے تھے۔ خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دعوت کو قبول کریں۔

کسی کو مسکرا کر اور اچھے طریق سے ملنا بھی صدقہ (تحفہ) ہے۔ اچھے عمل سے کسی کا دل موہ لینا بھی تحفہ ہے۔ جیسے کسی کے لئے خوشیوں کے سامان مہیا کرنا، دکھ دور کر کے سکھ پہنچانا، یہ تحفہ کے زمرے میں آتا ہے۔ کیونکہ کسی کو سکون پہنچانا ہی تحفہ ہے۔ جو اچھے اخلاق سے ہر کوئی دے سکتا ہے۔ خواہ وہ غریب ہی کیوں نہ ہو۔ اس میں نہ تو کوئی رقم خرچ ہو رہی ہوتی ہے اور کوئی محنت کرنی پڑتی ہے اور معاشرہ کا ہر طبقہ بآسانی اسے کر سکتا ہے۔

پُر سکون، خوشحال اور صحت مند زندگی، اپنے خالق حقیقی کی طرف سے انسان کے لئے سب سے بڑا تحفہ ہے۔ یہ ایک نعمت اور دولت سے کم نہیں۔ انسان کو اس کی قدر کرنی چاہئے اور اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے رہنا چاہئے اور اپنے سے مال و صحت اور نعمتوں سے کم تر کو تحفے دینا نہ بھولے۔ حدیث میں بھی آتا ہے کہ اللہ کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اپنے فضل اور اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے اور خوشحالی کا اظہار نظر آئے۔ مگر تکبر نہ ہو۔

تحفے و تحائف کے تبادلوں میں سے ایک اہم تحفہ ایک دوسرے کے لئے دعا کرنا ہے۔ حقیقت میں اس سے بڑھ کر اور کوئی تحفہ نہیں ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جس حد تک آپ اپنی دعاؤں میں ضرورت مندوں کو شامل کریں گے آپ کی دعا شرف قبولیت پائے گی اس لئے دعاؤں کے تحفے بانٹنے میں بخل سے کام نہ لیا جائے۔

گھروں کو پُر سکون بنانے اور ماحول کو امن و آشتی والا بنانے کے لئے میاں اور بیوی بھی اگر آپس میں تحفوں کا تبادلہ کرتے رہیں اور ایک دوسرے کا شکریہ ادا کریں تو گھر جنت کا نظارہ پیش کر سکتا ہے۔ کیونکہ ہر کوئی تحفہ لینا پسند کرتا ہے یہ زخموں کا تریاق بھی ہے۔ ٹوٹے دل اس سے جڑ سکتے ہیں۔ تحفہ دیتے وقت تحفہ کی روح ضرور مدّ نظر رہے۔ بعض لوگ رسمی تحفہ بھجوا دیتے ہیں۔ اس میں بسا اوقات دکھاوا مدّ نظر ہوتا ہے سارا زور ظاہر پر ہوتا ہے اور تحفہ دینے والے کے ذہن میں اپنے بڑے پن کا اظہار ہوتا ہے تا لوگ اسے فراخ دل کہیں دیالو کہیں اس کی تعریف کریں۔ بعض اوقات ماتحت افسر کو خوش کرنے اور اپنے کام نکلوانے کی خاطر تحفے تحائف دیتا ہے۔ تحفہ کا اصل مقصد قائم رہنا چاہئے جو انس و محبت بڑھانے اور کینہ، کدورتوں کو دور کرنا ہے۔ اور یہ ایک ایسا تحفہ ہی کر سکتا ہے جو اس حقیقی خلوص اور جذبات سے دیا جائے جو تحفہ دینے والے کے دل میں پیدا ہو اور تحفہ لینے والا اس کی قدر کرے۔ ورنہ رسمی تحفوں سے تو تعلقات میں رخنے قائم رہتے ہیں۔ تحفہ بھجواتے وقت جن امور کی طرف زیادہ توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے اس میں بنیادی بات اپنی مالی حیثیت دیکھنا ہے۔ اپنی حیثیت سے بڑھ کر، مقروض ہو کر تحفہ نہ دیا جائے۔ موقع و محل کی مناسبت سے ہو تو بہتر ہے۔ بعض گھروں سے چیزیں نکال کر زائد المیعاد یا پرانے فیشن والی اشیاء تحفہ میں دے دیتے ہیں کہ خود تو پہننی نہیں فیشن Over ہو چکا ہے یا اترن تحفہ میں دے۔ اگر ایسی بات ہے تو پہلے بتا دیں کہ اترن ہے۔ لیکن اسے بھی دھو کر استری کروا کر ڈرائی کلین کروا کر دی جائے۔

بہت قریبی یا جن سے Frankness ہو ان کے مزاج کا بھی علم ہوتا ہے۔ ان کے ذہن کو پڑھ کر تحفہ دیا جاسکتا ہے۔ آج کی تیز مادی دنیا میں مارکیٹنگ ایک اہم شعبہ ہے۔ جو اپنے کسٹمر کے ذہن کو پڑھ کر اس کے مطابق گفتگو کرتا ہے اور اپنا مال بیچتا ہے اس اصول کو یہاں بھی کارفرما رکھا جاسکتا ہے۔

اگر بجٹ اجازت دیتا ہو تو ڈسکاؤنٹ ڈیپارٹمنٹل اسٹورز سے اشیاء خریدنے سے اور Condemned اشیاء کے خریدنے احتراز کریں۔ ایک اور امر جس سے بچنا ضروری ہے وہ تحفہ مانگ کر لینا ہے۔ تحفہ کے آداب پر جو کتب مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ ان میں لکھا ہے کہ تحفہ کا تقاضا کرنا ایک بیہودہ حرکت ہے۔ پھر تحفہ دے کر واپسی کا تقاضا کرنا مناسب نہیں۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ تحفہ دے کر واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی ہی کی ہوئی قے کو چاٹتا ہے۔

(مسلم کتاب الھبات)

ایک اہم امر جس کا تحفہ کے آداب سے نہایت گہرا تعلق ہے وہ شکر ادا کرنا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جو انسان کا شکر ادا نہیں کرتا وہ خدا کا شکر گزار کیسے ہو سکتا ہے۔ آنحضور نے "جزاك الله خيرا" کے الفاظ میں شکر کرنے کی تلقین فرمائی پھر فرمایا کہ اگر کوئی تحفہ دے تو اس کا بدلہ دے۔ اگر بدلہ دینے کی طاقت نہ ہو تو تحفہ کی تعریف اور شکر ادا کرے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 مئی 2020ء)

﴿27﴾
شوال کے روزے

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ

(البقرہ:159)

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ فرماتے ہیں ":مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ بِسِتٍّ مِنْ شَوَّالٍ فَكَأَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ : جس نے رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد (عید کا دن چھوڑ کر) شوال کے چھ روزے رکھے، گویا کہ اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔"

(سنن أبي داؤد، کتاب الصوم، باب فی صوم ستة أیام من شوال)

آپ ﷺ فرماتے ہیں ":مَنْ صَامَ رَمَضَانَ فَشَهْرٌ بِعَشَرَةِ أَشْهُرٍ وَصِيَامُ سِتَّةِ أَيَّامٍ بَعْدَ الفِطْرِ فَذَالِكَ تَمَامُ صِيَامِ السَّنَةِ : جس نے رمضان کے روزے رکھے تو ایک مہینہ کا روزہ دس مہینوں کے برابر ہوا، اور پھر عید الفطر کے بعد کے چھ روزے ملا کر سال بھر کے روزوں کے برابر ہوئے۔"

(مسند أحمد، کتاب باقی مسند الأنصار، باب ومن حدیث ثوبان)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَأَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ : جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو وہ اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہو گیا جیسے اپنی پیدائش کے دن تھا۔

(المعجم الاوسط، باب من اسمہ مسعود، الجزء8، صفحہ 275 حدیث نمبر 8622)

حضرت اسامہ بن زیدؓ حرمت والے مہینوں میں روزے رکھتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: صُمْ شَوَّالًا۔ شوال میں روزے رکھو۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب صیام الشہر الحرم)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ نوافل متمم فرائض ہوتے ہیں۔ نفل کے وقت دل میں ایک خشوع اور خوف ہوتا ہے کہ فرائض میں جو قصور ہوا ہے وہ اب پورا ہو جائے۔ یہی وہ راز ہے جو نوافل کو قرب الٰہی کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے گویا خشوع اور تذلّل اور انقطاع کی حالت اس میں پیدا ہوتی ہے اور اسی لئے تقرب کی وجہ میں ایام بیض کے روزے، شوال کے چھ روزے یہ سب نوافل ہیں۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 437)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا طریق تھا کہ شوال کے مہینے میں عید کا دن گزرنے کے بعد چھ روزے رکھتے تھے اس طریق کا احیاء ہماری جماعت کا فرض ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب نے اس کا اہتمام کیا تھا کہ تمام قادیان میں عید کے بعد چھ دن تک رمضان ہی کی طرح اہتمام تھا۔ آخر میں چونکہ حضرت صاحب کی عمر زیادہ ہو گئی تھی اور بیمار بھی رہتے تھے اس لئے دو تین سال بعد آپؑ نے روزے نہیں رکھے۔ جن لوگوں کو علم نہ ہو وہ سن لیں اور جو غفلت میں ہوں ہوشیار ہو جائیں کہ سوائے ان کے جو بیمار اور کمزور ہونے کی وجہ سے معذور ہیں چھ روزے رکھیں۔ اگر مسلسل نہ رکھ سکیں تو وقفہ ڈال کے بھی رکھ سکتے ہیں۔

(فقہ المسیح صفحہ 215)

ایک بچی نے سوال کیا شوال کے روزے کن دنوں میں رکھنے چاہئیں؟ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

رمضان کے بعد مہینہ آتا ہے اس کا نام شوال ہے۔ اس مہینے میں تم رکھ سکتی ہو..... یکم شوال کو عید ہے تو دو سے روزے رکھنا ضروری نہیں ہے..... لگاتار چھ بھی رکھ سکتی ہو اور اس پورے مہینہ میں چھ بھی رکھ سکتی ہو۔ ضروری

نہیں ہے لگاتار چھ رکھنے۔ یہ ضروری ہے کہ شوال کے مہینے میں رکھنے ہیں..... فرمایا: شوال کے روزے شوال کے مہینے میں ہی رکھنے چاہئیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ لگاتار رکھو اگر تمہارے روزے رمضان میں چھوٹ جاتے ہیں، پورے نہیں رکھ سکتے تو شوال کے مہینے میں شوال کے روزے رکھ لو اور جو رمضان کے چھٹے ہوئے روزے ہیں وہ باقی سال کے کسی دوسرے حصے میں پورے کر لو۔ ضروری نہیں ہے کہ پہلے رمضان کے روزے پورے کرنے ہیں پھر وہ پورے کرنے ہیں۔ رمضان کے روزے، شوال کے بعد بھی پورے ہو سکتے ہیں۔

(گلشن وقف نو لجنہ و ناصرات 30 مارچ 2013ء سپین)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 مئی 2020ء)

﴿28﴾

جمعۃ الوداع اور ہماری ذمہ داریاں

رمضان کے مبارک اور مقدس مہینے کے آخری جمعہ کو جمعۃ الوداع کہا جاتا ہے۔

دینی اعتبار سے اس دن کا تقدس بھی جمعہ کے دوسرے دنوں کے برابر ہے۔ مگر روایتی طور پر یہ دن ایک یادگار جمعہ بن گیا ہے کہ روزے داروں کے لئے رمضان کے رخصت کا پیغام ہے۔

مساجد ضرورت سے زیادہ آباد ہوتی ہیں۔ نمازوں کے بڑے بڑے اجتماعات ہوتے ہیں۔ سارا سال نہ آنے والے عید پر تو نظر آتے ہی ہیں مگر سارے رمضان مسجد کا رخ نہ کرنے والے بھی جمعۃ الوداع پر مسجد میں آجاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ آج کی عبادت پہاڑ جیسے میرے بلند گناہوں کے بخشوانے کے لئے کافی ہے۔

یہ بات اسلامی عبادات کے فلسفہ کے منافی ہے۔ سارا رمضان عبادت نہ کر کے صرف جمعۃ الوداع یا لیلۃ القدر کی رات عبادت کر لینا کافی نہیں۔ عبادات تو ایک تسلسل کا نام ہے جس میں استقامت درکار ہے۔

ماں ایک مسلسل تکلیف دہ مرحلے سے گزر کر بچہ کو جنتی ہے تو پھر وہ خوشی مناتی ہے اور خوشی منانا اس کا حق بھی ہے۔ اپنے بچے سے پیار بھی اسی تکلیف دہ دور سے گزرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ورنہ دوسری عورت کے بچے کی دعویدار خاتون تو بچہ کو آدھا آدھا کروانے میں بھی کوئی عار نہیں سمجھتی۔ یہی کیفیت رمضان کی ہے۔ جب ایک مومن اپنے اوپر عبادات کا بوجھ ڈالتا ہے تو اس تکلیف سے گزر کر اس کا حق ہے کہ وہ جمعۃ الوداع کو اور عید کی خوشیاں منائے۔

الوداع کا مفہوم خواہ کسی معنی میں لیا جائے اپنے اندر ذمہ داریوں کے اضافے کے مضمون پر روشنی ڈالتا ہے۔ اپنے اندر افسردگی کا مفہوم لئے ہوتا ہے مگر نوید مسرت بھی ہے خواہ کسی بچی کو رخصت کیا جارہا ہو، خواہ والد بچے کو حصول تعلیم یا حصول روزگار کے لئے بیرون ملک روانہ کر رہا ہو۔ رمضان کو الوداع کرنے کے حوالہ سے دیکھا جائے تو یہی مضمون سامنے آتا ہے کہ چند دن رہ گئے ہیں۔ ذمہ داری بڑھ گئی ہے گو مومن افسردہ نظر آتے ہیں کہ نیکیاں کمانے کے دن بہت تھوڑے رہ گئے ہیں مگر بشارتیں دلاسا دیتی ہیں کہ اگر رمضان کو اپنا احتساب کرتے ہوئے گزارا تو تمہارے تمام گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔ تم ایک معصوم نومولود بچے کی طرح نیا جنم لے کر نئے سال میں داخل ہو رہے ہو۔ تم نے بدی سے نیکی کی طرف ہجرت کرنے کا سفر اختیار کیا ہے۔ تم نے اپنی سمت درست کی ہے اور یہ عید کیا ہے کہ رمضان کے بعد کے دنوں میں اس طرح عبادات بجالاؤں گا۔ نیکیاں بجالاؤں گا جیسے رمضان میں کیں اور جب اگلا رمضان آئے گا تو اس کو اس رمضان سے بہت بہتر پاؤں گا۔

یہی وہ مضمون ہے جو جمعۃ الوداع پر لاگو ہوتا ہے۔ ایسے لوگ جمعۃ الوادع پر حاضر ہو کر رمضان کو الوداع نہیں کہہ رہے ہوتے بلکہ آئندہ نیکیاں بجالانے کا استقبال کر رہے ہوتے ہیں۔ ان بشارتوں کا استقبال کر رہے ہوتے ہیں جو ان عبادات سے وابستہ کر دی گئی ہیں۔ وہ ہر آنے والی نماز کا استقبال کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ ہر آنے والے جمعہ کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔ وہ سامنے نظر آنے والی ہر نیکی کو جی آیاں نوں کہہ کر استقبال کر رہے ہوتے ہیں۔ آج جمعۃ الوداع پر گو وہ اپنے گھر خالی کر آئے ہیں اور خدا کے گھروں کو بھرا ہوا ہے۔ حقیقت میں وہی اپنے گھروں کو خدا تعالیٰ کی نعمتوں، برکتوں اور فضلوں سے بھر آئے ہیں۔ وہ خالی نہیں۔

اس کے بالمقابل بعض ان معنوں میں آج رمضان کو الوداع کرنے آتے ہیں جیسے بعض دفعہ مہمان گھر میں آکر ٹھہر جاتے ہیں اور جانے کا نام نہیں لیتے۔ ان کے جانے پر اہل خانہ سکھ کا سانس لیتے ہیں۔ ایک بھاری تعداد انہی معنوں میں جمعۃ الوداع کرنے آتی ہے۔ وہ تنگی محسوس کرتے ہیں کہ کب جائے یہ رمضان اور ہم پھر بدیوں کی طرف واپس لوٹیں۔

مگر اصل مفہوم الوداع کا وہی ہے جو اوپر بیان ہوا ہے۔ جس میں خوشیوں کی نوید اور بشارات کے پیغام کے ساتھ ساتھ ایک فکر ہے، ایک پریشانی ہے ایک سوچ وبچار ہے کہ ابھی کچھ بھی نہیں کمایا اور جمعۃ الوداع بھی آگیا اور اگر

کمایا ہے تو بہت کم۔ زیادہ کما لیتے اور جو معمولی سا ذخیرہ کیا ہے اس ذخیرہ کی حفاظت کی فکر کہ کہیں چور ہی اُچک کر نہ لے جائے۔

اسی روز وہ عہد و پیماں باندھتا ہے کہ میں ان نیکیوں میں تسلسل قائم رکھوں گا اور بجالائی گئی نیکیوں کی حفاظت کے لئے عبادات کے مزید مضبوط بند باندھوں گا۔ پُشتے بناؤں گا۔ یہی وہ مضمون ہے جو اس حدیث سے ظاہر ہے۔ جس میں آنحضور ﷺ نے رمضان کے آخری عشرہ کو "رمضان کی کوہان" قرار دیا ہے۔ جس طرح اونٹ اپنی کوہان میں پانی کا ذخیرہ جمع کر لیتا ہے اور پھر اسے صحرا میں استعمال میں لاتا ہے۔ اسی طرح یہ روحانی ذخیرہ ایک مومن آنے والے دنوں کے لئے جمع کرتا ہے۔

چند دن، قیمتی دن باقی ہیں۔ یہ ہرگز خیال پیدا نہ ہو کہ ہم نے زیادہ دن تو ضائع کر دیئے۔ کچھ بھی نہیں کمایا۔ ان چند دنوں میں کیا کر سکتے ہیں۔ خدا کے کرم کی ایک نگاہ اس کی شفقت کی جھلک اور ایک لمحہ کے لئے خدا تعالیٰ کی کسی انسان کی طرف توجہ اس کی کایا پلٹ سکتی ہے۔ ابھی تو جمعہ کے مبارک دن کا آغاز ہوا ہے۔ جس کے بارہ میں ارشاد ہے کہ ہر جمعہ کو ایک گھڑی ایسی آتی ہے جب انسان کی ہر کی ہوئی دعا قبول کی جاتی ہے۔

ابھی تو ایک طاق رات آنی باقی ہے۔ جن میں ایسی رات کی خوشخبری ہے کہ جن کو وہ نصیب ہو جائے اس کی زندگی بدل جاتی ہے۔ یہ 83 سالوں سے بہتر ہے۔

ابھی تو ان کے لئے فطرانہ کی ادائیگی میں پیغام ہے جنہوں نے اس کی ادائیگی نہیں کی۔ آپؐ نے فرمایا۔

آپ کی عبادات زمین و آسمان کے درمیانی معلق کر دی جاتی ہیں اور آسمان کا دروازہ نہیں کھٹکھٹاتی جب تک آپ فطرانہ ادا نہیں کرتے۔

ابھی تو آنحضور ﷺ کے اس فرمان کا واسطہ دے کر خدا تعالیٰ کو اپنی طرف راغب کرنے کا وقت باقی ہے کہ اے اللہ! تیرے رسول نے اس عشرہ کو آگ سے نجات دلانے کا عشرہ قرار دیا ہے۔ پس ہمیں آگ سے نجات عطا فرما اور ہم جب رمضان سے نکل رہے ہوں تو ہمارا جسم ایک سفید دُھلی ہوئی چادر کی طرح ہو جس پر ہماری

کوتاہی، غلطی، کمزوری کا کوئی دھبہ داغ نہ ہو۔ لیکن اس کے لئے وہی جتن کرنے ہیں جو دھوبی گندی چادر کو صاف کرنے کے لئے کرتا ہے۔ کبھی زور زور کے ساتھ پتھروں پر پٹکتا ہے۔ کبھی رنگ کاٹ ڈالتا ہے۔

بعینہٖ اپنے جسم کو مشکلات میں سے گزارنا ہوگا اور جس طرح سونا بھٹی سے گزر کر کُندن بن جاتا ہے اور لوہا بھٹی سے گزر کر اپنا رنگ چھوڑ جاتا ہے۔ بعینہٖ صاف ستھرے ہو کر نئے سال میں داخل ہونا ہے۔

پس اس جمعۃ الوداع کو نیکیوں کے لئے جمعۃ الاستقبال بنانے کی ضرورت ہے اور ہر نیکی اور اخلاق حسنہ کو جی آیاں نوں کہہ کر سینے سے لگانے کی ضرورت ہے۔ آنحضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے روز خطبہ دیتے ہوئے جو وصیت فرمائی تھی۔ اس پیغام کو جمعۃ الوداع کے روز اپنے اوپر لاگو کرنے اور دوسروں کو اس پیغام کی طرف بلانے کی ضرورت ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں۔
”اللہ سے ڈرو۔ پانچوں وقت کی نماز پڑھو۔ ایک مہینے کے روزے رکھو۔ اپنے اموال کی زکوٰۃ دو اور جب کوئی حکم دوں تو اس کی اطاعت کرو۔ اگر تم ایسا کروگے تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔“
(ترمذی ابواب الصلاۃ)

آج کے دن کا ایک ایک لمحہ آپ کو پکار پکار کر دُہائی دے رہا ہے کہ اے مومن! اُٹھ تجھے ایک ایسا دن ملا ہے جس میں تو اپنے نفس کے عرفان سے نکل کر عرفان الٰہی کی منازل طے کر سکتا ہے۔ اپنے خالق سے ٹوٹے رشتے جوڑ سکتا ہے۔ اپنے رب کو راضی کر کے اپنی نجات کا سامان پیدا کر سکتا ہے۔ نور ایمان سے اپنے سینے کو آباد کر سکتا ہے۔ خدا اور رسول کی محبت مستحکم کر سکتا ہے۔ اس پیارے رسول کا واسطہ دے کر گناہوں کی معافی مانگ سکتا ہے۔ توبہ کر کے نومولود کی طرح معصوم بن سکتا ہے۔ کیونکہ آنحضور ﷺ فرمایا ہے۔

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 مئی 2020ء)

﴿29﴾

عید سعید کی برکات اور ایک مومن کی ذمہ داریاں

پُرانے زمانے میں جب سفر بہت کٹھن ہوتے تھے اُس کو آسان بنانے کے لئے وقفے وقفے بعد پڑاؤ ڈالا جاتا تھا۔ جہاں مسافر کچھ عرصہ ٹھہر کر، سستا کر، اپنی تھکن اُتار کر، تازہ دم ہو کر نئے حوصلہ، تازہ ولولہ اور پختہ ارادوں کے ساتھ اپنی منزل کی طرف سفر کو رواں دواں رکھتا تھا۔ آج کے جدید اور مہذب دور میں اسے Rest Area کا نام دے دیا گیا ہے۔ جو بڑی بڑی سڑکوں پر نظر آتے ہیں۔ یا بڑے شہروں سے قبل زیرو پوائنٹس بنا دیئے گئے ہیں جہاں سے مسافر اپنی سمت درست کرتا ہے۔

انسانی زندگی بھی ایک سفر ہے اور اس زندگی کے دوران بھی اللہ تعالیٰ نے کئی پڑاؤ مقرر فرما رکھے ہیں۔ ان میں سے ایک پڑاؤ رمضان کا مہینہ ہے۔ جس میں ایک مومن تازہ دم ہو کر اپنے سفر حیات میں آنے والی صعوبتوں اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے عزم اور ارادہ کے ساتھ آگے بڑھتا ہے اور اپنے ساتھ رمضان کے فیوض و برکات اور خیرات و حسنات کے بے پایاں ذخیرے لے کر عید کے پڑاؤ میں داخل ہوتا ہے۔ ایک ماہ کے کٹھن سفر جس میں دن بھر بھوکے رہ کر، ٹھنڈا پانی اور لذیذ کھانے میسر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو ان سے روک کر، حلال چیزوں سے اپنے آپ کو دور رکھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں سے کھیسے (کیسا) بھر کر جب یہاں پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حقیقی مومن کو بشارت دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اے میرے فرشتو! ان مزدوروں کا پورا پورا بدلہ چکا دو۔ اور اے میرے فرشتو! یہ میرے بندے اور بندیاں اس فرض کو ادا کرنے کے بعد جو میں نے ان پر مقرر کیا تھا اب عاجزانہ طور پر دعا کے لئے نکلے ہیں۔ مجھے اپنی عزت، اپنے جلال، اپنی سخاوت، اپنی بلند شان اور بلند مرتبہ کی قسم ہے کہ میں آج ان کی دعاؤں کو ضرور قبول کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ

اپنے مومن بندوں سے کہتا ہے کہ تم اس حال میں واپس جاؤ کہ میں نے تمہارے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں اور تمہاری بدیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصوم لیلۃ القدر الفصل الثالث)

اور پھر بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔

مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلّٰهِ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ

(سنن ابن ماجہ جلد اول باب 68)

کہ جو محض للہ اپنا احتساب کرتے ہوئے دونوں عیدوں کی راتوں میں عبادت کرتا ہے اس کا دل ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا جاتا ہے اور وہ نہیں مرتا جبکہ دنیا کے دل مر جائیں گے۔

اسی لئے چاند رات کو لیلۃ الجائزہ کہا گیا ہے۔ جس میں انسان کو اس کے نیک اعمال کی جزاء دی جاتی ہے۔ اسی لئے حضرت عمرؓ عید کے روز بہت روتے اور فرمایا کرتے تھے کہ جن کے اعمال رمضان میں اچھے رہے ان کے لئے یہ دن عید کا ہے اور جن کے اعمال رمضان میں اچھے نہیں رہے ان کے لئے یہ دن عید سعید نہیں۔ بلکہ وعید کا دن ہے۔

رمضان المبارک ہمیں جن امور کی طرف توجہ دلاتا ہے وہ دو باتوں پر محیط ہیں ایک عبادت الٰہی اور دوسرا بنی نوع انسان کے ساتھ سچی ہمدردی، خدمت خلق اور لوگوں کے دُکھ سکھ میں شریک ہوتا اور رمضان کے اختتام پر نتیجہ کے طور پر ان دونوں امور کی عید کے روز پریکٹس کروائی جاتی ہے۔ جہاں تک عبادت الٰہی کا تعلق ہے تو اس روز عام نمازوں کے علاوہ ایک اجتماعی نماز بھی بطور فرض ادا کی جاتی ہے اور اس میں عام طریق سے ہٹ کر نماز کو پہلے ادا کیا جاتا ہے۔ دراصل اس میں یہ عظیم حکمت پنہاں ہے کہ وہ محب جنہوں نے رمضان کا سچا فیض حاصل کیا اپنے محبوب کو پانے کے لئے دن کو بھی اسے یاد کرتے رہے اور راتیں بھی اس کے حضور حاضر ہو کر اور بھوک اور پیاس کی مشقتوں سے گزر کر لقائے باری تعالیٰ کی طرف اپنے سفر میں تیزی لانے کی کوشش کی وہ بطور شکرانے کے طور پر

دو رکعت ادا کریں اور پھر اللہ و رسول کی باتیں خطبہ میں سن کر اپنے خدا سے تعلق کو گہرا اور مزید مستحکم کر کے رمضان میں کئے گئے عہد و پیمان میں مزید مضبوطی لانے کا عزم کریں۔

اور جہاں تک مخلوق سے ہمدردی اور پیار بالخصوص اپنے سے کم حیثیت کے لوگوں کے حقوق ادا کرنے اور ان کی دادرسی کا تعلق ہے تو رمضان میں بھوکا پیاسا رہ کر مومن کو اس طرف دعوت عام دی جاتی ہے کہ دنیا میں، معاشرہ میں اور ماحول میں بہت سی ایسی مخلوق خدا موجود ہے جن کو سارا سال پیٹ بھر کر کھانا بھی میسر نہیں آتا۔ ان کی طرف نگاہ تلطف رکھنا ضروری ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عام دنوں میں بھی غریبوں مسکینوں، بیواؤں، بے کسوں اور بے سہارا لوگوں کا سہارا بنا کرتے تھے مگر رمضان المبارک میں آپ کی سخاوت تیز رفتار آندھی سے بھی بڑھ جاتی تھی۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ سب سے افضل اور بہتر صدقہ وہ ہے جو رمضان میں کیا جائے اور فرمایا کرتے تھے۔

وَابْغُوْنِیْ فِی الضُّعَفَاء کہ مجھے ضعفاء اور کمزوروں میں تلاش کیا کرو۔ صدقۃ الفطر کی ادائیگی بھی دراصل اس تعلیم کا ایک جزو ہے۔ مسلمانوں میں عام طور پر زکوٰۃ بھی رمضان میں ہی نکالی جاتی ہے کیونکہ بھوکا اور پیاسا رہ کر مومنوں کے دل پسیج جاتے ہیں اور غرباء و مساکین سے ہمدردی ان کے دل کی آواز بن چکی ہوتی ہے۔ عید کے روز یہ پریکٹس بہت نمایاں طور پر نظر آتی ہے جب مومن اپنی خوشیوں کو ان لوگوں کے ساتھ Share کرتے ہیں۔ جو Deserving ہوتے ہیں، ان کے گھروں میں جاتے، میل ملاقات کرتے، تحفے تحائف دیتے ہیں اور وَیُؤْثِرُوْنَ عَلَی أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ کی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ساتھ جا ملتے ہیں۔

آنحضورؐ نے ایک دفعہ عید سے واپسی پر کچھ بچوں کو نئے کپڑے پہنے خوشی کے ساتھ آپس میں اس امر کا اظہار کرتے دیکھا کہ ہمیں والدین نے فلاں فلاں چیز (ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) عیدی کے طور پر دی ہے جبکہ ایک غریب بچہ گندے اور میلے کچیلے کپڑوں کے ساتھ بے حد غمگین اور اداس الگ کھڑا تھا۔ آنحضورؐ اس منظر کو دیکھ مضطرب ہوئے۔ آپؐ اس بچے کے پاس تشریف لے گئے۔ معلوم ہوا کہ یہ بچہ یتیم ہے اور اسے کوئی نیا کپڑا پہنانے والا نہیں۔ یہ دیکھ کر آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپؐ بچے کا ہاتھ پکڑ کر اسے گھر لے آئے اور حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اسے نہلاؤ اور اسے نئے کپڑے پہناؤ اور بچے کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ بیٹا فکر مت کرو۔ آج سے محمدؐ تمہارا

باپ ہے۔ عائشہؓ تمہاری ماں۔ فاطمہؓ تمہاری بہن اور حسینؓ تمہارا بھائی ہے۔ یہ خوش قسمت بچہ نئے کپڑوں کے ساتھ اپنے دوست بچوں کے پاس گیا اور بغیر کسی احساس کمتری کے گھل مل کر کھیلنے لگا بلکہ اس بات پر فخر کر رہا تھا کہ میں تو حضرت محمدؐ کا بیٹا ہوں۔ اللہ اللہ! یہ ہے وہ تعلیم اور نمونہ جو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے مشعل راہ چھوڑا ہے۔

رمضان میں غرباء پروری اور عید پر مستحقین اور غرباء کے حقوق ادا کرنے کا جو قریبی تعلق ہے اس کا ایک دلچسپ پہلو اور بھی ہے اور وہ یہ کہ ایک مومن رمضان میں اللہ تعالیٰ کی پیاری کتاب قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہوا رمضان کے آخری حصے میں (جب عید قریب آئی ہوتی ہے) ختم کرتا ہے خواہ نماز تراویح کے ذریعہ کر رہا ہو خواہ درس القرآن کے ذریعہ خواہ انفرادی تلاوت کرتے ہوئے اسے قرآن کریم کے آخری حصہ میں مسکینوں، بیواؤں اور غرباء کے حقوق کی ادائیگی کی یاددہانی ہو رہی ہوتی ہے اور عید کے اسباق میں سے اس اہم سبق کی طرف توجہ دلائی جارہی ہوتی ہے کہ عید قریب ہے اس موقع پر یتیموں، مسکینوں اور غرباء کا حق ادا کرنا ہے۔

جماعت احمدیہ کے لئے بدرجہ اولیٰ اس سبق کی یاددہانی ہے کیونکہ قرآن کریم کے اس آخری حصہ میں جہاں امام مہدی اور آخری زمانہ کی علامات درج ہیں انہی میں یتامیٰ اور مساکین کی دیکھ بھال، ان سے حسن سلوک، غرباء سے جذبہ ہمدردی اور ضعفاء کی دستگیری کا بار بار ذکر لاکر یہ سبق دینا مقصود ہے کہ آخری زمانہ میں مسلمان اپنے سے کم حیثیت کے لوگوں کو ان کا صحیح درجہ نہیں دیں گے اور ان کی حق تلفی کریں گئے ایسے حالات میں صحابہؓ جیسی اعلیٰ اسلامی سوچ رکھنے والی جماعت اللہ تعالیٰ امام مہدی کو عطا کرے گا۔ جو معدوم تعلیم کو دوبارہ دنیا میں قائم کریں گے۔ اور غرباء کو ان کا حق دلانے والے ہوں گے۔ ان کا عملی اظہار عید کے موقع پر ہوتا ہے جب ہر احمدی اپنے پیارے خلفاء کے ارشادات کی روشنی میں اپنے عزیز و اقارب کے علاوہ اپنے سے کم حیثیت کے لوگوں کے گھروں خواہ ان کا تعلق احمدی جماعت سے ہو یا باہر سے، تحفے تحائف بانٹتا اور محبتوں کو Share کرتا ہے۔

امسال تو آنے والی عید گزشتہ سالوں سے بہت بڑھ کر اس تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دے رہی ہے جب تمام دنیا کرونا کی لپیٹ میں ہے۔ نوکریاں، ملازمتیں اور کاروبار جاتے رہے ہیں۔ ان حالات میں حالات میں ضرورت مندوں کی ضرورتوں کو پورا کرنا رمضان کا ایک اہم سبق ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ بنی نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدری کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 438)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔ آج کے دن ہر ایک پر لازم ہے کہ سارے کنبے کی طرف سے محتاج لوگوں کی خبر گیری کرے۔

(الحکم 17 نومبر 1908ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم پر ایسا افضل نازل کرے تا کہ ہم میں سے ہر شخص کو حقیقی عید میسر ہو کہ وہ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ کہ ہم نہ صرف اپنے لئے عید منائیں۔ بلکہ دوسروں کے لئے بھی، جو مصائب اور دکھوں میں گرفتار ہیں عید کا سامان مہیا کر دیں۔

(خطبہ عید الفطر 9 فروری 1932ء از خطبات محمود جلد اول صفحہ 146)

پھر فرمایا:

جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے بھی غرباء کی فلاح اور بہبود کے لئے خرچ کرو۔ یہ روح جس دن مسلمانوں میں پیدا ہو گی در حقیقت وہی دن ان کے لئے حقیقی عید کا دن ہو گا۔ کیونکہ رمضان نے ہمیں بتایا ہے کہ تمہاری کیفیت یہ ہونی چاہئے کہ تمہارے گھر میں دولت تو ہو مگر اسے اپنے لئے خرچ نہ کرو۔ بلکہ دوسروں کے لئے کرو۔

(خطبہ عید الفطر 12 مئی 1956ء از خطبات محمود جلد اول صفحہ 342)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے آغاز خلافت میں ہی اس امر کی خواہش ظاہر فرمائی کہ کوئی احمدی رات کو بھوکا نہیں سونا چاہئے۔ آپ اس سلسلہ میں عہدیداروں کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

آج میں ہر ایک کو جو ہماری کسی جماعت کا عہدیدار ہے متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ذمہ دار ہے اس بات کا کہ اس کے علاقہ میں کوئی احمدی بھوکا نہیں سوتا۔ دیکھو میں یہ کہہ اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ آپ کو خدا کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔

(خطبہ جمعہ 17 دسمبر 1965ء از خطبات ناصر جلد اول صفحہ 52)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے عید کے اس اہم سبق کی طرف بار بار جماعت کو توجہ دلائی۔ آپ ایک موقع پر فرماتے ہیں۔

میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آج کے دن امراء اپنے غریب بھائیوں کے گھروں میں جائیں اور وہ تحفے جو آپس میں بانٹتے ہیں۔ آپس میں بھی ضرور کچھ نہ کچھ بانٹیں۔ کیونکہ حق ہے یہ ذوی القربیٰ کا بھی حق ہے۔ دوستوں کا بھی حق ہے۔ وہ حقوق بھی ادا ہونے چاہئیں.....

کوشش کریں کہ حتی المقدور ایک سے زیادہ گھر بانٹیں مگر بہر حال یہ کوئی تکلیف مالایطاق دینے والی بات تو نہیں ہے عید منانی ہے آپ نے۔ جتنی عید بھی آپ منا سکیں آپ کی توفیق کے مطابق ہے۔ آپ ان گھروں میں جائیں، ان کے حالات دیکھیں، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بعض لوگ ایسی لذتیں پائیں گے کہ ساری زندگی کی لذتیں ان کو اس لذت کے مقابل پر ہیچ نظر آئیں گی اور حقیر دکھائی دیں گی.....

یہ ہے عید جو محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی عید ہے یہ وہ عید جو در حقیقت ہر سچے مذہب کی عید ہے..... پس جس کو یہ عید نصیب ہو جائے اس کو اور کیا عید چاہئے۔ اس کی عیدیں ہی عیدیں ہے۔ یہی وہ عید جو اسلام کی عید ہے۔

(خطبہ عید الفطر 12 جولائی 1983ء از خطبات طاہر عیدین صفحہ 18-20)

آپ نے ایک اور موقع پر خطبہ جمعہ میں احمدی احباب کو اپنی عید کی خوشیاں غرباء کے ساتھ منانے کا ارشاد کرتے ہوئے فرمایا۔

عید کے موقعوں پر اپنے غریب ہمسایوں، ضرورت مندوں کے ساتھ شامل ہونے کی کوشش کریں۔ ان کے کچھ غم ان کے گھروں میں جا کر دیکھیں اور ان کے غم بانٹیں اپنی خوشیاں ان کے پاس لے کر جائیں اور اپنی خوشیاں ان

کے ساتھ بانٹیں یا اپنے گھروں میں ان کو بلائیں۔ غرض یہ کہ غریبوں کے ساتھ عید کرنے سے بہتر دنیا میں اور کوئی عید نہیں۔

(خطبہ جمعہ 19 مارچ 1993ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس اہم امر کی طرف یوں توجہ دلائی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ احسان کرنے کے ساتھ ساتھ رشتہ داروں، رشتہ دار ہمسایوں اور غیر رشتہ دار ہمسایوں، یتیموں، اسیروں، مسکینوں، مسافروں اور غرباء کے ساتھ احسان اور ہمدردی کا سلوک کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اس تعلیم پر مکمل کر کے حقیقی دینی معاشرہ قائم ہو گا۔ اور ان کے ساتھ سلوک محض للہ کرنا ہے اور احسان کا سلوک کرنا ہے جس کے بدلہ کی خواہش پیدا نہ ہو۔ اللہ کا پیار حاصل کرنے کے لئے اس کی رضا کے حصول کے لئے ہمدردی کرنی ہے غرباء کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے ان کو تحائف دیتے ہوئے ان کی عزت نفس کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے، استعمال شدہ اشیاء تحفہ دیتے وقت پہلے بتانا چاہئے اور اشیاء کو صاف ستھرے طریق پر پیش کرنا چاہئے۔

پھر فرمایا۔

عید کے دن ہر احمدی اپنے ماحول میں جائزہ لے اور ضرورت مندوں کا خیال کرے۔ یہ عمل خدا کے فضل سے ذاتی اور جماعتی سطح پر ہو رہا ہے لیکن ابھی بہت گنجائش موجود ہے۔ یہ کام اچھا کھلانے اور پہنانے تک ہی ختم نہیں کرنا۔ جس طرح عید کے دن ان کا خیال رکھا جا رہا ہے ان رابطوں کو توڑنا نہیں بلکہ ان پر نظر رکھیں خود بھی ان کا دھیان رکھیں اور نظام کو مطلع کریں۔ ان کو کام پر لگائیں ان کی ہمت بندھائیں یہ ان پر جاری احسان ہو گا۔ اس طرح کم استطاعت والوں کو اٹھانے کی کوشش کریں تو ہو سکتا ہے کہ وہ شخص اگلے سال عید پر دوسروں کی مدد کر رہا ہو۔ اس طرح پر معاشی استحکام سے اخلاقی معیار بھی بلند ہوں گے اور پاکیزہ معاشرے کا قیام عمل میں آئے گا۔

(خطبہ عید الفطر 26 نومبر 2003ء از الفضل 3 دسمبر 2003ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 مئی 2020ء)

اداریہ جات

سال 2021ء

﴿30﴾
رحمت (القرآن)

رحمت اور عذاب کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے انتہا مقامات پر کیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جہاں قرآن میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور انعامات و افضال کا ذکر آئے تو وہ رحمٰن و رحیم خدا سے مانگنی چاہئیں اور جہاں عذاب کا ذکر ہو وہاں اس سے پناہ مانگی جائے۔

رحمت، اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں رحمٰن اور رحیم سے مشتق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں سب سے پہلے اپنی صفات رحمٰن اور رحیم ہی بیان فرمائی ہیں جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (فاتحہ) گویا اللہ تعالیٰ کی تجلیات اور انعام و افضال کا ذکر رحمٰن اور رحیم سے ہی شروع ہوتا ہے۔ ان دو صفات کی تشریح میں لکھا ہے۔

i۔ الرحمٰن۔ بن مانگے دینے والا خدا۔ یعنی انسانوں اور ذی روح کے لئے ایسی ضروریات خود ہی مہیا فرما دیں جو اس کی بقا کے لئے ضروری ہیں۔ جیسے آسمان، زمین، پانی اور ہوا وغیرہ۔

ii۔ الرحیم۔ بار بار رحم کرنے والا خدا یعنی وہ بالا ہستی جس کے آگے دست دعا پھیلایا جائے، مانگا جائے، سجدوں میں دعائیں کی جائیں جن کو وہ قبول کر کے اپنی مخلوق (جو اس کی عیال ہے) کو بار بار نوازے۔

حضرت الحاج حکیم مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اپنے ترجمہ قرآن میں 114 بار (سورتوں کے اعتبار کے حوالہ سے) الرحمٰن الرحیم کے مختلف معانی کئے ہیں جو خاکسار نے اکٹھے کروا کر روزنامہ الفضل آن لائن لندن میں شائع بھی کروا دیئے تھے۔ ان تراجم کو دیکھ اور پڑھ کر اس بالا ہستی کے بلند مقام کا علم ہوتا ہے اور اس کے لئے اللہ اکبر کہنے اور تسبیح و تحمید کرنے کو بار بار دل کرتا ہے۔

احادیث میں بھی رحم مانگنے کی بہت سی دعائیں ملتی ہیں۔ رمضان کے پہلے عشرہ کا نام بھی رحمت کا عشرہ رکھ کر یہ توجہ دلائی گئی ہے کہ صفات باری تعالیٰ کا آغاز رحمٰن اور رحیم صفات سے ہوتا ہے اور ہمیں اللہ جو رحیم ہے سے ہمیشہ اس کی رحمت کا طلبگار رہنا چاہیے۔

اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُعاؤں کا احاطہ کیا جائے تو آپ کی بے شمار دُعاؤں میں رحم طلب کرنے کی دعائیں ملتی ہیں۔ بلکہ بعض الہامی دعائیں بھی ہیں۔ جیسے 31 مئی 1903ء کو یہ الہامی دُعا القا ہوئی۔

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ

(تذکرہ صفحہ 392)

اے اللہ! رحم فرما

4اپریل 1907ء کو یا اللہ! رحم کر الہام ہوئی۔

(تذکرہ صفحہ 601)

30 ستمبر 1907ء کو یہ دُعا الہام ہوئی:

رَبِّ ارْحَمْنِیْ اِنَّ فَضْلَکَ وَرَحْمَتَکَ یُنْجِیْ مِنَ الْعَذَابِ

(تذکرہ صفحہ 621)

کہ اے میرے رب! مجھ پر رحم فرما۔ یقیناً تیرا فضل اور تیری رحمت عذاب سے نجات دیتے ہیں۔

سورۃ الاعراف آیت 157، 158 میں رحمت کے بارہ میں ایک لاجواب مضمون بیان ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے عذاب اور اپنی رحمت میں کمال اعلیٰ ظرف کے مطابق فرق فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِہٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ کہ میں اپنے عذاب کو جس پر چاہوں وارد کروں اور میری رحمت تو ہر چیز پر حاوی ہے۔ گویا عذاب محدود کے لئے ہے اور رحمت کا دائرہ ساری کائنات پر محیط ہے جس میں جاندار اور بے جان روحیں بھی شامل ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ تفسیر صغیر میں اس آیت کے الفاظ ''فَسَاَکْتُبُھَا کہ میں اِسے ان لوگوں کے

لئے لکھ چھوڑوں گا" کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں "یعنی رحمت کافروں کو بھی پہنچے گی مگر مومنوں کے لئے تو اسے فرض کر دیا ہے"۔

پھر رحمت کے وسعت کے ذکر کے معاً بعد ان متقی لوگوں کا ذکر ہے جو اپنے نیک اور طیب اعمال سے اس رحمت کو اپنی طرف کھینچنے والے ہوں گے۔ جو یہ ہیں

i۔ يَتَّقُوْنَ۔ جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔

ii۔ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ۔ وہ جو زکوٰۃ دیتے ہیں۔

iii۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ یعنی وہ ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں۔

iv۔ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ یعنی جو اس رسول نبی امی (حضرت محمد رسول اللہ ﷺ) پر ایمان لاتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے نبی امی کی تشریح میں بعض علامات کا ذکر فرما کر مومنوں کو ان کی پیروی کی تلقین فرمائی۔ تا ان پر عمل کر کے اللہ کی وسیع رحمت سے حصہ دار بن سکیں۔

يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ۔ کہ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے۔

وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ کہ وہ انہیں بُری باتوں سے روکتا ہے۔

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ۔ کہ وہ ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتا ہے۔

وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ۔ کہ ان پر ناپاک چیزیں حرام قرار دیتا ہے۔

وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ۔ کہ وہ ان سے اُن کے بوجھ اور طوق اُتار دیتا ہے جو ان پر پڑے ہوئے تھے۔

اور آیت کے اخیر پر فرمایا کہ:

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ۔ وہ لوگ اس (نبی) پر ایمان لاتے ہیں۔

وَعَزَّرُوْهُ۔ اور اُسے عزت دیتے ہیں۔

وَنَصَرُوْهُ۔ اور اس کی مدد کرتے ہیں۔

وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اور اس نور (قرآن کریم) کی پیروی کرتے ہیں جو اس کے ساتھ اُتارا گیا ہے۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے نور سے مراد سنت نبوی بھی لی ہے۔

(فٹ نوٹ آیت متذکرہ بالا ترجمہ قرآن صفحہ 384)

گویا یہ نیکیوں کے 13 کام ہیں جو آنحضور ﷺ کے بالواسطہ یا بلاواسطہ کرنے سے ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا وارث ٹھہراتے ہیں۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اللہ کی رحمت سے مالامال ہونے اور اپنے اور اپنی نسلوں کو بھی اس سے وافر حصہ دلوانے کے لئے اوپر بیان کردہ 13 نیکی کے کاموں کو روزانہ حرزِ جان بنائیں بالخصوص اپنے سب سے پیارے نبی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کامل اطاعت کا جوا اپنی گردنوں پر رکھیں تا خدا کا قرب بھی حاصل ہو اور اس کی رحمت کے جلو میں زندگی بسر کر کے کامیاب و کامران اور نہال و بامراد ہوں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
جو شخص بھی اپنے رب پر ایمان لاتا ہے۔ ”فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا“ (الجن:14) اس کو نہ بخس کا کوئی خوف رہتا ہے اور نہ رہق کا کوئی خوف رہتا ہے۔

بخس کے معنے ہیں ظلم کر کے کسی کو نقصان پہنچانا مگر جو شخص مومن ہوتا ہے اس کو یہ خوف نہیں ہوتا کہ اس کے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور جس طرح دوسرے مذاہب کا عقیدہ ہے کہ ایک دفعہ جنّت میں لے جائے جانے کے بعد پھر جنّت سے نکال دیا جائے گا۔ شریعت محمدیہ پر ایمان لانے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے نتیجہ میں وہ جنّت نہیں ملتی جس سے انسان نکالا جاتا اور دھتکار دیا جاتا ہے اور اُسے یہ کہا جاتا ہے کہ پھر از سر نو کوشش کرو اگر تم مستحق ٹھہرے تو تمہیں جنت مل جائے گی۔

پس اگر عارضی جنت کا عقیدہ درست ہو تو پھر یہ بَخْسا ہے۔ انسانی فطرت یہ کہتی ہے کہ اُس پر ظلم ہو گیا کیونکہ انسان کی طاقتیں محدود تھیں اور اُسے محدود زمانہ دیا گیا اگر تو غیر محدود زمانہ دیا جاتا تو پھر غیر محدود عمل ممکن ہوتے اور غیر محدود جنت ہو جاتی اور آپس میں کلیش (CLASH) ہو جاتا کیونکہ دو غیر محدود تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے سر ٹکرا دینے تھے۔ جو عقلاً درست نہیں ہے مضمون دقیق ہے مگر جو سمجھنے والے ہیں وہ سمجھ جائیں گے دو غیر محدود ایک دوسرے کا نتیجہ نہیں ہو سکتے کیونکہ نتیجہ انتہاء ہوتا ہے۔ غیر محدود ابتلاء اور امتحان کا زمانہ اور غیر محدود جزاء اور جنت۔ یہ بات عقل میں نہیں آتی۔

پس اگر غیر محدود جنتیں ہیں جن کی انتہاء کوئی نہیں تو عمل محدود ہی ہونے تھے اور جنت غیر محدود ہو گی، رحمتِ الٰہی غیر محدود ہو گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ

(الاعراف:157)

خدا تعالیٰ کی رحمت کے مقابلے میں زمانہ کیا چیز ہے۔ یہ تو اس کی ایک پیداوار ہے لیکن اس کی رحمت کی موجیں تو اس کی ہر پیداوار کے اُوپر سے گزر رہی ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ہر چیز اور ہر مخلوق کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

لیکن ہماری فطرت اور ہماری شریعت ہر دو ہمیں یہی کہتی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہر چیز کے اوپر حاوی ہے۔ اس واسطے کہ اگر ہماری فطرت یہ نہ کہتی تو محدود عمل کی غیر محدود جزاء کی توقع اور اُمید ہم کیسے رکھتے۔ خدا تعالیٰ نے

ہماری فطرت کے اندر یہ ڈالا ہے کہ یہ تو ٹھیک ہے تمہیں تھوڑی عمر دی گئی ہے، تمہیں تھوڑے وسائل دیئے گئے ہیں لیکن تمہیں ایک بشارت دے دیتے ہیں کہ اگر تم اپنی اس تھوڑی زندگی میں، اس چھوٹی زندگی میں، خلوصِ نیت کے ساتھ اور کامل توحید پر قائم ہو کر اور شرک کے ہر پہلو سے بچتے ہوئے محدود عمل کرو گے تو تمہیں غیر محدود جزاء مل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں بھی یہی رکھا ہے اور شریعت سے بھی یہی کہلوایا ہے۔

پس یہ اسلامی شریعت ایسی شریعت ہے کہ جو آدمی اس پر ایمان لاتا ہے اُسے یہ خطرہ لاحق نہیں ہوتا کہ اس پر ظلم ہو گا اور وہ گھاٹے اور نقصان میں رہے گا۔

قرآن کریم نے مختلف پہلوؤں سے اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے اور بڑے پیارے رنگ میں روشنی ڈالی ہے۔ قرآن کریم نے ظلم کے متعلق تو یہ اعلان کر دیا:

وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ

(ق:30)

اور اس قسم کی اور بھی بہت سی آیات ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا۔ تو اس سے انسان کی تسلی ہو گئی۔

پھر فرمایا:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ

(الانبیاء:95)

کہ جو ایمان لائے گا اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کرے گا اور عمل صالح بجالائے گا نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ تو "فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ" اس کی کوشش اور اس کے عمل بوجہ انسان ہونے کے اگر ناقص رہ جائیں گے تب بھی ردّ نہیں کئے جائیں گے۔ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ میں یہ نہیں فرمایا کہ تمہاری سعی قابلِ قبول ہو گی ردّ نہیں کی جائے گی بلکہ فرمایا کہ جو شخص اعمال صالحہ بجالائے گا اور وہ مومن ہو گا اور ایمان کے جُملہ تقاضوں کو پورا کرے گا

تو ”فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ“ اس کو ہم یہ تسلی دیتے ہیں کہ بشری کمزوری کے نتیجہ میں اگر اس کے اعمال میں کوئی کمی اور نقص رہ جائے گا تب بھی اس کے اعمال ردّ نہیں کئے جائیں گے۔ وہ قبول کر لئے جائیں گے۔ اب یہ کتنا بڑا وعدہ ہے جو فَلَا يَخَافُ بَخْسًا میں انسان کو دیا گیا ہے۔

پھر فرمایا:

وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ِۨالْحُسْنٰى

(الکہف:89)

”یعنی جو ایمان لایا اور مناسب حال اعمال بجالایا اُسے بہترین جزاء دی جائے گی۔ کسی جگہ فرمایا عَشْرُ اَمْثَالِهَا دس گناہ زیادہ دی جائے گی۔ اس طرح پھر ظلم کا تو کوئی سوال ہی نہیں رہتا۔ رحمت ہی رحمت ہے۔ زیادہ سے زیادہ ہی ہے۔ انسان کا تھوڑا سا عمل ہوتا ہے اور اُسے بہت بڑی جزاء مل جاتی ہے۔“

(خطبات ناصر جلد سوم صفحہ 497-499)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 31 مارچ 2021ء)

﴿31﴾

رنگ انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے

چند روز قبل ٹی وی کے ایک پروگرام میں شاملین پروگرام کے لباس کے رنگوں پر تبصرہ ہو رہا تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے رنگوں کے حوالہ سے کہا کہ:۔

"رنگ انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے" جونہی یہ فقرہ میرے کانوں میں داخل ہوا۔ فوراً میرا ذہن سورہ البقرہ کی آیت 139 کی طرف ملتفت ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً

اللہ کا رنگ پکڑو اور رنگ میں اللہ سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے

(ترجمہ القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیر صغیر میں اس کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے:۔

"عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جہاں کسی کو کسی کام کی ترغیب دلانی ہو وہاں اس فعل کو جس میں ترغیب کے معنے پائے جاتے ہیں حذف کر دیا جاتا ہے اور صرف مفعول بہ بیان کر دیا جاتا ہے یہاں نَتَّبِعُ فعل محذوف ہے اور اصل فقرہ یوں ہے۔ نَتَّبِعُ صِبْغَةَ اللّٰهِ۔ یعنی ہم اللہ تعالیٰ کا دین اختیار کریں گے"

"اور تفسیر کبیر میں نَتَّبِعُ کی بجائے اِتَّبِعُوْا لکھا ہے اللہ کا دین اختیار کرو"

گویا ترجمہ یوں ہوا اللہ کا دین اختیار کرو اور دین سکھانے کے معاملہ میں اللہ سے کون بہتر ہو سکتا ہے۔ یعنی اللہ کی ملّت اور فطرت اختیار کرو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ ترجمہ فرماتے ہیں کہ الٰہی رنگ میں رنگین ہو جاؤ۔

(حقائق الفرقان صفحہ 251)

اللہ کا رنگ اختیار کرنے یا اس کے دین کو اپنانے سے ساری دنیا کے مسلمانوں بالخصوص احمدی مسلمانوں کا رنگ وہی ہو گا جو سب سے زیادہ سیّد نا و امامنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر چڑھا اور آپ کے توسط سے صحابہؓ اور پھر آج آنحضور ﷺ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آنحضور ﷺ کا رنگ ہم احمدیوں پر چڑھا اور خلافت کے ذریعہ ان پروانوں اور روحانی پرندوں پر یہ رنگ چوکھا چڑھتا چلا گیا اور تمام دنیا میں ایک ہی رنگ اور ایک ہی بولی والے پرندے پیدا ہوتے گئے اور آئندہ بھی ان شاء اللہ پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ جیسے ایاز محمود میں حضرت ام طاہرؓ کے متعلق حضرت حشمت اللہؓ نے لکھا کہ آپ میں دینی شغف بہت تھا۔ ارکان اسلام کی نہایت پابند تھیں اور خواہش رکھتی تھیں کہ دوسری مستورات بھی اس رنگ میں رنگین ہو جائیں۔

(ایاز محمود صفحہ 187)

جیسا کہ مادی پرندوں کی بولیاں تمام دنیا میں ایک جیسی ہوتی ہیں، گزشتہ سال مجھے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نمائندگی میں سیرالیون جلسہ سالانہ میں شمولیت کی توفیق ملی۔ Landing کے بعد ہم دونوں میاں بیوی کو لنگے ائیر پورٹ ہی کے قریب ایک مشن ہاؤس میں رات بسر کرنی پڑی۔ صبح سویرے کوئیل کی آواز سننے کو ملی۔ اس آواز سے ایسا سماں بندھ گیا جس نے پاکستان کی دیہاتی زندگی کی یادیں تازہ کر دیں۔ اور یہاں برطانیہ Farnham میں بھی صبح سویرے روزانہ ہی کوئیل کی حسین اور پُر کشش آواز سنائی دیتی ہے اور پاکستانی ماحول یاد آجاتا ہے۔ اسی طرح روحانی پرندے جہاں ہمرنگ ہوتے ہیں اُن کی بولیاں بھی مشترک ہوتی ہیں اور مزاج بھی خلافت کے پلیٹ فارم تلے سانجا ہو جاتا ہے۔

اللہ کا رنگ اپنانے کے متعلق ایک اداریہ خاکسار نے گزشتہ رمضان میں تحریر کیا تھا جو الفضل آن لائن کی زینت بن چکا ہے۔ جس میں خاکسار نے اللہ تعالیٰ کی جو تعلیمات قرآن و احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔ ان کو اپنا کر آنحضور

ﷺ کے اُسوہ کو ماڈل کے طور پر اپنا بنا کر الٰہی رنگ کو اپنے اوپر چڑھانے کی درخواست کی تھی۔ آج جو مضمون اس حوالہ سے ذہن میں گردش کر رہا تھا۔ وہ صفات باری تعالیٰ کو اپنے اندر حسب توفیق سمونے سے متعلق ہے۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ "رحیم" ہے اور دعاؤں کو سُن کر نرمی و رحم کا سلوک اپنے بندے سے کرتا ہے تو ایک مومن کو بھی اپنے درجے سے کم لوگوں کی اگر وہ التجا کریں تو مثبت جواب دینا چاہئے۔ مجھے یاد ہے کہ استادی المحترم سید میر محمود احمد ناصر ایک دفعہ مسجد مبارک میں درس الحدیث دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت "الاوّل" بھی ہے۔ اس لئے ہم میں ہر ایک کو یہ صفت اپنا کر نیکیوں میں ایک دوسرے پر اوّلیت اور فوقیت حاصل کرنی چاہئے۔

میں بیان کر رہا تھا کہ اس دفعہ صفات باری تعالیٰ سے اپنے آپ کو رنگین کرنے کی درخواست کروں تو یوم مصلح موعود کے حوالہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے اقتباسات پڑھتے صبغۃ اللہ کے متعلق بھی ایک اقتباس ملا۔ جس میں اللہ کی صفات کو لبادہ بنانے کی تلقین ملتی ہے۔

آپؓ فرماتے ہیں:۔

"صِبْغَةَ اللّٰهِ" کے ایک یہ بھی معنے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کا رنگ اختیار کرو۔ یعنی ہمیشہ صفات الٰہیہ کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ اور دیکھتے رہو کہ کیا تم صفات الٰہیہ کے مظہر بنے ہو یا نہیں بنے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسی غرض کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صفات الٰہیہ کا مظہر بنے اور اس کی قابلیت خود اس نے انسانی فطرت کے اندر ودیعت کر دی ہے۔ کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اس کی ربوبیت کا مظہر نہیں بن سکتا یا رحمانیت کا مظہر نہیں بن سکتا یا رحیمیت کا مظہر نہیں بن سکتا یا مالك یوم الدین کا مظہر نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں یہ تمام قابلیتیں رکھ دی ہیں اور اسی کی طرف رسول کریم ﷺ کی یہ حدیث بھی اشارہ کرتی ہے کہ خلق اللہ آدم علیٰ صورتہ (بخاری جلد 2 کتاب الاستیذان) یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی مادی شکل نہیں اور نہ اسلام اس کا قائل ہے پس اللہ تعالیٰ کی صورت پر آدم کو پیدا کرنے کا یہی مفہوم ہے کہ خدا تعالیٰ نے آدم میں صفات الٰہیہ کا مظہر بننے کی قابلیت رکھ دی اب کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں ان صفات کو اپنے وجود کے ذریعہ ظاہر نہیں کر سکتا جس طرح خدا تعالیٰ ستار ہے۔ اسی طرح وہ بھی ستار بن سکتا ہے، جس طرح خدا شکور ہے اسی طرح وہ بھی شکور بن سکتا ہے، جس طرح خدا وہّاب ہے اسی طرح وہ

بھی وہّاب بن سکتا ہے جس طرح خدا رزّاق ہے اسی طرح وہ بھی اپنے دائرہ میں رزّاق بن سکتا ہے۔ اور در حقیقت اسلامی نقطہ نگاہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب بھی وہی شخص حاصل کرتا ہے جو صفات الٰہیہ کا مظہر بن کر اللہ تعالیٰ سے مشارکت پیدا کرلیتا ہے۔ اور اُسی کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے۔ دیکھو! آک کا ٹڈا آک کے پتوں میں رہ کر ویسا ہی رنگ اختیار کرلیتا ہے۔ اور تیتری جن پھولوں میں اُڑتی پھرتی ہے اُن کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ کیا ہم ٹِڈوں اور تیتریوں سے بھی گئے گزرے ہیں اور ہمارا خدا نعوذ باللہ آک اور پھولوں سے بھی گیا گزرا ہے کہ ٹڈا اگر آک میں رہتا ہے تو اُن کا رنگ قبول کرلیتا ہے تیتریاں جن پھولوں میں رہتی ہیں اُن کا رنگ اخذ کر لیتی ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے بندے اس کے پاس جائیں اور وہ اُسکا رنگ قبول نہ کریں دراصل اپنے دل کی بد ظنی ہوتی ہے۔ جو انسان کو ناکام و نامراد رکھتی ہے رسولِ کریم ﷺ فرماتے ہیں:۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے اَنا عِنْدَ ظنّ عبدی بی۔ جیسا بندہ میرے متعلق گمان کرتا ہے ویسا ہی میں اس سے سلوک کرتا ہوں وہ لوگ جن کے دلوں میں اپنی عظمت کا احساس نہیں ہوتا یا خدا تعالیٰ کے متعلق یقین نہیں ہوتا ان کو کچھ نہیں ملتا لیکن جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں معزز بنایا ہے اور بڑی بڑی طاقتیں عطا کی ہیں اور وہ یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بڑا رحم کرنے والا ہے اور بڑے بڑے انعام دینے والا ہے وہ خالی نہیں رہتے بلکہ اپنے ظرف کے مطابق اپنا حصہ لے کر رہتے ہیں پس خدا تعالیٰ نے اس آیت میں توجہ دلائی ہے کہ تم دنیا میں سے کسی نہ کسی کا رنگ اختیار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور جب تم نے بہر حال کسی کا رنگ اختیار کرنا ہے تو ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ تم اپنے دوستوں کا رنگ اختیار نہ کرو۔ تم اپنے بیوی بچوں کا رنگ اختیار نہ کرو تم اپنے اساتذہ کا رنگ اختیار نہ کرو۔ تم اپنے ماحول کا رنگ اختیار نہ کرو۔ تم اپنی حکومت کا رنگ اختیار نہ کرو بلکہ تم خدائے واحد کا رنگ اختیار کرو۔ کیونکہ اُس نے تم کو پیدا کیا ہے اور اس سے تعلق ہی تمہاری نجات کا موجب ہو سکتا ہے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبغَۃ اور اللہ تعالیٰ سے بہتر اور خوبصورت رنگ تم پر اور کون چڑھا سکتا ہے اس رنگ کے بعد تم بہروپئے نہیں بنو گے بلکہ ایک حسین ترین وجود بن جاؤ گے جسے دیکھ کر دنیا کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی۔ اور وہ تمہیں اپنے مکالمات و مخاطبات سے مشرف کرے گا۔ تم پر اپنے غیب کے اسرار کھولے اور تمہیں اپنے غیر معمولی انعامات سے بہرہ ور فرمائے گا"

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 217-218)

پھر آپؓ فرماتے ہیں:۔

’’غرض صبغۃ اللہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے اور اس کے رنگ میں رنگین ہونے کی نصیحت کی گئی ہے جو انسانی پیدائش کا حقیقی مقصد ہے اور جس پر بنی نوع انسان کی نجات اور اللہ تعالیٰ کا قرب منحصر ہے‘‘

(تفسیر کبیر جلد2 صفحہ 219)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے ترجمۃ القرآن کے نیچے Foot note میں تحریر فرمایا ہے:۔

’’نصاریٰ کا اصطباغ کس کام کا۔ الٰہی رنگ سے ہم رنگین ہیں‘‘

اپنے گزشتہ اداریہ (جس کا ذکر خاکسار اُوپر کر آیا ہے) کے مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے خاکسار اپنے قارئین سے عرض کرنا چاہے گا کہ اللہ کی صفات کو اپنے اندر اُس وقت تک نہیں اُتارا جاسکتا جب تک قرآنی تعلیم کو نہ اپنایا جائے آنحضور ﷺ کی سیرت کے بارے میں کسی نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا:۔ کَانَ خُلُقُهُ القرآن کہ آپؐ کے اخلاق اور آپ کی زندگی مجسم قرآن تھی۔

آنحضور ﷺ فرماتے ہیں:۔

اپنی آنکھوں سے بھی عبادت میں حصہ لیا کرو۔ صحابہ نے پوچھا یہ کیسے ہو؟

فرمایا آنکھوں سے قرآن کو دیکھنا، اس پر غور و فکر کرنا اور اس کے عجائبات کو سمجھنا۔

(البیہقی حدیث نمبر2222)

میرا ایک دفعہ کچھ احمدی دوستوں کے ساتھ انارکلی لاہور سے گزر ہوا وہاں ایک ٹیلر کی دکان کے باہر لکھا تھا:۔

God makes men and we make them Gentlemen.

میرے ساتھی اس فقرہ سے محظوظ تو ہوئے۔ لیکن میں نے اُن سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس فقرہ سے شرک کی بو آتی ہے ہمیں اسے یوں پڑھنا چاہئے۔

God makes men and Quran makes them Gentlemen.

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآنی تعلیمات سے آشکار کرتا رہے اور ہماری نسلیں اس سے رہنمائی لے کر مقربین الی اللہ میں شمار ہوں۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 اپریل 2021ء)

﴿32﴾

قرآن روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لئے شفا کا موجب ہے

قسط اوّل

آج کا میرا یہ آرٹیکل دو حصوں پر مشتمل ہے۔ اس کی ضرورت اس لئے بھی محسوس ہوئی کہ کچھ دیر میں رمضان کی آمد ہے اور قرآن کریم کا رمضان سے بہت گہرا تعلق ہے۔ قرآن رمضان میں نازل ہونا شروع ہوا۔ رمضان کے بارے میں قرآن نازل ہوا۔ ہر سال حضرت جبرائیل علیہ السلام دنیا کی سب سے پیاری ہستی سیدنا و امامنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر نازل شدہ قرآن کی تلاوت فرماتے اور فرمایا کہ رمضان میں پڑھا ہوا قرآن کریم ایک مومن کی آخری روز شفاعت کریگا۔

لہذا رمضان اور قرآن کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے۔ آج میں ایک اور نہج سے ان دونوں کا تعلق ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بات مسلّم ہے کہ رمضان المبارک روحانی اور بعض جسمانی بیماریوں کا علاج ہے اور قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ (یونس:58) کہ تمام قلبی، جسمانی، روحانی اور نفسیاتی بیماریوں کے لئے شفاء یعنی علاج قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ دو مزید مقامات یعنی شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (بنی اسرائیل:83) اور هُدًى وَّشِفَآءٌ (حٰمٓ السّجدہ:45) پر بھی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے قرآن کریم کو شفاء قرار دیا ہے۔ یعنی شرک، کفر، نفاق، حسد، کینہ، بغض، ریاء، عداوت، سحر، جادو اور دیگر اعمال سیئہ سے نجات قرآن کے ذریعہ سے ملتی ہے۔

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ نے قرآن کے شفاء ہونے سے کفر کی بیماری کا دُور ہونا نیز جسمانی بیماریوں سے شفاء بھی مراد لی ہے۔

(تفسیر کبیر الرازی جلد اول صفحہ 281)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ (یونس:58) کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ:

"یہ کتاب شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ہے جو بیماریاں سینہ و دل سے تعلق رکھتی ہیں اس کتاب میں ان تمام بیماریوں کا علاج پایا جاتا ہے اور جو نسخے یہ کتاب تجویز کرتی ہے ان کے استعمال سے دل اور سینہ کی ہر روحانی بیماری دُور ہو جاتی ہے۔"

(انوار القرآن جلد 2 صفحہ 272)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"(قرآن کریم)..... کیسی عظیم کتاب ہے کہ جس کی نظر سے کوئی باریک سے باریک روحانی بیماری بھی چھپی ہوئی نہیں اور پھر ان کا علاج بتاتی ہے اور اس کا علاج صرف اور صرف ایک ہی ہے کہ خدا سے تعلق پیدا کرو..... اللہ سے تعلق ہے جو دراصل آپ کا علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پیار اور ایسا ذاتی اور قطعی تعلق پیدا کیا جائے کہ جس کے مقابل پر دنیا بالکل حقیر اور بے معنی اور بے حقیقت نظر آنے لگے۔"

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 501)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے بچپن میں 5 ستمبر 1898ء کو اپنے پیارے ابا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہانی سنانے کی فرمائش کی تو آپؑ نے جو پیاری کہانی سنائی وہ خلاصۃً پیش ہے۔

ایک بزرگ کا ایک سفر کے دوران ایسے جنگل سے گزر ہوا جہاں ایک چور رہتا تھا اور ہر آنے جانے والے مسافر کو لوٹ لیتا تھا۔ اپنی عادت کے موافق اس بزرگ کو بھی لوٹنے لگا۔ اس بزرگ نے سورۃ الذاریات کی آیت 23-24 پڑھ کر اس چور کو فرمایا۔ تمہارا رزق آسمان پر موجود ہے، تم خدا پر بھروسہ کرو، تقویٰ اختیار کرو، چوری چھوڑ دو، خدا خود تمہاری ضروریات پوری کرے گا۔ بزرگ کی اس درخواست کا چور کے دل پر بہت اثر ہوا۔ اس نے چوری چکاری چھوڑ دی۔ یہاں تک کہ سونے چاندی کے برتنوں میں عمدہ عمدہ کھانے ملنے لگے۔ اتفاق سے اسی بزرگ کا اُدھر سے ایک بار پھر گزر ہوا۔ چور اب نیک اور متقی بن چکا تھا۔ اس نے ساری کیفیت بزرگ سے بیان کر کے قرآنی آیت پوچھی کہ وہ کون سی آیت تھی۔ جب بزرگ نے درج ذیل آیات دوبارہ پڑھیں کہ وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ۔ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ (الذاریات:23-24) ان پاک الفاظ کا

اس پر ایسا اثر ہوا کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اس کے دل میں بیٹھ گئی اور تڑپ کر اس نے اپنی جان دے دی۔

(حیات احمد جلد اول حصہ دوم صفحہ 292)

ہمارے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالیٰ بارہا اپنے خطبات میں رات کو سونے سے قبل سورۃ فاتحہ، آیت الکرسی اور دیگر کئی آیات پڑھ کر جسم پر پھونکنے کی تلقین فرما چکے ہیں اور یہ سنت رسول بھی ہے اور یہ بہر حال شفاء کا موجب بھی ہیں۔

اس مضمون کے حوالہ سے ایک جگہ فرماتے ہیں:

"روحانی اور جسمانی ہر قسم کے امراض کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے ..... آنحضرت ﷺ نے جو یہ تلقین فرمائی ہے کہ جو یہ آیات پڑھے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا تو آیات صرف پڑھنا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے مضمون پر غور کرتے ہوئے ان باتوں کو اپنانے کی ضرورت ہے..... اگر یہ باتیں ہوں گی تو پھر انسان خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کی حفاظت میں رہے گا۔"

(خطبہ جمعہ 2 فروری 2018ء، الفضل انٹرنیشنل 23 فروری 2018ء تا 01 مارچ 2018ء صفحہ 6-8)

اسی لئے آنحضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت رحمت باری تعالیٰ کا ذکر ہو تو وہ طلب کرنی چاہیے اور جب عذاب الٰہی کے ذکر سے گزریں تو اس سے پناہ مانگنے کی دُعا کریں۔ استغفار کریں۔ اس حوالہ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر نیکیوں کا ذکر ہو، اخلاق حسنہ کا ذکر ہو تو اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے دُعا کرنی چاہیے اور اخلاق سیئہ اور بُرے اعمال کا ذکر ہو تو ان بدیوں اور بُرائیوں سے دور رہنے کی دعائیں کرنی چاہئیں۔ تبھی یہ قرآن ایک مومن کے لئے شفاء ثابت ہو سکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ معوذتین اور آیت الکرسی پڑھ کر پھونکنے کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

رسول کریم ﷺ کا قاعدہ تھا کہ آپ جس وقت بستر پر تشریف لے جاتے تھے تو سورہ الاخلاص اور سورہ الفلق اور سورہ الناس کو پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر پھونکتے اور جسم پر جہاں جہاں تک ہاتھ جاسکتا تھا ہاتھ پھیر لیتے اور ایسا ہی تین

دفعہ کرتے اور اس کے ساتھ اور بھی بعض دعائیں ملاتے تھے اور آیت الکرسی بھی پڑھتے تھے۔ یہ اس شخص کا دستور العمل تھا جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اور جس کے لئے خدا کی حفاظت ہر طرف سے قائم تھی۔ اس سے خیال کر سکتے ہو کہ اور لوگوں کے لئے ایسا کرنا کس قدر ضروری ہے۔ جو لوگ یہ دعا نہیں پڑھتے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ان کو اس کی ضرورت نہیں ہے ضرورت ہے مگر وہ لوگ اس سے واقف نہیں۔ اگر جانتے تو ضرور پڑھتے لیکن میں آپ لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ قرآن کریم نے ہمیں مصائب و آفات سے بچنے کا یہ گر بتا دیا ہے اور اس سورۃ میں تمام جسمانی آفتوں کا ذکر ہے اور ان سے محفوظ رہنے کا طریق بتایا گیا ہے۔ روحانی آفات اور اس سے بچنے کا ذکر اگلی سورہ میں ہے۔... میں نے جو آج یہ سورہ پڑھی ہے اس کی خاص غرض ہے اور وہ یہ کہ جیسا کہ مختلف اخبارات سے معلوم ہو رہا ہے پچھلے دنوں میں جو مرض پھیلا تھا وہ آج کل پھر بعض مقامات پر پھوٹ رہا ہے اور یورپ میں تو اس دفعہ قیامت کا نمونہ بنا ہوا ہے۔

(خطبات محمود جلد 6 صفحہ 182)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے۔ آپ نے اپنی اس بیماری اور سورہ یٰسین و دیگر مسنون دعائیں پڑھنے سے شفا پانے کا ذکر اپنی کتاب "تریاق القلوب" میں یوں فرمایا ہے۔

"ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہوا یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقہ پر مجھے تین مرتبہ سورہ یٰسین سنائی۔ جب تیسری مرتبہ سورہ یٰسین سنائی گئی تو میں دیکھتا تھا کہ بعض عزیز میرے جواب وہ دنیا سے گزر بھی گئے دیواروں کے پیچھے بے اختیار روتے تھے۔ اور مجھے ایک قسم کا سخت قولنج تھا۔ اور بار بار دمبدم حاجت ہو کر خون آتا تھا۔ سولہ دن برابر ایسی حالت رہی۔ اور اسی بیماری میں میرے ساتھ ایک اور شخص بیمار ہوا تھا وہ آٹھویں دن راہی ملک بقا ہو گیا۔ حالانکہ اُس کے مرض کی شدت ایسی نہ تھی جیسی میری۔ جب بیماری کو سولھواں دن چڑھا تو اُس دن بکلی حالاتِ یاس ظاہر ہو کر تیسری مرتبہ مجھے سورہ یٰسین سنائی گئی۔ اور تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آج شام تک یہ قبر میں ہو گا۔ تب ایسا ہوا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں۔ مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اور میرے دل میں خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو ہاتھ ڈال اور یہ کلمات طیبہ پڑھ اور اپنے سینہ اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیر کہ اِس سے تو شفا پائے گا۔ چنانچہ

جلدی سے دریا کا پانی مع ریت منگوایا گیا اور میں نے اسی طرح عمل کرنا شروع کیا جیسا کہ مجھے تعلیم دی تھی اور اس وقت حالت یہ تھی کہ میرے ایک ایک بال سے آگ نکلتی تھی اور تمام بدن میں دردناک جلن تھی اور بے اختیار طبیعت اس بات کی طرف مائل تھی کہ اگر موت بھی ہو تو بہتر تا اس حالت سے نجات ہو۔ مگر جب وہ عمل شروع کیا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر ایک دفعہ ان کلمات طیبہ کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے میں محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے بجائے اس کے ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ ابھی اس پیالہ کا پانی ختم نہ ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ بیماری بکلی مجھے چھوڑ گئی۔ اور میں سولہ دن کے بعد رات کو تندرستی کے خواب سے سویا۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 208-209)

پس ہم پر لازم ہے کہ ہم قرآن کریم کی تلاوت اپنی مادی، روحانی اور نفسیاتی بیماریوں کے علاج کے طور پر کریں۔ اس پر غور و فکر کریں۔ تدبر کریں۔ اس میں حقائق و معارف تلاش کریں۔ تب یہ قرآن ہماری بیماریوں کے لئے تیر بہدف کام کرے گا۔ چند سال قبل ایک امریکن یونیورسٹی نے قرآن کریم کی تلاوت کے حوالہ سے یوں جائزہ لیا کہ عربی نہ جاننے والوں کو قرآن کریم کی چند آیات سنائی گئیں اور ان افراد کے ذہن پر پڑنے والے اثرات کا جائزہ مشینوں کے ذریعہ لیا گیا۔ تو یہ حیران کن نتائج بھی سامنے آئے کہ یہ لوگ عربی زبان سے ناواقف ہیں۔ نہ انہوں نے کبھی قرآن سنا اور یہ مختلف ذہنی دباؤ اور ڈپریشن کا شکار تھے۔ بعض کی دماغی حالت ٹھیک نہ تھی لیکن قرآن کریم کی تلاوت سننے کے بعد ان کا ذہنی تناؤ ختم ہوا اور دماغ میں تازگی آگئی۔

(روزنامہ قدرت اسلام آباد 7 مئی 2017ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"یہ کتاب دلی شبہات کے لئے شفا ہے"

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 93)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 اپریل 2021ء)

﴿33﴾

قرآن روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لئے شفا کا موجب ہے

قسط دوم

آج مجھے "قرآن" روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لئے شفا کا موجب ہے" کا دوسرا حصہ پیش کرنا ہے۔ اس حصہ میں ان سینکڑوں آیات اور بعض سورتوں کے حوالہ سے بتلانا ہے جن میں مختلف روحانی، نفسیاتی اور جسمانی بیماریوں کا علاج مضمر ہے۔ اگر تمام آیات اور ایسی سورتوں کے اثرات و تاثرات کو جمع کیا جائے تو یہ ایک طویل آرٹیکل بلکہ کتاب کی صورت بن جائے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم شفاء دینے والی دو چیزوں یعنی شہد اور قرآن کو لازم پکڑو۔

(سنن ابن ماجہ حدیث 3452)

سب سے پہلے تو تعوّذ یعنی أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم کا ذکر کریں تو اِسے غصّہ کی دوری کا علاج قرار دیا گیا ہے۔ بُرے خواب کے شر سے بچنے کے لئے أَعُوْذُ پڑھنا بھی سنت ہے۔

(مسلم)

جہاں تک بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا تعلق ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جو اہم کام بِسْمِ اللّٰہِ کے بغیر شروع کیا جائے تو وہ بے برکت ہوتا ہے۔

(کنز العمال جلد 1 صفحہ 555)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں آپؐ بِسْمِ اللّٰہِ کی تلاوت کرتے کرتے رو پڑے۔ حتی کہ روتے روتے گر پڑے۔ ایسا 20 دفعہ ہوا پھر مجھے فرمانے لگے کہ وہ شخص کتنا نامراد ہے جس پر رحمٰن اور رحیم خدا بھی رحم نہ کرے۔

(الوفاء لابن الجوزی جلد 1 صفحہ 373)

نیز شیطانی خیالات اور وساوس سے بچنے کے لئے بھی بِسْمِ اللّٰہِ پڑھی جاتی ہے۔

(ابو داؤد)

سورۃ الفاتحہ

تمام بیماریوں میں سورۃ فاتحہ کا دم کرنے کی ہدایت ملتی ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا سورۃ فاتحہ پڑھ کر جو چیز اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے وہ اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔ (مسلم) اسی طرح بیان ہوا ہے کہ زہریلے جانوروں کے کاٹنے کی صورت میں فاتحہ پڑھ کر دم کرنا چاہیے۔ شفا عطا ہوتی ہے۔ (بخاری) ابو داؤد کی ایک روایت کے مطابق جنون اور مرگی کی بیماری میں صبح شام تین تین بار سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
”فاتحہ میں تمام قرآن شریف کی طرح روحانی مرضوں کی شفا رکھی ہے۔“

نیز فرمایا:
”فاتحہ میں.....وہ علاج موجود ہے جو اس کے غیر میں ہرگز نہیں پایا جاتا۔“

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 406)

پھر فرمایا:

”فاتحہ میں یہ خواص ہیں کہ وہ بڑی بڑی امراض روحانی کے علاج پر مشتمل ہے..... سالک کے دل کو اس کے پڑھنے سے یقینی قوت بڑھتی ہے اور شک اور شبہ اور ضلالت کی بیماری سے شفا حاصل ہوتی ہے۔“

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 399)

الغرض سورہ فاتحہ قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔ یہ ایک بہترین جامع کامل دعا ہے جسے ہر بیماری سے شفا اور دم کرنے والی سورت کہا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن جابرؓ سے روایت ہے کہ سورۃ فاتحہ میں ہر چیز کی شفا ہے سوائے موت کے۔

(شعب الایمان جلد 2 صفحہ 449)

آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ کچھ صحابہ کو ایک سفر پر روانہ فرمایا۔ جہاں اس گروہ نے پڑاؤ کیا۔ وہاں سانپ نے اس قبیلہ کے سردار کو کاٹ لیا جس کی وجہ سے اس کی طبیعت خراب ہونے لگی۔ اس قبیلہ کے لوگ صحابہ کے اس گروہ کے پاس علاج کی غرض سے آئے۔ چنانچہ ان میں سے ایک صحابی نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس سردار پر پھونکی جس کے نتیجہ میں اُسے صحت عطا ہوئی۔ جب آنحضور ﷺ کو اس کا علم ہوا آپؐ بہت خوش ہوئے۔

(بخاری کتاب الاجارہ باب ما یُعطی فی الرقیہ حدیث 2276)

سورۃ فاتحہ کو سورۃ الرقیہ یعنی شفا کا نام دیا گیا ہے۔

ضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”سورۃ فاتحہ شفا ہے کہ اس میں تمام ان وساوس کا رد ہے جو انسان کے دل میں دین کے بارہ میں پیدا ہوتے ہیں اور وہ رُقیّہ ہے کہ علاوہ دم کے طور پر استعمال ہونے کے اس کی تلاوت شیطان اور اس کی ذریت کے حملوں سے انسان کو بچاتی ہے اور دل میں ایسی قوت پیدا کرتی ہے کہ شیطان کے حملے بے ضرر ہو جاتے ہیں۔“

(تفسیر کبیر جلد 1 صفحہ 4)

سورۃ البقرہ

اس سورۃ کی پہلی اور آخری آیات بھی شفا کا کام کرتی ہیں۔ سورۃ فاتحہ اور سورۃ البقرہ کی آخری آیات کو دو نور قرار دیا گیا ہے۔

(بخاری کتاب صلوۃ المسافرین، باب فضل الفاتحہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات جو اللہ تعالیٰ کو بہت پیاری ہیں وہ تسکین اور شفا دیتی ہیں۔

(الاتقان فی علوم القرآن جلد 2 صفحہ 436)

پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا

"اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ جس گھر میں البقرہ پڑھی جاتی ہے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔"

(ترمذی، ابواب فضائل الفرقان ماجاء فی فضل سورۃ البقرہ حدیث 2877)

آیت الکرسی

یہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 256 ہے اور اس کو پڑھنے سے بندہ ہر شر اور مرض سے محفوظ رہتا ہے۔ نیز شیطانی خیالات اور وساوس سے بچنے کے لئے یہ آیت پڑھی جاتی ہے۔

حدیث میں ہے کہ آیت الکرسی قرآن کی سردار ہے۔ جس گھر میں یہ پڑھی جائے اس سے شیطان نکل بھاگتا ہے۔

(بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورۃ البقرہ)

بخاری کی ایک اور روایت کے مطابق رات بستر پر جانے سے قبل آیت الکرسی پڑھنے سے صبح تک شیطان پاس نہیں آتا۔

آیت الکرسی اور البقرہ کی آخری دو آیات ایسا انسان جو کسی مصیبت میں مبتلا ہو پڑھے تو اس کی مصیبت سے نجات ملتی ہے۔

(عمل الیوم واللیلۃ جلد 2 صفحہ 154)

آیت الکرسی کے ساتھ قرآن کریم کی بعض دیگر آیات ملا کر پڑھنے کا ذکر احادیث میں ملتا ہے، جیسے سورۃ المومن کی ابتدائی چار آیات هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْر تک آیت الکرسی کے ساتھ ملا کر اگر صبح پڑھی جائیں تو شام تک اور اگر شام کو پڑھی جائے تو صبح تک شیطانی حملوں سے حفاظت کی جاتی ہے۔

(ترمذی، ابواب فضائل القرآن ماجاء فی فضل سورۃ البقرہ و آیۃ الکرسی حدیث 2879)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس حوالہ سے فرماتے ہیں:

"روحانی اور جسمانی ہر قسم کے امراض کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے ..... آنحضرت ﷺ نے جو یہ تلقین فرمائی ہے کہ جو یہ آیات پڑھے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا تو آیات صرف پڑھنا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے مضمون پر غور کرتے ہوئے ان باتوں کو اپنانے کی ضرورت ہے..... اگر یہ باتیں ہوں گی تو پھر انسان خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کی حفاظت میں رہے گا۔"

(خطبہ جمعہ 2 فروری 2018ء، الفضل انٹرنیشنل 23 فروری 2018ء صفحہ 6-8)

معوذتین یا تینوں قُل

مختلف روایات میں ان **قُل** کے فضائل اور تاثیرات بیان ہوئی ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ صبح و شام تین تین مرتبہ تینوں قُل یعنی آخری تین سورتیں پڑھ کر اپنے اوپر پھونک مارنی چاہیے۔ تا شیطانی وساوس سے بچا جا سکے۔ بلکہ ابو داؤد نے آنحضور ﷺ کا یہ ارشاد بھی نوٹ کیا ہے کہ پناہ مانگنے کی دعاؤں میں سے سب سے بہترین دُعا معوذتین ہیں۔ عیادت کرتے وقت بالخصوص مرض الموت یعنی جان کنی کے وقت مریض پر معوذتین (الفلق، الناس) پڑھنی چاہیے۔ حضرت عائشہؓ آنحضور ﷺ پر مرض الموت کے وقت معوذتین پڑھ کر آپؐ پر دم کرتی رہیں (بخاری

کتاب الطب باب فی المرأۃ ترقی الرجل حدیث ۵۷۵۱) نظر بد سے بچنے کے لئے معوذتین پڑھ کر دم کرنا بھی سنت نبوی ہے۔ (ترمذی)

یہ سورتیں پریشانی، تشویش، تنگی و قلق اور ذہنی ونفسیاتی دباؤ کو بھی دور کرتی ہیں۔

قرآن کی تلاوت کی تاثیر سے قبول اسلام

طفیل بن عمرو الدوسی ایک مشہور شاعر تھا۔ ایک دفعہ یہ مکہ گیا تو کفار نے اس کو آنحضور ﷺ کے قریب جانے اور آپؐ کی رفاقت سے دُور رہنے کے لئے بہت سبق پڑھائے حتی کہ یہ جب خانہ کعبہ میں رکھے 360 بتوں کی پرستش کے لئے گیا تو اس نے اپنے دونوں کانوں میں روئی ٹھونس لی تا آنحضور ﷺ کی کوئی آواز اس کے کانوں میں داخل نہ ہو مگر جب اس نے آنحضور ﷺ کو خانہ کعبہ کے قریب ہی کھڑے نماز پڑھنے میں مشغول پایا۔ طفیل الدوسی عبادت کا یہ طریق دیکھ کر فرط مسرت سے جھوم اُٹھا اور غیر ارادی طور پر آنحضور ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ نماز کے بعد آپؐ کے پیچھے ہولیا۔ گھر میں جاکر آنحضور ﷺ نے سورۃ اخلاص اور الفلق اور ایک روایت کے مطابق الناس بھی تلاوت فرمائی۔ جس کا طفیل الدوسی کی طبیعت پر بہت اثر ہوا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ گویا شرک کا علاج ان سورتوں سے ہوا۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول صفحہ 382-384)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دل پر قرآنی آیات ہی نے جادو کا سا اثر کیا تھا اور ان کا دل ایسی آیات کو سن کر پسیجا تھا جو اللہ تعالیٰ کی کبریت، جبروت، توحید اور تسبیح و تحمید پر مشتمل تھیں۔ جب کہ انہوں نے یہ آیات اپنی بہن فاطمہ کے منہ سے سنی تھیں اور بلند آواز سے بول اُٹھے تھے۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

(ابن ہشام جلد اول صفحہ 343-344)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی یہی آتا ہے کہ آپؓ نے آنحضرت ﷺ سے سورۃ الذاریات کی کبریت والی آیات سُن کر قبول اسلام کی سعادت پائی تھی۔

(الاستیعاب جلد 1 صفحہ 573)

شاہ حبشہ نجاشی بھی حضرت رسول پاک ﷺ کے چچازاد حضرت جعفر طیّار کی زبانی سورۃ مریم اور بعض روایات میں سورۃ طٰہٰ کی پہلی 10 آیات کی تلاوت سُن کر مسلمان ہوا۔

(تاریخ الخمیس جلد 2 صفحہ 31 اور تفسیر الکشاف جز 6 صفحہ 305)

قرآن سُن کر شرک سے شفا پاکر اسلام قبول کرنے کے واقعات تاریخ اسلام میں بے شمار ہیں۔ مگر مضمون تمام واقعات کی تفصیل کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ تاہم چند ایک مزید جیسے مشہور شاعر قیس بن الخطیم انصاری (الاصابہ جلد 5 صفحہ 557) اسعد بن زرارہ (سیرت ابن ہشام جلد 1 صفحہ 435) شاعر قیس بن عاصم (تفسیر قرطبی جلد 17 صفحہ 151) جبیر بن مطعم (مسند احمد جلد 4 صفحہ 83) یہودی طبیب ابو الخیر اور جنوں کا گروہ سورۃ رحمٰن کی تلاوت سُن کر مسلمان ہوا۔

(ترمذی کتاب التفسیر)

صحابہ کرامؓ پر قرآن سُن کر خشیت اور رقت طاری ہونا

جیہاں کفار کے شرک کا علاج قرآن کریم سُن کر ہوا اور وہ مسلمان ہوئے وہاں صحابہ رسولؐ پر قرآن کریم کی تلاوت سے خشیت، رقت اور خوف الٰہی طاری ہوتا رہا جو جسمانی اور روحانی بیماریوں کی دُوری کا موجب بنا۔ صحابہ میں سے آغاز حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کرتے ہیں۔ آپؓ کی تلاوت میں ایک درد تھا، سوز تھا۔ نہایت خوش الحانی سے تلاوت کرتے تو آپؓ کی پُر تاثیر تلاوت کو سن کر بعض لوگ فریفتہ ہو جاتے اور آپ کے پاس کھڑے ہو کر تلاوت سنتے۔ قریش نے ابن الدغنہ جس نے آپ کو پناہ دے رکھی تھی سے شکایت کی۔ مگر حضرت ابو بکرؓ نے پناہ واپس کر دینے کو ترجیح دی بہ نسبت تلاوت قرآن کو چھوڑ دینے کے۔ آپؓ کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوتیں اور چہرے پر نور ہوتا۔

مشہور شاعر لبید نے شعر کہنے چھوڑ دیئے قرآن کریم کی سورۃ البقرہ کی آیت نمبر2 سُن کر اور اللہ کے ہو کر رہ گئے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب سورۃ البقرہ کی آیت285 لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ نازل ہوئی توصحابہ کرامؓ پر شدید غم کی حالت طاری ہو گئی تھی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد5 صفحہ 194)

جب آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ (الحجرات:3) نازل ہوئی تو حضرت ثابت بن قیسؓ گھر بیٹھ گئے کہ مبادا میرے بولنے سے (آپ بلند آواز تھے) میرے عمل ہی ضائع نہ ہو جائیں۔

(مسلم، کتاب الایمان)

خواجہ فضیل بن عیاض ڈاکو تھے بلکہ ڈاکوؤں کے سرغنہ تھے۔ آپ سورۃ الحدید کی آیت17 ایک قافلے کی زبانی سُن کر مسلمان ہوئے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس آیت سے دل میں سخت چوٹ لگی۔ جسم پر لرزا طاری ہوا۔ توبہ کی اور مکہ ہجرت کر کے اولیائے کبار میں شامل ہوئے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد:29) آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم پڑھنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی سکینت نازل ہوتی ہے۔ لہذا تلاوت قرآن کرنے اور سننے سے ذہنی تناؤ کم ہوتا اور دل کی تمام بیماریوں کے لئے صحت مند علاج ہے لکھا ہے کہ یہ آیت دلوں کی شفا والے مضمون کی بھی تصدیق کرتی ہے۔ نفسیاتی امراض کا علاج بھی قرآن کریم میں ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب دلی شبہات کے لئے شفا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 93)

وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ

(الشعراء:131)

اس کا ترجمہ ہے کہ جب تم کسی کو پکڑتے ہو تو ظالموں کی طرح پکڑتے یعنی مضبوط اور زبردست بنتے ہوئے پکڑتے ہو۔

اس آیت کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سرمہ چشم آریہ میں بحث فرمائی ہے اور قرآن کریم کی بعض آیات اور وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ کے پڑھنے سے لوگوں کے بچھوؤں اور زنبور کی نیش زنی سے محفوظ رہنے کے واقعات کا ذکر فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ڈاکٹر برنی آر نے اپنے سفر نامہ کشمیر میں پیر پنجال کی چڑھائی کی تقریب کے بیان پر بطور ایک عجیب حکایت کے لکھا ہے جو ترجمہ کتاب مذکور کے صفحہ 80 میں درج ہے کہ ایک جگہ پتھروں کے ہلانے جلانے سے ہم کو ایک بڑا سیاہ بچھو نظر پڑا جس کو ایک نوجوان مغل نے جو میری جان پہچان والوں میں سے تھا اٹھا کر اپنی مٹھی میں دبالیا اور پھر میرے نوکر کے اور میرے ہاتھ میں دے دیا مگر اس نے ہم میں سے کسی کو بھی نہ کاٹا۔ اس نوجوان سوار نے اس کا باعث یہ بیان کیا کہ میں نے اس پر قرآن کی ایک آیت پڑھ کر پھونک دی ہے اور اسی عمل سے اکثر بچھوؤں کو پکڑ لیتا ہوں۔"

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 100)

اس کے بعد حضور علیہ السلام خود اپنی نسبت فرماتے ہیں:

"راقم اس رسالہ نے ایک درویش کو دیکھا کہ وہ سخت گرمی کے موسم میں یہ آیت قرآنی پڑھ کر وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ زنبور کو پکڑ لیتا تھا اور اس کی نیش زنی سے بکلّی محفوظ رہتا تھا۔ اور خود اس راقم کے تجربہ میں بعض تاثیرات عجیبہ آیت قرآنی کی آچکی ہیں جن سے عجائبات قدرت حضرت باری جل شانہٗ معلوم ہوتے ہیں۔"
(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 100)

مجھے یاد ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے مسجد اقصیٰ میں غالباً خطبہ جمعہ یا تقریر میں اس آیت کے حوالہ سے بتایا تھا کہ یہ آیت پڑھ لینے سے بھونڈ (بھڑ) کا ڈنگ اثر نہیں رکھتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا تحریر اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی بات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:
"اب جو واقعہ ہے اس کو ہم نے خود بچپن میں تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خاص طور پر مجھے یہ ترکیب بتائی تھی کہ اگر یہ آیت وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ پڑھ کر بھونڈ جن کے اندر ابھی ڈنک ہوتا ہے ان کو پکڑ لیا جائے تو وہ کاٹتے نہیں ہیں۔ اور میں نے بارہا ایسا کیا ہے۔ ایک دفعہ نہیں بہت مرتبہ۔ کس طرح ان بھونڈوں کو پکڑا اور انہوں نے کاٹا نہیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے کرشمے ہیں۔ یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے بالکل اسی طرح حقیقت ہے۔"

(خطبہ جمعہ بارہ اپریل 2002ء)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ (البقرہ:157)۔ کچھ کھو جانے پر نعم البدل کے حصول کے لئے یہ آیت پڑھی جاتی ہے اور یہ بات تجربہ میں آئی ہے کہ گمشدہ چیز پر اگر صدق دل سے یہ آیت پڑھی جائے تو وہ گمشدہ چیز مل جاتی ہے یا اس کا نعم البدل مل جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے تو جوتی کا تسمہ ٹوٹ جانے یا گم ہو جانے پر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

(کنز العمال جلد 3 صفحہ 751)

جلدی اور پرانے امراض کے لئے حضرت ایوبؑ کی دُعا اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (الانبیاء:84) پڑھی جاتی ہے۔

بانجھ پن یا تولیدی امراض کے لئے حضرت زکریاؑ کی دُعا رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ (الانبیاء:90) پڑھی جاتی ہے۔

افسردگی، خوف، ناامیدی میں حضرت یونسؑ کی دُعا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (الانبیاء:88) پڑھی جاتی ہے۔

سورۃ الانعام اور شفا

حدیث ہے کہ آنحضور ﷺ نے ایک بیمار پر ساری رات سورۃ الانعام کی تلاوت کی تو صبح تک اسے شفا ہو گئی۔

(الاتقان جلد 2 صفحہ 436)

سورۃ الکہف کی پہلی اور آخری آیات کی روزانہ تلاوت فتنہ دجال سے انسان کو محفوظ رکھتی ہیں۔

(ترمذی، ابواب فضائل القرآن ماجاء فی فضل سورۃ الکہف حدیث 2886)

سورۃ یٰسین اگر مرنے والے کے قریب پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر جان کنی آسان کر دیتا ہے۔

(سبل السلام، کتاب الجنائز)

الاتقان فی علوم القرآن میں لکھا ہے کہ حضرت سعید بن جبیرؓ نے ایک دفعہ یہ سورۃ ایک مریض پر پڑھی وہ شفا پا گیا۔

پس یہ وہ قرآن کریم کی تاثیرات اور شفائیں یعنی علاج ہیں۔ جن کی ایک جھلک اوپر پیش کی گئی ہے اور ان کو مد نظر رکھ کر رمضان میں قرآن کریم کی تلاوت کی جائے اور جہاں شفا اور علاج کا مقام آئے وہاں اللہ تعالیٰ سے اس شفا کے لئے دعائیں کرے اور اس نیکی کو اپنانے یا بدی کو ترک کرنے کا پختہ عہد بھی کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدائے قادر مطلق حیّ قیوم کے پاک کلام کی زبردست اور عجیب تاثیریں تھیں کہ جو ایک گروہ کثیر کو ہزاروں ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں بلاشبہ یہ قرآنی تاثیریں خارق عادت ہیں کیونکہ کوئی دنیا میں بطور نظیر نہیں بتلا سکتا کہ کبھی کسی کتاب نے ایسی تاثیر کی۔"

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 77-78 حاشیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"عرب جاہل تھے۔ خدا سے دور تھے۔ محکوم نہ تھے تو حاکم بھی نہ تھے؟ مگر جب انہوں نے قرآن کریم کا شفا بخش نسخہ استعمال کیا تو وہی جاہل دنیا کے استاد اور معلم بنے وہی وحشی متمدن دنیا کے پیش رو اور تہذیب و شائستگی کے چشمے کہلائے۔ وہ خدا سے دُور کہلانے والے خدا پرست اور خدا میں ہو کر دنیا پر ظاہر ہوئے۔ وہ جو حکومت کے نام سے بھی ناواقف تھے دنیا بھر کے مظفر و منصور اور فاتح کہلائے۔ غرض کچھ نہ تھے سب کچھ ہو گئے۔ مگر سوال یہی ہے کیونکر؟ اسی قرآن کریم بدولت اسی دستور العمل کی رہبری سے۔ پس تیرہ سو برس کا ایک مجرّب نسخہ موجود ہے جو اس قوم نے استعمال کیا جس میں کوئی خوبی نہ تھی اور خوبیوں کی وارث اور نیکیوں کی ماں بنی۔"

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 287)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں ایک جگہ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "آپؑ کی تاثیرات کا سلسلہ بند نہیں ہوا بلکہ اب تک وہ چلی جاتی ہیں۔ قرآن شریف کی تعلیم میں وہی اثر، وہی برکات اب بھی موجود ہیں"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 630)

پس جب خدا بھی وہی قدوس ہے تو جو اس کی طرف بڑھنے کی کوشش کرے وہ اس سے فیض پاتا ہے۔ اس کے رسول کی تاثیرات بھی قائم ہیں، اس کی کتاب کی تاثیریں بھی قائم ہیں، اِس زمانے میں اُس نے اپنے مسیح و مہدی کی قوت قدسی کے نظارے بھی ہمیں دکھا دیئے اور دکھا رہا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 20 اپریل 2007ء، خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 164)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 اپریل 2021ء)

﴿34﴾

رمضان کے بارے میں قرآنی احکام

رمضان کے مبارک اور بابرکت ایام کی آمد آمد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مبارک مہینہ کے متعلق قرآن کریم میں فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ

الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ

(البقرہ:184-188)

ان آیات مبارکہ کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ترجمہ قرآن کریم سے پیش ہے:

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہو گا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دُعا کرنے والے کی دُعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر **لبّیک** کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

تمہارے لئے (ماہ) صیام کی راتوں میں اپنی بیویوں سے تعلقات جائز قرار دیئے گئے ہیں۔ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ اللہ جانتا ہے کہ تم اپنے نفسوں کا حق مارتے رہے ہو۔ پس وہ تم پر رحمت کے ساتھ جھکا اور تم سے درگزر کی۔ لہٰذا اب ان کے ساتھ (بے شک) اِزدواجی تعلقات قائم کرو اور اس کی طلب کرو جو اللہ نے تمہارے حق میں لکھ دیا ہے۔ اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ فجر (کے ظہور) کی وجہ سے (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے تمہارے لئے ممتاز ہو جائے۔ پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔ اور ان سے اِزدواجی تعلقات قائم نہ کرو جبکہ تم مساجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے ہو۔ یہ اللہ کی حدود ہیں پس ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اسی طرح اللہ اپنی آیات لوگوں کے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔

اللہ تعالیٰ اس مہینہ کو نہ صرف ہم سب کے لئے مبارک فرمائے بلکہ ہم سب کو مقبول عبادات کی توفیق دے اور ہم میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی بے انتہا محبت کو سمیٹنے والا ہو۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 اپریل 2021ء)

﴿35﴾

کفّارات اور درجات کیاہیں؟

ایک دفعہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفی ﷺ فجر کی نماز میں بہت تاخیر سے تشریف لائے حتیٰ کہ سورج نکلنے والا تھا۔ حضور ﷺ نے مختصر نماز پڑھا کر مقتدیوں سے مخاطب ہو کر اپنے تاخیر سے آنے کی وجہ بتلاتے ہوئے فرمایا کہ میں رات جب نماز تہجد کے لئے اٹھا تو حسب توفیق نماز پڑھی اور نماز تہجد میں مجھے اونگھ آگئی۔ میں نے اُس دوران اپنے ربّ جلّ شانہ کو نہایت خوبصورت شکل میں دیکھا۔ اللہ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے محمد! تجھے معلوم ہے کہ فرشتے اس وقت کس بارہ میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے کہا مجھے کچھ علم نہیں۔ دوسری دفعہ اللہ تعالیٰ کے پوچھنے پر میں نے پھر لاعلمی کا اظہار کیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے اپنی ہتھیلی میرے کندھے پر رکھی یہاں تک کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی اور ہر چیز میرے پر روشن ہو گئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہی سوال تیسری بار دہرایا۔ کہ فرشتے کس بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے کہا "کفّارات" کے بارہ میں۔ اللہ نے فرمایا۔ اے محمد! کفّارات کیاہیں؟ (یعنی وہ چیزیں جن سے گناہ دور ہوتے ہیں) میں نے کہا۔

1. نماز باجماعت کے لئے چل کر مسجد جانا
2. نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ کر ذکر الٰہی کرنا
3. اور ناپسندیدگی کے باوجود مکمل وضو کرنا

پھر اللہ تعالیٰ نے "درجات" کے متعلق مجھے سے پوچھا۔ میں نے کہا

1. کھانا کھلانا
2. نرم کلام کرنا

3. نماز پڑھنا جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں

تب اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا۔ اے محمد! اب مانگو جو مانگتے ہو۔ تب میں نے یہ دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْاَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنِ وَاَنْ تَغْفِرَلِی وَتَرْحَمَنِیْ وَاِذَا اَرَدْتَّ فِتْنَۃً فِیْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِیْ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ وَاَسْاَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ

(مسند احمد جلد 5 صفحہ 243)

ترجمہ۔ اے اللہ! میں تجھ سے نیک کام کرنے اور بُری باتیں چھوڑنے کی توفیق چاہتا ہوں۔ مجھے مساکین کی محبت عطا کر اور مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور جب تو قوم کو فتنہ میں مبتلا کرنے کا ارادہ کرے تو مجھے بغیر فتنہ میں ڈالے موت دے دینا۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت چاہتا ہوں اور اُس کی محبت جس سے تو محبت کرتا ہے اور ایسے عمل کی محبت جو مجھے تیری محبت کے قریب کر دے۔ آمین

نوٹ۔ 1۔ آنحضور ﷺ نے اس دعا کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ دعا برحق ہے اسے خود بھی یاد کرو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ۔

2۔ یہ دُعا قدرے الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ ترمذی کتاب الدعوات میں بھی درج ہے۔

مندرج نیکیوں کی اہمیت وفادیت

جہاں تک کفارات اور درجات کے تحت نیکیوں اور اعمال صالح کی اسلامی تعلیم کے مطابق اہمیت، افادیت اور برکات کا تعلق ہے۔ ان مندرجہ بالا چھ امور میں سے تین کا تعلق عبادت یعنی نماز کی ادائیگی اور ایک کا تعلق عبادت کی تیاری سے ہے۔ جسے وضو کہا جاتا ہے۔ گویا چار حقوق اللہ میں سے ہیں اور دو حقوق العباد میں سے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے صحابہ کو گناہ مٹانے اور درجات بلند ہونے کا گُر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ (سردی وغیرہ کی وجہ سے) دل

نہ چاہنے کے باوجود خوب اچھی طرح وضو کرنا، مسجد میں دُور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا ایک قسم کا رباط یعنی سرحدوں پر چھاؤنی قائم کرنا ہے۔

(مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل اسباغ الوضوء)

پھر متعدد بار فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرنے سے تمام گناہ جسم سے یہاں تک کہ ناخنوں کے اندر سے بھی نکل جاتے ہیں اور مومن گناہوں سے پاک وصاف ہو کر نکلتا ہے۔

(مسلم کتاب الطہارۃ باب خروج الخطایا)

جہاں تک مسجد کی طرف پیدل چل کر آنے کا تعلق ہے تو اس کا بھی بہت ثواب ہے۔ مسجد کی طرف ایک قدم اُٹھانے سے ایک نیکی اس کے حق میں لکھی جاتی ہے اور اگلا قدم اُٹھانے سے ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔

(مسلم باب المشی الی الصلوٰۃ)

مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنا بھی ثواب کے زمرہ میں آتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اذان اور اقامہ کے دوران دعا ردّ نہیں ہوتی۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ ان العداء لا یرد بین الاذان والاقامۃ)

آنحضور ﷺ کا یہ دستور مبارک تھا کہ نماز کے اختتام پر آپ تسبیحات کیا کرتے تھے۔ بالخصوص سبحان اللہ 33 بار، الحمدللہ 33 بار، اللہ اکبر 34 بار۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی نماز باجماعت کی ادائیگی کے بعد بہت اہتمام کے ساتھ سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں تسبیحات مکمل فرماتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو اس سنت کو اپنانا چاہیے۔

ایک دفعہ غریب صحابہ کو یہ نسخہ کیمیا بتاتے ہوئے فرمایا کہ ایسا کرنے سے آپ کو بھی امیر صحابہ جیسے افعال کا ثواب ملے گا۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التحباب الذکر)

حقوق اللہ میں سے آخری امر ایسے نوافل کی ادائیگی ہے جو ایسے وقت میں ہو جب لوگ سوئے ہوتے ہیں۔ یہ نماز خدا کو بہت محبوب ہے جب انسان اپنی نیند کو انفاق فی سبیل اللہ میں صرف کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نماز کا اپنی پیاری کتاب میں دو بار ذکر فرمایا ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل میں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نماز کی ادائیگی سے قریب ہے کہ اللہ تہجد ادا کرنے والوں کو "مقام محمود" تک پہنچادے گا جو جنت کا بلند ترین مقام ہے۔

آنحضور ﷺ روزانہ گیارہ رکعت (بشمول تین وتر) نماز تہجد خشوع و خضوع سے ادا فرماتے تھے۔

(بخاری کتاب الدعوات باب الضجع علی الشق الأیمن)

اور اپنے گھروں میں نماز (نوافل) ادا کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے۔ جماعت کے ساتھ فرضوں کے سوا باقی نماز گھر میں پڑھنا بہترین نماز ہے۔

(مسند دارمی فی کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ التطوع فی ای موضع افضل)

حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نوافل کے ذریعہ میرا بندہ میرے اس قدر قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ میں اُسے اپنا دوست بنالیتا ہوں۔ میں اس کے کان، آنکھیں، ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا، دیکھتا، پکڑتا اور چلتا ہے یعنی میں اس کا کفیل و کارساز ہو جاتا ہوں۔ وہ جو مانگتا ہے میں اس کو دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں پناہ دیتا ہوں۔

(بخاری کتاب الرقاق)

سعدی نے کیا خوب کہا ہے کہ

کلید در دوزخ است نماز
کہ در چشم مردم گزاری دراز

کہ وہ نماز جو تو لوگوں کو دکھانے کے لیے لمبی کرتا ہے وہ نماز دوزخ کے دروازہ کی چابی ہے۔

حقوق العباد

مندرجہ بالا چھ امور میں سے دو کا تعلق حقوق العباد سے ہے جو "درجات" کہلاتے ہیں۔ یعنی کھانا کھلانا اور نرم کلام کرنا۔ یہاں تک کھانا کھلانے کا تعلق ہے تو اس کا ذکر قرآن میں بھی ملتا ہے کہ یتیموں، مسکینوں اور غرباء کو کھانا کھلانا مومنوں اور متقیوں کا خاصا ہے۔ آنحضور ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ اگر کوئی اچھا کھانا کھا رہا ہے تو وہ اس کا کچھ حصہ اپنے پاس بیٹھے غریبوں اور کام کرنے والوں کو بھی دے دیا کرے۔ بلکہ اپنے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا اِبْغُوْنِیْ فِیْ ضُعَفَآءِکُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَآءِکُمْ (ترمذی ابواب الجہاد) کہ مجھے کمزوروں میں تلاش کرو۔ یہ حقیقت ہے کہ کمزوروں اور غریبوں کی وجہ سے تم خدا کی مدد پاتے ہو اور اس کے حضور سے رزق کے مستحق بنتے ہو۔

ایک موقع پر آنحضور ﷺ نے فرمایا اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ

(حدیقۃ الصالحین از ملک سیف الرحمن صفحہ 573 ایڈیشن)

کہ تمام مخلوق اللہ کا خاندان ہے۔ اللہ کو ان میں سے وہ پسند ہے جو اس کی مخلوق سے اچھا سلوک کرتا اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے تو جانوروں سے بھی حسن سلوک کرنے اور ان کو کھانا کھلانے کی تاکید فرمائی ہے کیونکہ یہ بھی اللہ کی مخلوق میں سے ہیں۔

چونکہ اس عنوان کے تحت "درجات" کی بات ہو رہی ہے تو ایک حدیث نوٹ کرتا ہوں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ انسان بعض اوقات بے خیالی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی کوئی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے بے انتہا درجات بلند کر دیتا ہے اور بسا اوقات لاپرواہی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کوئی بات کر بیٹھتا ہے جس کی وجہ سے جہنم رسید کیا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے ہر وقت رہنمائی اور ہدایت کی توفیق مانگنی چاہیے کہ وہ ہمیشہ بھلی اور نیک بات ہی مُنہ سے نکلوائے۔ (بخاری کتاب الرقاق) انسان کی تمام بُرائیاں اور اچھائیاں زبان سے تعلق رکھتی ہیں۔ جس طرح کمان سے نکلا ہوا تیر واپس نہیں آتا ویسے ہی مُنہ سے نکلا ہوا کوئی لفظ واپس نہیں آتا۔ اس لئے پہلے

تولو پھر بولو۔ اچھی اور بھلی بات کہو ورنہ خاموش رہو۔ آنحضور ﷺ بہت نرم گفتار تھے۔ آپؐ کے کلام سے کبھی کسی کا دل نہ دکھتا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ”تم میں بڑا وہ ہے جو غریب کی بات تحمل سے سنے۔“

پس آج ہم اپنے معاشرے کو بُرائیوں اور بدیوں سے پاک بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں ایسی راہ اپنانی ہو گی جس کی نشاندہی آنحضور ﷺ نے فرمائی اور آج ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح اس طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔

آمین اللہ تعالیٰ ہمیں کفّارات اور درجات میں درج حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی توفیق سے نوازتا چلا جائے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 اپریل 2021ء)

﴿36﴾

مادی اور روحانی زندگی

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جو نظام جاری فرمایا ہے اس میں مادی نظام کے ساتھ ساتھ روحانی نظام کو بیان کیا ہے۔ جیسے مادی سورج اور روحانی سورج (حضرت محمد رسول اللہ ﷺ)، مادی چاند اور روحانی چاند (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام)، مادی ستارے اور روحانی ستارے (صحابہ رسول ﷺ)، اسی طرح مادی پانی اور روحانی پانی (جیسے الہام اور وحی وغیرہ)۔

پانی زندگی کی علامت ہے خواہ وہ زندگی مادی ہو یا روحانی۔ ابھی چند روز قبل ناسا نے مریخ (Mars) پر مشین ایسی جگہ اُتاری ہے جہاں کسی وقت پانی کے آثار تھے۔ وہ اس جگہ زندگی کے آثار جاننے کی کوشش میں ہیں۔

چونکہ قرآن کریم کا علم بہت وسیع ہے اور مطالعہ کے دوران بعض نئے مضامین کا انکشاف ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے وسیع و عریض اور گہرے سمندر میں نئے نئے موتی اور سیپ ملتے رہتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ قرآن کو پانی قرار دیتے ہوئے 31 اگست 1928ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

"قرآن دنیا میں غلافوں میں رکھنے یا جھوٹی قسمیں کھانے کے لئے نہیں آیا بلکہ اس لئے آیا ہے کہ منبروں پر سنایا جائے، مناروں پر اس کی منادی کی جائے اور بازاروں میں اس کا وعظ کیا جائے۔ وہ اس لئے آیا ہے کہ پڑھا جائے اور سنایا جائے، پھر پڑھا جائے اور سنایا جائے، پھر پڑھا جائے اور سنایا جائے۔ خدا تعالیٰ نے اس کا نام پانی رکھا ہے اور پانی جب پہاڑوں پر گرتا ہے تو ان میں بھی غاریں پیدا کر دیتا ہے۔ وہ نرم چیز ہے مگر گرتے گرتے سخت سے سخت پتھروں پر بھی نشان بنا دیتا ہے اور اگر جسمانی پانی اس قدر اثر رکھتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کا نازل کیا ہوا روحانی پانی دلوں پر اثر نہ کرے۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے بار بار سنایا جائے اور اپنے عمل سے نیک نمونہ پیش کیا جائے۔

پس ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ دیوانہ وار نکلیں اور دنیا کو قرآن سے بہرہ ور کرنے کی پوری پوری کوشش کریں۔"

(خطبات محمود جلد 11 صفحہ 460)

ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ترجمہ قرآن سے سورۃ النحل کا مطالعہ جاری رہا۔ اس سورۃ میں روحانی اور مادی پانی کا ذکر مختلف مقامات پر ملتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس سورت کے تعارف میں تحریر فرمایا کہ:

"اسی طرح ہر قسم کے جانداروں کی بقا کے متعلق فرمایا کہ وہ آسمان سے اُترنے والے پانی ہی کے ذریعہ ہوتی ہے جس سے زمین سے سبزہ اگتا ہے اور ہر قسم کے درخت اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن آسمانی پانی کا ایک پہلو وہ بھی ہے جسے وہ اَنْعَام نہیں جانتے جو گھاس وغیرہ چرتے تو ہیں لیکن اس کی کُنہ کو نہیں سمجھتے۔ پس روحانی پانی سے جو زندگی اللہ کے رسول پاتے ہیں اور اس فیض کو آگے جاری کرتے ہیں اسے وہ لوگ نہیں سمجھ سکتے جن کی مثال قرآن کریم نے اَنْعَام سے دی ہے بلکہ ان کو اَشَرّ قرار دیا ہے کہ ان کا تو جانداروں سے بھی بدتر حال ہے کیونکہ اَنْعَام تو اس کو سمجھنے کی بھی اہلیت ہی نہیں رکھتے مگر یہ دین کو بظاہر سمجھنے کے باوجود پھر بھی اس کے فیض سے محروم رہتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے سمندر میں پائی جانے والی نعمتوں اور سمندر میں کھارے پانی میں پلنے والی مچھلیوں وغیرہ کا بھی ذکر فرمادیا جو کھارا پانی پیتی ہیں، اسی میں گزر بسر کرتی ہیں لیکن ان کے گوشت میں کھار کا کوئی ادنیٰ سا بھی نشان نہیں پایا جاتا۔ اور اس طرف بھی توجہ دلائی کہ پانی کے ذریعہ اس بقا کے نظام کا انحصار ان پہاڑوں پر ہے جو بڑی مضبوطی سے زمین میں گڑے ہوتے ہیں۔ اگر یہ پہاڑ نہ ہوتے تو سمندر سے شفاف پانی کے اٹھنے اور اس کے برسنے کا یہ نظام جاری رہ ہی نہیں سکتا تھا۔"

(قرآن کریم، اردو ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 435)

چونکہ روحانی پانی سے وحی بھی مراد لی جاتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل میں پانی کے ذکر کے بعد شہد کی مکھی کا ذکر فرمایا۔ جو اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق پھولوں سے عرق کو نچوڑ کر جو شہد تیار کرتی ہیں۔ اس کے متعلق فرمایا "فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ" کہ اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔ بعینہٖ جو وحی انبیاء پر ہوگی اس کے صلے میں جو روحانی قوم تیار ہوگی اس میں شفاء کا بہت بڑا پیغام موجود ہے۔ بالخصوص جو الہام ہمارے سب سے بڑے اور عظیم

نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر قرآن کریم کی صورت میں نازل ہوا۔ اس میں مومنوں کے لئے روحانی شفاء ہے۔ جو قرآن سے فیض پانے والوں کے لئے تاقیامت بطور شفاء کام کرتا رہے گا۔ اس لئے ہم میں ہر ایک کو روزانہ اس کی تلاوت معہ ترجمہ کرنی چاہیے۔ اگر کچھ تفسیر کو بھی زیر مطالعہ رکھیں اور اس کے معارف و حقائق پر غور کرتے رہیں تو شفاء کے بہت سے سامان پیدا ہوتے ہیں۔

اس سورت میں چونکہ چرند پرند کا پانی پر انحصار کا ذکر ہے۔ اس کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق پانی کے استعمال کے ایک نئے معانی سامنے لائی ہے۔ آپ سمندروں اور پانی پر سفر کرنے والے آبی پرندوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"پھر یہی پرندے آبی پرندے بھی بنتے ہیں اور ڈوبتے نہیں حالانکہ ان کو اپنے وزن کی وجہ سے ڈوب جانا چاہئے تھا۔ نہ ڈوبنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے جسم کے اوپر چھوٹے چھوٹے پَر ہوا کو سمیٹے ہوئے ہوتے ہیں اور پَروں میں قید ہوا ان کو ڈوبنے سے بچاتی ہے۔ اور یہ خود بخود ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ضروری ہے کہ ان پَروں کے گرد کوئی ایسا چکنا مادہ ہو جو پانی کو پَروں میں جذب ہونے سے روکے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ پرندے سارے پَر اپنی چونچوں میں سے گزارتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس وقت ان کے جسم میں سے اللہ تعالیٰ گریس (Grease) کی طرح کا وہ مادہ نکالتا ہے جسے پَروں پر ملنا لازمی ہے۔ وہ مادہ کیسے از خود پیدا ہوا اور ان کے منہ تک کیسے پہنچا اور ان پرندوں کو کیسے شعور ہوا کہ جسم تک پانی کے سرایت کرنے کو روکنا لازمی ہے ورنہ وہ ڈوب جائیں گے؟"

(قرآن کریم، اردو ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 437)

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل میں انسان کی تخلیق کا بھی ایک گدلے پانی سے ہونے کا ذکر کیا ہے۔ جس میں سے نیک اور اللہ کے پیاروں پر وحی یعنی روحانی پانی کا نزول ہوتا ہے۔ اور بعض خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ (النحل:5) یعنی کھلے کھلے جھگڑالو بن کر معاشرے میں اپنی زندگیاں بسر کرتے ہیں۔ وہ معاشرے کو ویسے ہی گدلا کرتے اور بنائے رکھتے ہیں جیسے وہ گدلے پانی سے پیدا ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل کے مختلف مقامات پر نظام حیات کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں ایک اہم بات آیت 66 میں بیان فرمائی گئی ہے اور وہ زندگی ہے جو پانی خواہ مادی ہو یا روحانی سے ملتی ہے۔ آسمان سے نازل ہونے والا پانی جب خشک صحراؤں اور بنجر زمینوں پر گرتا ہے تو وہاں بھی ہریالی جنم لیتی ہے باقی زرخیز زمینوں پر تو سرسبزی آ ہی جاتی ہے۔

اسی طرح روحانی پانی بھی پتھر جیسے سخت دلوں پر بھی اثر کر جاتا ہے۔ اس لئے نیک صالح متقی پرہیز گاروں کی مصاحبت ضروری ہے۔

پھر فرماتا ہے کہ یہ پانی پینے کے بھی کام آتا ہے اور نبات کے بھی یعنی کھیتی کے زیتون، کھجور، انگور اور ہر قسم کے پھل اس مادی پانی سے ہی نہ صرف زمین پر اُگتے بلکہ پنپتے، پھولتے اور پھلتے ہیں۔ حتیٰ کہ کھارے پانی والے سمندر میں بھی اللہ تعالیٰ نے مچھلی اور دوسرے آبی جانور پیدا کئے۔ جو کھارے پانی میں رہنے کے باوجود کسی قسم کا کھار اپنے اندر نہیں رکھتے بلکہ انسانوں کے کام آتے ہیں۔ بلکہ اس پانی کے اتھاہ گہرائیوں میں موتیوں اور دیگر قیمتی جواہرات کو بطور زینت انسان اپنے لئے استعمال کرتے ہیں۔ پھر انہی پانیوں کو کشتیاں چیرتی ہوئی چلتی اور مسافروں اور سامان کو اِدھر اُدھر لے جاتی ہیں جو محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کی جستجو میں انسان لگا رہتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے نہایت حکمت کے ساتھ پہاڑوں کا ذکر کر کے فرمایا کہ ان کے درمیان جو نہریں اور دریا بہتے ہیں وہ راستے بناتے ہیں جس سے انسان ہدایت پاتا ہے۔

الغرض پانی ایک انسان کی مادی اور روحانی زندگی کے لئے لازم ملزوم ہے۔ اسی لئے تو اسلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک بلا تسلسل تمام انبیاء جو روحانی پانی ہیں کو ماننے اور ان سے فیض یاب ہونے کی تلقین فرمائی ہے۔ جس شخص یا جس امت نے اپنے دَور کے روحانی پانی کو جھٹلایا وہ تہس نہس ہو گئی اور جس نے اس پانی سے فائدہ اُٹھایا وہ زندہ تابندہ ہو گئی۔

آج بھی اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے توسط سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ صورت میں روحانی پانی نازل فرمایا ہے۔ جو اس سے فیض یاب ہوئے یا ہو رہے ہیں یا آئندہ ہوں گے وہ بامراد رہے، بامراد رہ رہے ہیں اور ان شاء اللہ آئندہ بامراد رہیں گے۔ ان کے روحانی چمن سرسبز و شاداب رہیں گے اور ان کی نسلیں آئندہ باغ احمدیت کی لہلہاتی کھیتیوں کی مانند دنیا میں پنپیں گی۔ ان شاء اللہ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 اپریل 2021ء)

﴿37﴾

رمضان میں دعاؤں کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے امسال رمضان المبارک میں احباب جماعت کو درج ذیل دعاؤں کی تحریک فرمائی ہے۔ قارئین الفضل آن لائین سے انہیں کثرت سے کرنے کی درخواست ہے۔

نمبر1۔ اھدنا الصراط المستقیم

نمبر2۔ درود شریف

نمبر3۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ

نمبر4۔ مخالفین کے شر سے بچنے کے لئے دعا

نمبر5۔ مشکلات میں گرفتار احمدیوں کے لئے آسانیوں کی دعا

نمبر6۔ کورونا وبا سے دنیا کو نجات دلانے کے لئے دعا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04 مئی 2021ء)

﴿38﴾

اے خواجہ! درد نیست وگرنہ طبیب ہست

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فارسی کے اس مصرعہ کو اپنے ارشاد بعنوان ''محبت الٰہی کے ذرائع'' کے تحت خداجوئی کے آداب بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے (ملفوظات جلد 2 صفحہ 112) جس کے معانی ہیں ''حضرت! درد ہی نہیں ورنہ طبیب تو موجود ہے'' گویا اللہ تعالیٰ بطور طبیب تو ہر جگہ موجود ہے۔ اس سے علاج کروانے کے لئے اپنے اندر درد پیدا کرنا ضروری ہے۔

یہ حافظ محمد شیرازی کی فارسی نظم سے ایک مصرعہ ہے۔ جس کا پورا شعر یوں ہے۔

عاشق کہ شُد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ! درد نیست وگر نہ طبیب ہست

جس کا ترجمہ یوں ہے کہ کون ہے جو کسی کا عاشق ہوا ہو اور یار نے اس کے حال پر نظر نہ کی ہو۔ اے صاحب! درد ہی نہیں ورنہ طبیب تو موجود ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس شعر کو بھی ایک جگہ بیان فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

"ہم عام طور پر دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بیقرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے۔ اُلوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش

کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہیئے۔ بعض لوگوں کا یہ خیال کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا۔ بالکل غلط اور باطل ہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے صفات قدرت و تصرف پر ایمان نہیں رکھتے۔ اگر ان میں حقیقی ایمان ہوتا تو وہ ایسا کہنے کی جرات نہ کرتے۔ جب کبھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس پر اپنا فضل کیا ہے یہ کسی نے بالکل سچ کہا ہے:

عاشق کہ شُد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ! درد نیست وگر نہ طبیب ہست

خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اُس کے حضور پاک دل لے کر آجاؤ۔ صرف وہ اتنی ہے کہ اس کے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ اور وہ سچی تبدیلی جو خدا تعالیٰ کے حضور جانے کے قابل بنا دیتی ہے۔ اپنے اندر کر کے دکھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میں عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور اس میں لا انتہا فضل و برکات ہیں مگر ان کے دیکھنے اور پانے کے لئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔ اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے اور تائیدیں کرتا ہے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 352-353 ایڈیشن 1984ء)

ایک انسان اپنے ڈاکٹر، طبیب یا فزیشن سے اسی وقت رابطہ کرتا ہے جب وہ کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور اپنی تکلیف اور درد کا ذکر کر کے دوا لیتا، علاج کرواتا اور صحت یاب ہوتا ہے۔ یہی ایک مومن کی روحانی زندگی کی کیفیت ہوتی ہے۔ اور ہونی بھی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ منوانے کے لئے اپنے اندر درد پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالنا پڑتا ہے۔ راتوں کی سہانی نیند کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے وقف کرنا پڑتا ہے۔ جس طرح مادی تکلیف اور درد میں انسان کی آہیں نکلتی ہیں۔ ویسے ہی رونی صورت اور اپنے اندر درد کا احساس بنانا ہوتا ہے۔ کسی نے

تو یہ بھی کہا ہے کہ اگر دعا کرتے رونا نہ آئے تو رونے والی صورت ہی بنالی جائے۔ قبولیت دُعا کے جو اصول اور آداب اسلام نے بیان فرمائے ہیں ان میں پہلا قرینہ بھی یہی ہے۔

اولاد کا اپنے والدین کے ساتھ محبت اور عزت و احترام کے مثالی رشتہ کو بھی یہاں بیان کیا جاسکتا ہے۔ والدین کو تو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ھی ہے، بچے بھی اپنے والدین کے ساتھ عزت و تکریم کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ حافظ شیرازی کے اس شعر کا پہلا مصرعہ اس لاجواب رشتے پر بطور مثال کے پیش کیا جاتا ہے کہ کون ہے جو کسی کا عاشق ہوا ہو اور یار (محبوب) کو اس کے حال پر نظر نہ ہوئی ہو۔

والدین کو اپنی اولاد کی ضروریات کی اطلاع تو روحانی نظر سے معلوم ہو جاتی ہے اور اولاد کو بھی والدین کی حالت سے آگاہی روحانی نظر سے ہو جاتی ہے اور وہ دونوں ایک دوسرے کی خیر و عافیت اور حال احوال پوچھ لیتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے درد، دُکھ اور تکلیف کو غیبی نظر سے معلوم کر لیتے ہیں کیونکہ اس مضمون میں ایسا درد اور کرب بیان ہوا ہے جو خود کو بھی محسوس ہو اور دوسرے بھی محسوس کر کے اس کے لئے دُعا کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک شعر سے اس اداریہ میں درج مضمون کی عکاسی ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

جو درد سسکتے ہوئے حرفوں میں ڈھلا ہے
شاید کہ یہ آغوشِ جدائی میں پلا ہے

یعنی انسان کے اندر جب "درد" والی کیفیت پیدا ہو تو پھر وہ ایسے حرفوں میں ڈھل جاتا ہے جو خدا تعالیٰ کے حضور درجہ قبولیت پاتے ہیں بالخصوص جدائی کے درد میں خدا کے حضور کہے ہوئے چند بول ایسی جگہ جا پہنچتے ہیں جہاں وہ قبولیت کی سند پاتے ہیں۔

اب ہم رمضان کے مبارک دنوں سے گزر رہے ہیں۔ "رمضان" کے لغوی معنی "تپش" اور "صوم" کے لغوی معانی "رکنے" کے ہیں۔ اگر ہم میں ہر ایک اپنے اندر روحانی گرمائش پیدا کرنے اور بُرائیوں سے رُکنے کے لئے اپنے آپ کو درد میں ڈالے گا تو ضرور وہ اللہ کے دربار میں جگہ پائے گا۔ کہتے ہیں سونا آگ میں پڑ کر ہی کندن ہوتا

ہے۔لوہے کو جب تک آگ سے نہ گزارا جائے وہ ایسی Shape اختیار نہیں کرتا جس کو کسی اچھے طریق پر استعمال کیا جاسکے۔ ہیرے کو بھی تیز ترین دھار سے تراش کر کسی ہار یا انگوٹھی کا حصہ بنایا جاتا ہے ورنہ تو وہ دکھنے میں ایک عام پتھر لگتا ہے۔

الٰہی جماعتوں کی مخالفت بھی روحانیت اور اخلاقیات میں نکھار پیدا کرتی ہیں۔ انگریزی میں کہتے ہیں۔ More you press, more will rise کہ کسی چیز کو آپ جتنا دبا کر رکھیں گے وہ پوری طاقت کے ساتھ اپنا سر نکالتی ہے۔ کسی نے اُس کی مثال سات ربڑ کی گیند سے دی ہے کہ اس کو جس طاقت اور زور سے زمین پر پٹکیں گے وہ اس سے کہیں بڑھ کر اُبھرے گا۔ الجزائر اور پاکستان میں مخالفین کی طرف سے جماعت احمدیہ کی جو مخالفت ہو رہی ہے۔ جماعت کو جو مختلف پابندیوں کا سامنا ہے جس کا ذکر ہمارے پیارے آقا گزشتہ کچھ خطبات میں کر کے احباب جماعت سے دُعاؤں کی درخواست فرما رہے ہیں۔ اس کے مقابل پر اللہ تعالیٰ دنیا بھر میں ترقی اور فتوحات کے راستے کھولتا رہتا ہے جس کا اعتراف ہمارے مخالفین بھی کرتے ہیں بالخصوص اس امر کا اظہار کہ افریقہ اور یورپ نیز مغربی دنیا میں اسلام کے بارے میں معلومات لینے کے لئے غیر مسلم، اسلام کا نمائندہ سمجھتے ہوئے جماعت احمدیہ کے مبلغین سے رابطہ کرتے ہیں۔ یہ صرف اس مخالفت کا صلہ ہے جس کا جماعت احمدیہ کو پاکستان میں سامنا ہے۔ رمضان کے مبارک دنوں میں جماعت کے لئے بالخصوص پاکستان اور الجزائر میں بسنے والے احمدی مسلمانوں کے لئے بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ اور ہر آن ہر حال میں اور ہر تکلیف و درد میں اللہ کی طرف جھکنا، اس سے مدد طلب کرنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ اس مضمون کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنے خالق حقیقی سے تعلقات استوار کرنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 مئی 2021ء)

﴿39﴾

دوا ! اپنے وزن کے مطابق استعمال سے ہی فائدہ دیتی ہے

خاکسار کا ایک آرٹیکل بعنوان "اے خواجہ! درد نیست وگرنہ طبیب ہست" یعنی اے صاحب! درد ہی نہیں وگرنہ طبیب تو موجود ہے کمپوز ہو کر بغرض اشاعت ادارہ الفضل آن لائن کو بھجوایا ہی تھا کہ میری نظروں سے مطالعہ کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد گزرا کہ طبیب کے لکھے گئے نسخہ کے مطابق دوا استعمال کی جائے تو اثر رکھتی ہے۔ اگر تحریر شدہ نسخہ سے کم dose لی جائے تو دوا اثر نہیں رکھتی اور زیادہ کھالی جائے تو دوا الٹا اثر کرتی ہے۔ یہی کیفیت عبادات، حقوق اللہ اور حقوق العباد میں ہے اور ان میں بھی میانہ روی اور اعتدال پسندی ضروری ہے۔

ان دونوں عناوین یعنی درد ہی نہیں ورنہ طبیب تو موجود ہے اور اس اداریہ بعنوان "طبیب کے لکھے گئے نسخہ کے مطابق دوا کا استعمال اثر کرتا ہے" میں بہت گہرا تعلق ہے۔ اول الذکر میں طبیب یعنی خدا تعالیٰ سے علاج کے لئے انسان کو تکلیف اور مشقت میں ڈالنا ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عبادت کے لئے دُکھ اٹھانے سے ہمیشہ یہ مراد لی جاتی ہے کہ انسان ان کاموں سے رُکے جو عبادت کی لذت کو دور کرنے والے ہیں۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 80) اور ثانی الذکر عنوان کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

ادویات، طبیب کے نسخہ کے مطابق استعمال کرنے سے اثر کرتی ہے۔
عبادات اور حقوق العباد میں میانہ روی اختیار کرنا۔

مادی طبیب کے نسخہ کے مطابق ادویات کے استعمال کی بات کریں تو سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کا یہ ارشاد سامنے رہنا ضروری ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"یہ خیال نہ کرو کہ توبہ کرنا، مرنا ہوتا ہے۔ خدا قلیل شے سے خوش نہیں ہوتا اور نہ وہ دھوکہ کھاتا ہے۔ دیکھو! اگر تم بھوک کو دور کرنے کے لئے ایک قطرہ پانی کا پیو تو ہرگز تمہاری مقصد براری نہ ہوگی۔ ایک مرض کے دفع کرنے

کے واسطے ایک طبیب جو نسخہ تجویز کرتا ہے جب تک اس کے مطابق پورا پورا عمل نہ کیا جائے تب تک اس کے فائدہ کی امید امر موہوم ہے اور پھر طبیب پر بھی الزام۔ غلطی اپنی ہی ہے۔ اس طرح توبہ کے واسطے مقدار ہے اور اس کے بھی پرہیز ہیں، بدپرہیز بیمار، صحت یاب نہیں ہو سکتا۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 297)

البدر نے الفاظ یوں نوٹ کئے ہیں۔ "یہی سنت اللہ ہے کہ جب تک کوئی چیز اپنے مقرر وزن تک استعمال نہ کیا جاوے تب تک بے فائدہ ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 297)

زندگی میں ہر چیز وزن کے مطابق کی جائے اور ہر امر میں میانہ روی اختیار کی جائے تو زندگی معتدل اور صحت مند رہتی ہے۔ آج کل مہذب دنیا میں دوائیاں بنانے والی کمپنیاں دوائی کی ڈبیہ پر ہی Doses لکھ دیتی ہیں یا ڈاکٹرز کی رائے لینے کو کہتی ہیں۔ حتیٰ کی ڈبیہ پر یہ بھی لکھا ہوتا ہے۔

Dont exceed more then (such a number) in one day.

پھر ڈاکٹر یا G P ورزش یا سیر میں تھکاوٹ نہ ہونے پائے۔

جونہی تھکاوٹ محسوس ہو تو ورزش کرنی ترک کر دیں حتیٰ کہ آپریشن بالخصوص دل کے آپریشن کے بعد اسی طرح کی ہدایت مریض کو دی جاتی ہے۔ ورزش کی بات ہوئی ہے تو یہاں اپنے بزرگوں کی اس بابرکت ادا کو لکھنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگر طبیب کوئی ورزش میں تعداد بتائے تو اسے طاق میں کرنا چاہیئے کیونکہ خدا کو طاق کا عدد پسند ہے۔

بچوں کی تربیت کے حوالہ سے کہا جاتا ہے کہ نہ زیادہ پیار کریں اور نہ زیادہ سختی۔ میانہ روی رکھیں جو تربیت کے اصول کے عین مطابق ہے۔ کہتے ہیں نہ اتنا جھکو کہ روندھ دئے جاؤ اور نہ اتنا اکڑو کہ توڑ دئے جاؤ۔

پھر اپنی اولاد میں برابری کی بھی تعلیم ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

اِعْدِلُوْا هُوَاَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (المائدہ:) کہ عدل کرنا تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

اب اس مضمون کے دوسرے حصہ یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد میں میانہ روی اختیار کرنے کی اسلامی تعلیم کی طرف آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو عبادات کی تعداد بیان فرمائی ہے۔ خواہ فرض نمازوں میں رکعات کی تعداد ہوں یا نوافل کی تعداد۔ اس میں بھی میانہ روی اختیار کرنے کی تعلیم ہے۔ آنحضور ﷺ کے دور میں ایک صحابیہ رات کو اپنے سر کی چوٹی کو چھت سے رسّی کے ساتھ باندھ کر عبادت کرنے لگی کہ جب نیند آئے تو جھٹکے سے آنکھ کھل جائے۔ آنحضور ﷺ کو جب اس کا علم ہوا تو حضورؐ نے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:۔ اِنَّ لِنفسِكَ عَلَيكَ حقًّا۔ کہ تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے۔ بروقت سونا اور نیند پوری کرنا ضروری ہے۔ باجماعت نماز میں امام الصلاۃ کو ہدایت ہے کہ نماز میں مقتدیوں کا خیال رکھتے ہوئے اعتدال سے کام لے۔

آنحضور ﷺ نے بھی اپنی رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ پہلا حصہ عوام کے لئے، دوسرا حصہ اہل خانہ کے لئے، تیسرا اور آخری حصہ اللہ کے لئے۔ اور اس میں بھی 10 رکعات ادا فرماتے اور ایک رکعت (وتر) کے ساتھ ان تمام کو وتر کرتے۔ یوں رات کی نماز کی رکعات وتر ہو جاتیں جبکہ دن کی نمازوں کی رکعات مغرب کی رکعت سے وتر ہوتی ہیں۔

اب بعض لوگ تہجد کی 20-20 رکعات ادا کرتے ہیں جس کا سنت نبوی میں ذکر نہیں۔ اگر سنت رسولؐ کی پیروی کرنی ہے تو وہ اپنائیں جس طرح رسول خدا ﷺ کیا کرتے تھے۔

نماز جمعہ کے بعد تجارت کرنے کا حکم بھی قرآن میں موجود ہے۔ رمضان میں قرآن کریم کے دَور کے دور ختم کرنا بھی سنت رسول کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو 7 منازل میں تقسیم کر رکھا ہے۔ اور ہر روز ایک منزل کی تلاوت کرنا سنت رسولؐ ہے یوں سات دنوں میں قرآن کریم کا دَور مکمل کیا جاسکتا ہے۔ لیکن جو لوگ ایک منزل روزانہ تلاوت نہ کر سکتے ہوں تو روزانہ چند رکوع اور رمضان میں ایک پارہ روزانہ تلاوت کر کے میانہ روی اختیار کر سکتے ہیں۔

اسلام نے تو وضو کرتے وقت بھی میانہ روی کی تعلیم دی ہے۔ یہ درست ہے کہ ہم وضو کرتے وقت تمام اعضاء کو ان طریقوں کے مطابق دھوئیں جو سنت رسولؐ ہے لیکن شک، وہم کی بناء پر اعضاء کو بار بار دھوتے جانا مناسب نہیں۔

الغرض اسلام ہر کام کو حد اعتدال میں رہ کر کرنے کا حکم دیتا ہے ہمیں اپنی مادی اور روحانی زندگی میں اسے ہر حال مد نظر رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 مئی 2021ء)

﴿40﴾

روحانی اولاد

پچھلے دنوں ٹی وی پر ایک پاکستانی سیاستدان، صحافیوں سے پوچھ رہے تھے کہ کیا آپ پسند کریں گے کہ آپ کی اولاد فلاں فلاں سیاستدان (اپنے مخالف سیاستدانوں کے نام لیتے ہوئے) کی طرح ہو۔ خود ہی جواب دیتے ہیں۔ ہر گز نہیں لیکن میں اپنی اولاد کے بارے میں یہ خواہش رکھوں گا کہ وہ میرے لیڈر (اپنے لیڈر کا نام لیکر) کی طرح ہو۔

اُس کی یہ بات سُن کر بہت سے سوال میرے ذہن میں پیدا ہوئے۔ کہ ایک مسلمان سے اگر کوئی پوچھے تو وہ فوراً بولے گا کہ میں پسند کروں گا کہ میری اولاد آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ جیسی ہو۔ آپؐ کی سیرت سے رنگین ہو۔ آپ کی خوبیوں کو اپنا حصّہ بنائے۔ صحابہؓ کی ہر آن یہی کوشش رہی اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں کوشاں رہتے تھے کہ کون اپنے آقا کی خوبیاں اپنانے میں سبقت لے جائے۔ صحابہؓ کی تو یہ کیفیت تھی کہ وہ آپ کی ہر ادا کو اپنانے میں لگے رہتے۔ صحابہؓ آپس میں جب ملتے تو پوچھا کرتے کہ آنحضور ﷺ کی کوئی نئی بات؟۔ ان کے بیٹھنے کا طرز وہ ہوتا جو اُن کے آقا کا تھا، اُن کا کھڑا ہونا آنحضور ﷺ کے کھڑے ہونے سے مماثلت رکھتا تھا۔ حضرت عمرؓ ایک دفعہ ایک سفر کے دوران قافلہ سے الگ ہو کر ایک درخت کے نیچے اس طرح بیٹھ گئے جیسے قضائے حاجت کے لئے بیٹھا جاتا ہے حالانکہ آپ کو قضائے حاجت کی کوئی ضرورت محسوس نہ ہو رہی تھی۔ آپ نے قافلہ کو join کرتے ہوئے اہل قافلہ سے کہا کہ میرے آقا نے اس راستہ پر سفر کرتے ہوئے اس درخت کے نیچے بیٹھ کر پیشاب کیا تھا۔ میں بھی حُب رسولؐ میں اس درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ حالانکہ مجھے کوئی حاجت محسوس نہ ہو رہی تھی۔

صحابہؓ پر تو یہ شعر صادق آتا ہے۔

ہر رہ کو دیکھا ہے محبت کی نظر سے
شاید وہ گزرے ہوں اس رہ گزر سے

صحابہؓ تو محبت رسول میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے اس قدر keen تھے کہ جمعہ کے روز پہلی صف میں بیٹھنے کے ثواب کے حصول کی خاطر دوڑ لگی رہتی تھی۔ جب آنحضور ﷺ نے امیر صحابہؓ کی مالی قربانیوں کے مقابل غریب صحابہ کو سبحان اللہ، الحمدللہ اور اللہ اکبر پڑھنے کی تلقین فرمائی تو امیر صحابہؓ کو اس کا علم ہونے پر انہوں نے بھی یہ تسبیحات پڑھنا شروع کر دیں۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی دوڑ لگی رہتی۔ اور حضرت ابو بکرؓ ہمیشہ آگے نکل جاتے تھے۔ اسی طرح ایک بار حضرت عمرؓ کی بسیار کوشش کے باوجود جب ابو بکرؓ نیکی میں آگے نکل گئے تو حضرت عمرؓ نے ایک لمبی سانس بھرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بڈھا آگے نہیں بڑھنے دیتا۔

اس روحانی اولاد کی اطاعت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ آنحضور ﷺ نے مسجد کے اندر موجود صحابہؓ سے فرمایا "بیٹھ جاؤ" ایک صحابی جو مسجد کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اُن کے کانوں میں اپنے آقاؐ کی آواز میں بیٹھ جاؤ کے الفاظ پڑے تو وہ فدائی اور اطاعت گزار صحابی مسجد کے باہر ہی بیٹھ گئے اور پرندے کے پھدکنے کی طرح مسجد کی طرف بڑھنے لگے۔

ایک دفعہ عید الاضحیٰ پر ایک صحابی نے عید کی نماز سے قبل قربانی کر دی۔ آنحضور ﷺ کے علم میں آنے پر آپ نے فرمایا۔ وہ دوبارہ قربانی کرے نماز عید سے قبل قربانی نہیں ہوتی۔ تو اُس صحابی کو کسی تیسرے شخص کے ذریعہ جب پیغام ملا تو وہ فوراً اس پیغام کی اطاعت میں دوبارہ مینڈھا ذبح کرنے پر راضی ہو گئے۔

اس روحانی اولاد نے تو نشے کی حالت میں شراب حرام قرار دیئے جانے کا اعلان سنتے ہی شراب کے مٹکے توڑ دیئے تھے۔ یہی وہ روحانی اولاد ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکوثر میں بیان فرمایا ہے۔ جب مشرکین نے آنحضور ﷺ کی نرینہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے "ابتر" ہونے کا الزام لگایا تو اللہ تعالیٰ نے اس الزام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے تجھے الکوثر عطا کی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ الکوثر سے مراد روحانی اولاد ہے جو انسان کے اقبال اور عزت کو بڑھانے کا موجب ہوتی ہے۔ اب دیکھیں! اللہ تعالیٰ نے آپ کی روحانی اولاد کو دنیا بھر میں پھیلا دیا اور ہر طرف سے ہر وقت "اللھم صل علیٰ محمد و اٰلِ محمد" کی صدائیں بلند ہوتے اور آپ کی سیرت و سوانح کو تقاریر اور تحریرات میں بیان کرتے دیکھا جاتا ہے۔

ان میں عالمگیر جماعت احمدیہ کے دنیا بھر میں پھیلے مُومن بدرجہ اولیٰ شامل ہیں جو صدق دل سے اپنے آقا و مولاؐ پر نہ صرف درود پڑھتے بلکہ آپؐ کے ہر فرمان پر پورے صدق دل سے عمل کرتے ہیں اور آپؐ کی سیرت کو مختلف محفلوں میں بیان کرتے ہیں۔ اور سچے دل سے اپنے آقا سے محبت اور عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک موقع پر آپؐ کی سیرت اور خوبیوں کا ذکر فرما کر احباب کو اپنے جسموں میں انہیں اُتارنے کے لئے "چھوٹا محمد" بننے کی تلقین فرمائی تھی۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے پیارے ملک میں ہر سیاسی لیڈر، ہر مذہبی رہنما، سکالر، ہر تنظیمی امیر کو اپنے اپنے متبعین کو آنحضور ﷺ کی سیرت کو اپنانے کی تلقین کرنی چاہیے، تا ملک کو اس میں پھیلے ہوئے جھوٹ، چوری چکاری، ڈاکہ زنی، قتل و غارت، بے جا عیوب کی تشہیر اور جھوٹے مقدموں سے نجات ملے۔ اور جن مقاصد کے لئے یہ مملکت خداداد حاصل کی گئی تھی وہ جلد حاصل ہو اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے حقیقی نام لیوا احمدی مسلمانوں کو اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ کا نام لینے اور اسلام کی حقیقی تعلیم کی تشہیر کی اجازت ہو۔

اے اللہ! ہمارے پیارے امام گزشتہ چار ماہ سے پاکستان کی سلامتی کے لئے دعاؤں کی جو تحریک فرما رہے ہیں اور خلیفۃ المسیح اور دنیا میں پھیلے احمدی احباب جو دعائیں کر رہے ہیں ان کو قبول فرما اور پاکستان میں

بسنے والے احمدی احباب کی جان و اموال کی حفاظت فرما اور کھلم کھلا اسلام کے خدا اور رسولؐ کی تعلیمات کو عام کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین ثم آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 مئی 2021ء)

اداریہ جات

سال2022ء

﴿41﴾

ماہ رمضان 1443 ہجری قمری

اَھْلاً وَّ سَھْلاً وَّ مَرْحَبًا

ادارہ الفضل اپنے تمام قارئین کرام اور کرم فرماؤں کی طرف سے ماہ رمضان 1443 ہجری قمری کو اس دعا کے ساتھ خوش آمدید کہتا ہے۔

رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا

(بنی اسرائیل:81)

اللہ تعالیٰ اس رمضان کو ہم سب کے لئے، جماعت احمدیہ کے لئے، امت محمدیہ اور کل عالم کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ ہمیں مقبول روزے رکھنے کی توفیق دے۔ ہماری تمام دعائیں اور مرادیں بھر آئیں۔ ہمیں اپنے خالق حقیقی کا ملاپ حاصل ہو اور اس کے اختتام پر سب کی اس نویں اسلامی مہینے میں نومولود کی طرح نئی روحانی پیدائش ہو رہی ہو۔ آمین

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا

(ترمذی کتاب الدعوات)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 31 مارچ 2022ء)

﴾42﴿
When It's Gone, It's Gone.

گزشتہ سال رمضان کے آخر میں مجھے لندن کے دو میگا سپر اسٹورز پر خریداری کے لئے جانا پڑا۔ ایک میں تو جابجا "رمضان اسپیشل پیکج" کے نمایاں بورڈز آویزاں نظر آئے۔ جہاں روزمرہ کی اشیاء سستے داموں مسلمانوں کے لئے دستیاب تھیں تاوہ روزے اچھے طریق پر رکھ سکیں۔ گو اس پیکج سے غیر مسلم بھی فائدہ اُٹھا رہے تھے۔ ایک دوست نے اسٹور کی انتظامیہ سے پوچھا کہ اتنے Large Scale پر ارزاں قیمت پر فروخت سے آپ کو نقصان نہیں ہوتا۔ جواب ملا کہ نہیں۔ جب Large Scale پر کوئی آیٹم ایک ہی دن میں فروخت ہوتا ہے تو منافع برابر ہو جاتا ہے اور دوسرا روحانی طور پر سستے داموں فروخت سے لوگوں کی ہمدردیاں (دُعائیں) ملتی ہیں۔ یہی وہ فلسفہ ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ربوہ بننے کے شروع کے دنوں میں احمدی تاجروں کو سمجھایا تھا کہ کم منافع پر جب آپ اشیاء فروخت کریں گے اور وہ زیادہ تعداد میں بکیں گی تو منافع برابر ہی ملے گا۔

دوسری طرف رمضان میں مسلمان ممالک میں مہنگائی کی ایک خطرناک لہر آجاتی ہے۔ بلکہ آج کل اشیاء ذخیرہ کرنے کا رواج بھی پاچکا ہے۔ اس رمضان میں گرمیوں کی شدت میں روزہ دار ایک کلو چینی کے لئے یوٹیلٹی اسٹور پر گھنٹوں لائن میں لگا رہتا ہے۔ کیونکہ بازار میں چینی نایاب ہے۔ دیگر ضروری اشیاء کی قیمتیں بھی آسمانوں سے باتیں کر رہی ہیں۔ اور یہ ایک مسلم ملک میں ہو رہا ہے جہاں روزہ رکھنے والوں کی اکثریت پائی جاتی ہے۔

اور دوسرے میگا سپر اسٹور پر مختلف ریکس کے کناروں پر جلی الفاظ میں لکھا تھا

When it's gone, it's gone کہ جب یہ اشیاء کسٹمرز کے ہاتھوں چلی جائیں گی تو پھر آپ کے ہاتھ کچھ نہیں لگے گا۔ آپ ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔ اس لئے جلدی کریں اور اس نادر موقع سے فائدہ اُٹھائیں۔

اس مختصر سے فقرہ نے میرے دل و دماغ پر ایسا گہرا اثر کیا کہ میں اپنے بیٹے سے الگ ہو کر اس فقرہ پر غور کرنے لگا اور فوراً رمضان کا روحانی مفہوم اور فلسفہ ذہن میں اُبھرا کہ رمضان کے تمام روحانی لمحات اتنے قیمتی ہیں کہ اگر ایک لمحہ گزر گیا اور اس سے فائدہ نہ اُٹھایا تو وہ لمحہ پھر انسان کے ہاتھ دوبارہ نہیں آئے گا۔

اس لئے رمضان میں ایک ایک لمحہ کو یہ سمجھ کر گزاریں کہ:

When it's gone it's gone

اس سے فائدہ اُٹھائیں اور اسے قیمتی متاع سمجھ کر محفوظ کر لیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنے رمضان کے خطبات میں ایک واقعہ کثرت سے سنایا کرتے تھے کہ:

ایک بادشاہ نے ایک دفعہ دربار لگوایا اور درباریوں سے کہا کہ تمہارے پاس پانچ گھنٹے ہیں ان پانچ گھنٹوں میں آپ کو محل میں سے جو چیز پسند آئے، لے جائیں۔ ایک درباری محل میں داخل ہو کر بیش بہا قیمتی چیزوں کو دیکھ کر پریشان ہو گیا اور بادشاہ کے بیڈ روم کے مخملی نرم و نازک چادروں (bed sheets) کو دیکھ کر اس نے سوچا کہ پانچ گھنٹے بہت زیادہ ہیں میں پہلے اس نرم و نازک چادروں پر کچھ عرصہ سولوں۔ آرام کر لوں۔ باقی وقت میں قیمتی اشیاء لے کر نکل جاؤں گا۔ وہ بستر اتنا نرم و گرم تھا کہ اُسے بہت گہری نیند آگئی اور پانچ گھنٹے مکمل ہونے پر محل کے پہرے دار آن پہنچے اور اسے بیدار کروا کر محل سے یہ کہتے ہوئے باہر نکال دیا کہ جو پانچ گھنٹے آپ کو دیئے گئے تھے وہ مکمل ہو چکے ہیں۔ رمضان بھی چند روزہ ہوتا ہے۔ اس سے بھرپور مستفیض ہونا ضروری ہے۔ آنحضور ﷺ نے بھی فرمایا ہے۔ اِذَا سَلِمَ الرَّمَضَانُ سَلِمَتَ السَّنَةُ کہ اگر رمضان بخیریت گزر گیا تو سمجھو کہ سارا سال بخیریت گزرا۔

اب ہم چند دنوں تک ماہ رمضان میں داخل ہو رہے ہیں۔ ہمیں رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا کی دعا کرتے ہوئے ان بابرکت دنوں میں اس عزم کے ساتھ داخل ہونا چاہیے کہ ہم اس کا کوئی ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اللہ کی رضا، اس کی محبت کے حصول میں کوشاں رہیں گے اور حقوق العباد بھی کماحقہ ادا کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز

یہاں اس بات کی بھی ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ اس زیر نظر عنوان When it's gone, it's gone کو ہم میں سے ہر ایک کو اپنی پوری زندگی پر لاگو کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے جو زندگی ایک انسان کو دی وہ ایک نعمت عظمیٰ سے کم نہیں۔ جو محدود سالوں پر محیط ہے۔ اس کے لمحہ لمحہ کو اسلامی تعلیم کا پہناوا پہنانا اولین ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کر کے دو راستے بتا دیئے ایک نیکی اور ایک بدی و بُرائی کا۔ اور دونوں کے حُسن و قبح بھی بتا کر انسان کو مطلع کر دیا کہ وہ جس کو چاہے اختیار کرے۔ اگر نیکی کا راستہ اختیار کرے گا تو جنت ملے گی اور اگر بدی کا راستہ اپنایا تو جہنم کی راہ دیکھے گا۔

لہٰذا ہر مسلمان کو اپنی اس محدود زندگی میں ہر لمحہ قیمتی جانتے ہوئے نیکی کے کام کرنے ہیں۔ انسان اپنی اولاد کی نشو و نما کے لئے اس دنیا میں بینک بیلنس تیار کرتا ہے۔ تا اس کی موت کے بعد وہ اولاد کے کام آسکے۔ روحانی دنیا میں بھی ایک مومن کو آئندہ زندگی کے لئے، عاقبت سنوارنے کے لئے اِسی دنیا میں نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرنا ہے۔ اپنی زندگی کو مشکل میں ڈال کر نیکیاں جمع کرنی ہیں۔ جب کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا اَلدُّنْیَا سِجْنٌ لِلْمُؤْمِنِ وَ جَنَّةٌ لِلْكَافِرِ کہ مومن کو اپنی اس دنیا کو قید خانہ تصور کرتے ہوئے بدیوں سے دُور رکھنا ہے اور نیکیوں کے سرمایہ کو اپنی اس زندگی میں سمیٹنا ہے۔ جیسے بادشاہ نے اپنے محل سے قیمتی اشیاء لے جانے کے لئے درباریوں کو پانچ گھنٹے دیئے تھے۔ ویسے ہی اس محدود زندگی میں نیکیوں کی متاع اکٹھی کرنی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دنیا ایک ریل گاڑی ہے اور ہم سب کو عمر کے ٹکٹ دیئے گئے ہیں۔ جہاں جہاں کسی کا اسٹیشن آتا جاتا ہے اس کو اُتار دیا جاتا ہے یعنی وہ مر جاتا ہے۔ پھر انسان کس زندگی پر خیالی پلاؤ پکاتا اور لمبی امیدیں باندھتا ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 21)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسے بہشتی زندگی اِسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے جہنم کی زندگی بھی یہاں ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ جب انسان حسرت کے ساتھ مرتا ہے تو بہت بڑے جہنم میں ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 67)

بعض لوگ اپنی زندگی دنیا کے جھمیلوں میں گزار دیتے ہیں اور آخری وقت کا انتظار کرتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ ابھی کافی زندگی پڑی ہے۔ نیکیاں کمالیں گے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"زندگی تو برف کے ٹکڑے کی مثال رکھتی ہے۔ ہزاروں پردوں میں رکھو پگھلتی جاوے گی۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 267)

پھر فرماتے ہیں۔

"نجات اور مکتی یہی ہے کہ لذت ہو، دکھ نہ ہو۔ دُکھ والی زندگی تو نہ اس جہان کی اچھی ہوتی ہے اور نہ اُس جہان کی۔ جو لوگ محنت کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں وہ گویا اپنی کھال آپ اُتارتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ زندگی تو بہر حال ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ برف کے ٹکڑہ کی طرح ہے خواہ اس کو کیسے ہی صندوقوں اور کپڑوں میں لپیٹ کر رکھو لیکن وہ پگھلتی ہی جاتی ہے۔ اسی طرح پر خواہ زندگی کے قائم رکھنے کی کچھ تدبیریں کی جاویں لیکن یہ سچی بات ہے کہ وہ ختم ہوتی جاتی ہیں۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 216-217)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں کو خدا کے فضلوں، رحمتوں سے آراستہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 جون 2022ء)

﴿43﴾

بھانڈے قلعی کرالو

انسانی اعضاء کو رمضان کی بھٹی میں ڈال کر صاف کرنے کی ضرورت

ہم جب بچپن کے دور سے گزر رہے تھے تو گلی کوچوں سے اکثر ایک صدا سنائی دیتی تھی کہ "بھانڈے قلعی کرالو" (یعنی اپنے برتن پالش کرالیں) تو گھر کی خواتین اپنے پیتل اور تانبے کے برتن نکال کر انہیں قلعی کروایا کرتی تھیں اور جب برتن قلعی کرنے والا شخص ایک جگہ بیٹھ کر اپنی بھٹی کو گرم کرتا اور برتنوں کو قلعی کرنے کا عمل شروع کرتا تو ارد گرد کے مکانات سے بھی خواتین اپنے پیتل اور تانبے کے برتن نکال کر لے آتیں اور ہم اس کے قریب کھڑے ہو کر اس عمل کو شوق سے دیکھتے اور انجوائے کرتے کہ کس طرح میلا کچیلا برتن قلعی کرنے سے چاندی جیسا چمکدار سفید یا یوں کہیں کہ ایک بار پھر نیا نکور ہو جاتا تھا۔

اسکولز کی رخصتوں کے دوران اپنے عزیزوں اور دوستوں سے ملنے ملانے اور پڑھائی کی تھکاوٹ دور کرنے کے لئے ہماری مائیں ہمیں گاؤں بھی بھجوا دیا کرتی تھیں۔ ہم نے وہاں بھی یہ چیز مشاہدہ کی کہ جونہی "بھانڈے قلعی کرالو" کی صدا سنائی دیتی تو خواتین اپنے گھروں کی پرچھتیوں سے پیتل اور تانبے کے برتن اٹھا کر لا باہر رکھ دیتیں اور اپنے اس عمل پر ہمیں متعجب پا کر کہتیں کہ بیٹا! پیتل اور تانبے کے برتنوں کو سال میں ایک بار قلعی کروانے سے جہاں برتنوں میں خوبصورتی آجاتی ہے وہاں اس کی کَس (سبز رنگ کا مَیل یا زنگ) بھی مر جاتا ہے اور یوں ان برتنوں کو اٹھا کر قلعی کرانے کے بعد دوبارہ سیٹ کرنے سے گھر کی نہ صرف پرچھتیاں صاف ہو جاتی ہیں بلکہ گھر کے باقی کونے کھدرے بھی نکھر جاتے ہیں۔

یہی عمل ہم نے جو اس زمانہ میں نائی (باربر) کہلاتے تھے اور شادی بیاہ اور دیگر فنکشنز میں کھانا پکایا کرتے تھے کو اپنی دیگوں (پکانے والے بڑے برتن) کو سال میں ایک دفعہ قلعی کرواتے دیکھا۔ پھر چونکہ ربوہ میں دار الضیافت (لنگر

خانہ مسیح موعودؑ) بھی ہمارے گھر سے چند قدم پر تھا۔ وہاں بھی اور دیگر لنگر خانوں میں بھی سال میں ایک بار یہ عمل دیکھنے کو ملتا رہا۔

ہماری آج کی نوجوان نسل اور پود کو شائد خاکسار کے اس مضمون پر باندھی گئی یہ تمہید سمجھ نہ آئے یا اسے عجیب سمجھ کر وہ پریشان ہوں۔ اس دور کے نوجوانوں اور بچوں کی معلومات میں اضافہ کے لئے مجھے وضاحت کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ زمانہ قدیم سے لے کر آج کے دَور تک مختلف تہذیبوں اور معاشروں میں مختلف قسم کے برتن استعمال ہوتے رہے ہیں۔ کبھی لکڑی، کبھی پتھر، کبھی مٹی اور ایک وقت میں تو درختوں کے پتوں کو بھی بطور برتن استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس جدید دور میں بھی سکھوں کے گردواروں میں خاص قسم کے درخت کے بڑے سائز کے پتوں کی بنی ہوئی پلیٹوں میں پرساد (سکھوں کا تبرک) تقسیم کیا جاتا ہے۔ پتوں کی پلیٹوں میں آج بھی امرتسر انڈیا کے گولڈن ٹیمپل میں حلوہ تقسیم ہوتا ہے۔ تقریباً 4-5 دہائیاں قبل پیتل (Brass) اور تانبے (Copper) کے برتنوں کا استعمال عام تھا۔ پھر سلور اور تام چینی کے برتن آئے اور کبھی چاندی کے برتن استعمال ہوئے۔ سلور کے برتنوں کے استعمال کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بھی ایک وقت میں مضر صحت قرار دیا تھا۔ اس اہم موضوع پر آپؒ نے اپنے خطبہ جمعہ میں سیر حاصل روشنی ڈالی تھی، جس کی میڈیکل ریسرچ نے تصدیق کی، اپنے محبوب امامؒ کے اس خطبہ کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے احمدی گھروں نے سلور کے برتن اپنے گھروں سے نکال دیئے اور ان کی جگہ اسٹیل کے برتنوں نے لے لی، اس عمل کا آغاز ربوہ سے ہوا اور پاکستان کے کئی شہروں کے احمدی گھرانوں نے حفظان صحت کے لئے سلور کے برتن نکال باہر کئے۔ ربوہ میں تو برتن بیچنے والے ایک وقت میں یہ آواز لگایا کرتے تھے کہ ”سلور کے برتن تبدیل کرا کے اسٹیل کے برتن لے لو“

آج کل اسٹیل کے برتنوں کے ساتھ ساتھ کانچ، stone ware porcelain اور Pyrex کے برتنوں کا رواج عام ہے۔

پیتل اور تانبے کے برتنوں کو روزانہ پانی، صابن وغیرہ سے دھونے کے باوجود کچھ عرصہ گزرنے کے بعد یا کم از کم سال میں ایک بار ایک خاص دھات Tin سے قلعی کروایا جاتا تھا۔ جس کا طریق کسی حد تک میں اوپر بیان کر آیا ہوں۔ دہکتی ہوئی آگ پر برتنوں کو گرم کر کے Tin کی معمولی رگڑائی کے بعد کپڑا اندر والے حصہ میں پھیرنے

سے برتن چاندی کی طرح سفید ہو جاتے ہیں اور کھانے کے ساتھ جو بد ذائقہ کَس مل جاتی تھی وہ بھی ختم ہو جایا کرتی تھی اور کھانے کا اصل مزا دوبالا ہو جاتا تھا۔

قلعی اور کَس کے لغوی معانی

مضمون کو آگے بڑھانے سے قبل قلعی اور کَس کے لغوی معنی جاننا ضروری ہیں۔ قلعی لفظ کے تحت لکھا ہے۔ ایک سفید رنگ کی ملائم دھات جو چاندی سے مشابہت رکھتی ہے اور تانبے و پیتل وغیرہ کے برتنوں پر ملمع کرنے اور مرکب دھات بنانے کے کام آتی ہے۔ رانگ، رانگا، ٹین، ملمع، گلٹ، روغن نیز ظاہری چمک دمک۔ گھروں اور مکانوں کو چونا کرنے کو بھی قلعی کرانا کہتے ہیں اور یہ بھی پرانے وقتوں میں سال میں ایک دفعہ کروایا جاتا تھا۔ آج کل اس چونا کی جگہ کئی اور چیزیں جیسے وائیٹ واش دیواروں پر کرنے والی آگئی ہیں جو مختلف کیمیکلز ملے ہونے کی وجہ سے دو تین سال گزار دیتی ہیں۔

کَس کے معنی۔ تانبے پر کچھ عرصہ کے بعد سبزی مائل رنگ آجاتا ہے۔ یہ اصل میں زنگ ہے جو برتنوں سے اترنا شروع ہو جاتا ہے اور کھانے میں آمیزش کے بعد کھانے کو بدمزا بنا دیتا ہے۔

انسانی اعضاء بمثل برتن

اللہ تعالیٰ نے انسانی اعضا کو بھی کسی نہ کسی رنگ میں برتن کی شکل دی ہے۔ اور شعراء نے بعض اعضاء کو مختلف رنگ کے برتنوں سے تشبیہ بھی دے رکھی ہے۔ جیسے آنکھ کو پیالے سے اور گردن کو صراحی سے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے انسان کے مُنہ کو پیالے سے تشبیہ دیتے ہوئے کمال عمدگی سے نصیحت فرمائی تھی کہ اسی مُنہ سے آپ درود شریف پڑھتے ہو جو دودھ پینے کی طرح ہے اور اسی مُنہ سے بداخلاقیاں، گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑا کرتے ہو جو گندگی کھانے یا پینے کے مترادف ہے۔ ایک ہی پیالے میں گندگی بھی کھاتے ہو اور پھر اسی پیالے میں دودھ بھی پیتے ہیں، عام زندگی میں اگر اس کا تصور کیا جائے تو جھرجھری آجاتی ہے۔ میں آنکھ اور منہ کا ذکر تو کر آیا ہوں۔ کان کی شکل لے لیں، زبان بھی گول ہو کر برتن کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔ ہاتھوں کو لیں۔ اس کی انگلیوں کو ہتھیلی کی طرف ملائیں تو برتن کی کیفیت اختیار کر جاتی ہے جسے پنجابی میں ہم ''بُک'' بھی بولتے ہیں۔ دونوں ہاتھوں کو ملا کر

اور پیالہ یا گلاس بنا بنا کر ہم پانی بھی پیتے ہیں۔ ناک کے دونوں نتھنے برتن نما ہیں۔ انسان کی کھوپڑی (skull) تو ہے ہی پیالے کی طرح۔ اور دل کی shape بھی برتن کی طرح ہے۔ اور شعراء نے اس کو مختلف برتنوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ گردوں کو لیں تو ان کی شکل کی ٹرے میڈیکل کے شعبہ میں استعمال ہوتی ہے جس کو kidney tray یا kidney dish کہتے ہیں۔

اعضاء کو قلعی کرانا

انسان کو اپنے برتن نما اعضاء کو بھی قلعی کرتے یا کرواتے رہنے کا حکم ہے۔ جسے ہم پاک صاف اور صفائی وغیرہ کہہ سکتے ہیں۔ قرآن و احادیث میں بار بار ان اعضاء کو دھونے اور پاک صاف کر کے رکھنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جسم کو مل مل کر دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں
دل کو جو دھوئے وہی ہے پاک نزدِ کردگار

(درثمین۔ مناجات اور تبلیغ حق)

اُس نے درختِ دل کو معارف کا پھل دیا
ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا

(درثمین۔ محاسنِ قرآن کریم)

ویسے تو ہر وقت اور ہر لمحہ ان کو صاف رکھنے کی تلقین ملتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ظاہری برتنوں کو سال میں ایک بار قلعی کرنے کے مقابل پر انسانی برتن نما اعضاء کو پاک صاف اور قلعی کرنے کے لئے سال میں ایک مبارک مہینہ ”رمضان“ رکھا ہے۔ جس کے متعلق آتا ہے کہ انسان اگر اپنے آپ کو اس ماہ میں اللہ کے حضور صدق نیت سے پیش کرے۔ استغفار اور تسبیح و تحمید کرتے ہوئے روزے رکھے، ذکر الٰہی میں وقت گزارے تو وہ نومولود بچے کی

طرح اس رمضان کو خیر آباد کہہ رہا ہو گا یعنی عبادات مکمل کر کے رمضان کا مہینہ پورا کرے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ رمضان اسلامی مہینوں میں نواں مہینہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایک مومن کی اس مہینے نئی روحانی پیدائش ہوتی ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

- پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو وہ نہ بے ہودہ باتیں کرے، نہ شور شرابہ، اگر اسے کوئی گالی دے یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں ''اِنّی صائم'' کہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم)

- جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم)

- مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیماناً واحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

(صحیح بخاری کتاب الصوم)

کہ جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں کو اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

اس حدیث میں لفظ صَامَ میں انسانی برتن نما تمام اعضاء مخاطب ہیں۔ رمضان، انسانی برتن نما اعضاء جیسے آنکھ، کان، زبان، ناک، ہاتھ اور دل کی صفائی ستھرائی کا بہترین ذریعہ اور موقعہ ہے۔

رمضان کے حوالے سے تو اب باتیں ماہ رمضان میں ہوتی رہیں گی۔ یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح برتنوں کو قلعی کرنے کے لئے تپش کی ضرورت ہوتی ہے اور ساتھ ساتھ tin لگا کر کپڑے سے صفائی ہوتی ہے۔ اسی طرح رمضان، رَمض سے نکلا ہے۔ جس کے معنی گرمی اور تپش کے ہیں۔ اس لئے انسانی اعضاء کو رمضان کی بھٹی میں ڈال کر اگر مومن قرآن کریم کی تعلیم، احادیث میں بیان فرمودات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفاء کے ارشادات سے قلعی کرے گا تو تمام انسانی اعضاء چمک دمک جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"رَمَضَ سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رَمَضَان میں چونکہ انسان اکلْ و شُہب اور تمام جسمانی لذّتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رَمضان ہوا۔ اہلِ لُغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا، اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رَمَضَ سے مراد رُوحانی ذوق و شوق اور حرارتِ دینی ہوتی ہے۔ رَمَضَ اس حرارت کو بھی کہتے ہیں، جس سے پتھر گرم ہو جاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 136 ایڈیشن 1988ء)

اس حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"یہاں رہنے والوں کو یا بعض لوگوں کو شاید قلعی کا صحیح اندازہ نہ ہو کہ برتن کو قلعی کرنے کا طریق کیا ہے؟ پُرانے زمانے میں تانبے اور دھاتوں کے برتن ہوتے تھے اور کچھ عرصے بعد انہیں قلعی کروانا پڑتا تھا۔ پاکستان میں اور ہندوستان میں رہنے والے لوگوں کو تو اندازہ ہو گا کہ کس طرح قلعی ہوتی ہے اور خاص طور پر جو ہمارے لنگر خانوں میں ڈیوٹی دینے والے ہیں اُن کو بھی اندازہ ہے کیونکہ جلسہ سالانہ میں دیگیں قلعی کروائی جاتی ہیں۔ قلعی کے لئے پہلے برتن کو آگ میں ڈالا جاتا ہے پھر اُس پر نوشادر یا کچھ کیمیکل ملے جاتے ہیں یا مَیل کے آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ بہر حال اُس کے بعد پھر ایک سفید چمکدار دھات ہوتی ہے وہ اُس پر مَلی جاتی ہے۔ جب اچھی طرح اُس کا گند پہلے سے

اتارا جائے اور پھر یہ دھات مَل کے اُس کو ایک کپڑے سے اچھی طرح پالش کیا جائے تو پھر وہ برتن اس طرح بالکل صاف شفاف اور چمکدار ہو جاتا ہے جیسے چاندی کا برتن ہو۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 11 مارچ 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک میں اپنے اعضاء کو پاک صاف کرنے اور دینی تعلیمات کے مطابق ان کا استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہمیشہ جاری رہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 اپریل 2022ء)

﴿44﴾

آئینہ کے اوصاف اپنانے کی تلقین

الفضل آن لائن کا بھی بطور آئینہ استعمال ضروری ہے

آئینہ جس کو انگلش میں Mirror ، عربی میں مِرْاٰۃٌ اور اردو میں اسے شیشہ کہتے ہیں جس کے ایک طرف خاص قسم کا مصالحہ لگا ہو اور اُس میں اپنی شبیہ دیکھی جاسکے۔ اس کو Looking Glass بھی کہا جاتا ہے۔ قریباً ہر زبان میں اس لفظ کو بہت اہمیت حاصل ہے اور مختلف محاوروں میں اسے استعمال کرتے ہیں جیسے انگلش میں Mirror Image کے الفاظ، جو ہو بہو درج ذیل معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ شبیہ، ہم آہنگی اور ایسی چیز جو کسی شئے کو منعکس کرنے کیلئے استعمال ہوتی ہے۔

آنحضور ﷺ نے عربی کے لفظ مِرْاٰۃٌ کو محاورۃً نہایت خوبصورت انداز میں استعمال فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ اَخِیْہِ (ابوداؤد) کہ ایک مومن دوسرے مومن بھائی کے لئے آئینہ کی طرح ہے۔ ایک اور حدیث میں "اَلْمُسْلِمُ مِرْاٰۃُ الْمُسْلِمِ" کے الفاظ بھی آتے ہیں۔ اس کے معانی یہ ہیں کہ جس طرح آپ Looking Glass میں ایک شبیہ کو ہو بہو دیکھ سکتے ہیں ویسی ہی آپ کو اپنی شبیہ دوسرے مومن کے وجود میں نظر آنی چاہئے۔ اگر تمام مومن اس اصول کو سامنے رکھ کر اپنی زندگیاں گزاریں تو ہمارا معاشرہ جنت نظیر بن سکتا ہے۔

آئیں دیکھیں! آئینہ کی کیا خوبیاں ہوتی ہیں۔

بغیر کسی سجاوٹ یا تبدیلی کے شیشہ آپ کا اصل چہرہ دکھلا دیتا ہے۔ اسی لئے کسی کو اوقات دکھانے کے لئے کہتے ہیں کہ اپنا چہرہ تو شیشے میں دیکھ لو۔

1. اگر شیشہ میں بال یعنی کریک آجائے تو شبیہ درست نظر نہیں آتی۔
2. شیشے کی پشت (Back) پر اگر مصالہ صحیح نہ لگا ہو تو سامنے سے شبیہ بے ڈھنگی اور ٹیڑھی میڑھی دکھائی دیتی ہے۔
3. شیشے کے سامنے کے حصہ پر اگر پانی یا کسی اور چیز کے داغ لگ جائیں یا پشت پر مصالحہ خراب ہو جائے یا اس پر لکیریں آجائیں تو پھر بھی شبیہ صحیح نظر نہیں آتی۔
4. شیشے میں اپنی تصویر دیکھنے کے لئے شیشے کا درست زاویہ پر ہونا بھی ضروری ہے۔ جن شیشوں کا زاویہ (Angle) ٹھیک نہ ہو تو تصویر بھی درست نظر نہیں آرہی ہوتی۔
5. شیشہ آپ کے عیوب صرف آپ کو دکھلاتا ہے کسی اور کو نہیں۔
6. آج کل ایسے Looking Glass بھی آئے ہیں جو چہرے کو بڑا (Enlarge) کر کے دکھلا دیتے ہیں تاکہ چہرے کی خوبصورتی اور بد نمائی واضح طور پر نظر آئے۔ گویا وہ چہرہ کے ایسے دھبوں پر بھی Focus کر کے دکھلا دیتا ہے جو بہت چھوٹے اور باریک ہوتے ہیں۔

آج کے دور میں آئینہ نما شیشوں سے بڑے بڑے مقررین، اینکرز، سنگرز اور اداکاروں نے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ انہوں نے اپنے گھر کے کسی ایک کمرہ کو ریہرسل روم بنایا ہوتا ہے جس کے چاروں طرف بڑے بڑے شیشے لگا رکھے ہوتے ہیں اور وہ پروگرامز ریکارڈ کروانے سے قبل ان شیشوں کے سامنے بیٹھ کر ایکٹنگ کرتے اور اپنے نقوش سنوارتے ہیں۔ سابق صدر امریکہ اوباما نے ایک دفعہ اپنے ایک انٹرویو میں یہ بتایا تھا کہ میں نے تقریر کرنی شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر سیکھی ہے۔

آئینہ میں موجود ان خوبیوں کو اگر آنحضور ﷺ کے بیان شدہ ارشاد مبارک کی روشنی میں دیکھیں تو ایک بہت ہی لطیف مضمون اُبھر کر سامنے آتا ہے۔

جس طرح انسان عیب بینی اور تزئین و حسن کے لئے آئینہ دیکھتا ہے۔ آئینہ میں اسے اپنا عکس نظر آتا ہے۔ اسی طرح ایک مومن کی پہلی ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ وہ آئینہ کی طرح اتنا صاف شفاف ہو کہ لوگ اسے بآسانی اپنا سکیں۔ اس کو دیکھ کر اپنی اصلاح کر سکیں۔ اس کے اندر دین محمدؐ کی صحیح تصویر بن رہی ہو جو سامنے کھڑے بندے کو نظر آئے۔

اس حدیث کے مطابق ایک مومن پر دوہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ نمبر 1 وہ دوسروں کے لئے خود آئینہ ہے اور نمبر 2 یہ کہ دوسروں کو اپنے لئے آئینہ سمجھے۔ اگر کسی مومن میں کسی کو برائی یا کمی نظر آئے تو چشم پوشی کرے اور صرف خاموشی کے ساتھ ادب کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے نشاندہی کر دینی چاہئے جس طرح شیشہ خاموشی سے نشاندہی کر رہا ہوتا ہے۔ ہم نے اپنے معاشرہ اور سوسائٹی میں دیکھا ہے کہ اگر کسی میں کوئی برائی نظر آجائے تو ہم اس کا معاشرے میں ڈھنڈورا پیٹتے اور اسے بدنام کرتے ہیں۔ جو ''مِرَاۃٌ'' کے مفہوم کے برعکس ہے۔ احادیث میں اس حوالہ سے بہت سے اسباق ہمیں ملتے ہیں۔ فرمایا کہ زبان سے سمجھاؤ اگر نہیں تو خاموش رہ کر اس کے حق میں برائی کے دور ہونے کے لئے دعا ہی کر دو۔ آج کل معاشرہ میں غیبت، چغلی اور کسی کو بدنام کرنے کی عادت ناسور بنتی جارہی ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اس حدیث میں بیان سبق کو سمجھا ہی نہیں ورنہ حقیقی بھائی چارہ قائم ہو چکا ہوتا۔

آج کل اس حدیث میں بیان سبق کے برعکس ہم نے دیکھا ہے کہ ہم کسی میں برائی ہونے کے باوجود اس کی تعریفوں کے پل باندھنا شروع کر دیتے۔ اس کی اتنی تعریف کرتے ہیں کہ اسے اپنی برائی نظر بھی آتی ہے تو وہ اسے بھلا دیتا ہے اور مزید گناہ کرنے پر دلیر ہو جاتا ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

''بہت آدمی جب میرے سامنے آتے ہیں تو ان کے اندر سے مجھے ایسی شعاعیں نکلتی معلوم ہوتی ہیں جن سے مجھے پتا لگ جاتا ہے کہ ان کے اندر یہ یہ عیب ہے یا یہ یہ خوبی ہے مگر یہ اجازت نہیں ہوتی کہ انہیں اس عیب سے مطلع کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے کہ جب تک انسان اپنی فطرت کو آپ ظاہر نہیں کر دیتا وہ اسے مجرم قرار نہیں

دیتا۔ اس لئے اس سنت کے ماتحت انبیاء اور ان کے اظلال کا بھی یہی طریق ہے کہ وہ اس وقت تک کسی شخص کے اندرونی عیب کا کسی سے ذکر نہیں کرتے جب تک وہ اپنے عیب کو آپ ظاہر نہ کر دے۔"

(الفضل 9 مارچ 1938ء)

اس حدیث میں ایک بڑا سبق یہ بھی ہے کہ ہمیں اپنی زندگیوں کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔ اپنی زندگیوں کو پاک وصاف بنائے رکھیں۔ قرآن، احادیث وسنت کو اپنے وجودوں میں اُتاریں۔ جس طرح شیشے پر معمولی سی میل کچیل یا دھبہ لگنے پر چہرہ بد نما نظر آنے لگتا ہے اسی طرح اپنے وجود کو پاک وشفاف رکھیں۔ میل کچیل اور جو دھبے لگ جاتے ہیں۔ ان کو دھونا ضروری ہے۔ اس کا بہترین طریق محاسبہ اور خود احتسابی ہے۔ آنحضورؐ روزانہ رات کو بستر پر جانے سے قبل خود احتسابی کے عمل سے اپنے وجود کو گزارتے تھے۔ اب رمضان کے مبارک دن ہیں جو خود احتسابی کے لئے بہت اہم ہیں۔

اسی طرح شیشے کی پُشت پر اگر قیمتی سے قیمتی مصالحہ لگا ہو اور اس کو بال آنے سے بچائے رکھیں تو شبیہ بھی اچھی نظر آتی ہے اسی طرح دینی تعلیم کے مصالحہ کو بھی ہر جہت سے دیکھ کر اس کو خوبیوں اور آداب سے مرصع کر کے اگر اپنی پُشت پر لگائیں گے تو دوسروں کو اپنی شبیہ بھی عمدہ اور دینی نظر آئے گی اور جس طرح آج کل ایسے شیشے آگئے ہیں جو چہرہ کو بڑا کر کے دکھاتے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی ان تمام دینی تعلیمات کو اکٹھا کر کے اپنے اوپر ایسے رنگ میں لاگو کریں کہ ہمارے نقوش اتنے واضح اور نمایاں ہوں کہ ہر ایک چلتا پھرتا مومن نظر آئے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ قرآنی تعلیم کو بغور پڑھیں، احادیث وسنت رسولؐ کا مطالعہ کریں۔ حکم وعدل کی تعلیمات کو سامنے رکھیں اور بالخصوص آج کے دور کے روحانی رہبر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات وارشادات کو حرز جان بنائیں۔

پھر اخبار الفضل آن لائن سے بھی آئینہ کا کام لیا جاسکتا ہے جس کو www.alfazlonline.org پر دیکھا جاسکتا ہے۔ اگر روزانہ اس کا مطالعہ کریں تو آپ کو باآسانی علم ہو سکے گا کہ آپ کہاں کھڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی معنوں میں دین محمدؐ پر کاربند رہنے اور تمام تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

خاکسار کا یہ اداریہ آئینہ کے عنوان سے روزنامہ گلدستہ علم وادب، لندن میں شائع ہوا تھا جو معمولی تبدیلی کے ساتھ رمضان کی مناسبت سے قارئین الفضل آن لائن کے استفادہ کے لئے پیش ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04 اپریل 2022ء)

﴿45﴾

رمضان کے پہلے عشرہ رحمت کی مناسبت سے قرآنی دعائیں

• اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

(الفاتحہ:2-7)

تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تُو نے انعام کیا۔ جن پر غضب نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔

• رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

(البقرہ: 129)

اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے دو فرمانبر دار بندے بنادے اور ہماری ذریّت میں سے بھی اپنی ایک فرمانبر دار اُمّت (پیدا کر دے)۔ اور ہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا اور ہم پر توبہ قبول کرتے ہوئے جُھک جا۔ یقیناً تُو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

• رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

(البقرۃ: 287)

اے ہمارے ربّ! ہمارا مؤاخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے کوئی خطا ہو جائے۔ اور اے ہمارے ربّ! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا ہم سے پہلے لوگوں پر (ان کے گناہوں کے نتیجہ میں) تُو نے ڈالا۔ اور اے ہمارے ربّ! ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے بڑھ کر ہو۔ اور ہم سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر۔ تُو ہی ہمارا والی ہے۔ پس ہمیں کافر قوم کے مقابل پر نصرت عطا کر۔

• رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

(اٰل عمران:9)

اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

• لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

(الاعراف: 150)

اگر ہمارے ربّ نے ہم پر رحم نہ کیا اور ہمیں بخش نہ دیا تو ہم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

• رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ

(الاعراف: 152)

اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور میرے بھائی کو بھی اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر اور تُو رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ

(الاعراف: 156)

پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بخشنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

- رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ

(ھود: 48)

اے میرے ربّ! یقیناً میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے وہ بات پوچھوں جس (کے مخفی رکھنے کی وجہ) کا مجھے کوئی علم نہیں۔ اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔

- رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا

(بنی اسرائیل: 25)

اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

- رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا

(الکہف: 11)

اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا کر اور ہمارے معاملے میں ہمیں ہدایت عطا کر۔

اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ

(الانبیاء: 84)

مجھے سخت اذیت پہنچی ہے اور تُو رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

• رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ

(المومنون: 110)

اے ہمارے ربّ! ہم ایمان لے آئے۔ پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

• رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ

(المومنون:119)

اے میرے ربّ! بخش دے اور رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

• رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ

(النمل: 20)

اے میرے ربّ! مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں۔ اور تُو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔

• رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

(المومن:8-10)

اے ہمارے ربّ! تُو ہر چیز پر رحمت اور علم کے ساتھ محیط ہے۔ پس وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ کی پیروی کی ان کو بخش دے اور ان کو جہنّم کے عذاب سے بچا اور اے ہمارے ربّ! انہیں اُن دائمی جنتوں میں داخل

کر دے جن کا تُو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے اور انہیں بھی جو اُن کے باپ دادا اور ان کے ساتھیوں اور ان کی اولاد میں سے نیکی اختیار کرنے والے ہیں۔ یقیناً تُو ہی کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے اور انہیں بدیوں سے بچا۔ اور جسے تو نے اس دن بدیوں (کے نتائج) سے بچایا تو یقیناً تُو نے اس پر بہت رحم کیا اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 اپریل 2022ء)

﴿46﴾

رمضان کے پہلے عشرہ رحمت کی مناسبت سے ادعیہ ماثورہ

روزمرہ کے استعمال کی وہ دعائیں جن میں اللہ تعالیٰ سے طلبِ رحمت پائی جاتی ہے۔ مسجد میں داخل ہونے کی دعا، دعائے بین السجدتین، التحیات، دعائے قنوت، ملتے وقت سلامتی و رحمت، چھینک کا جواب یَرْحَمُكَ اللّٰهُ، قرآن ختم کرنے پر ماثورہ دعا، صفات باری تعالیٰ کا تذکرہ۔

- يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ

اے زندۂ و قائم خدا! تیری رحمت کا واسطہ دے کر میں مدد کا طلبگار ہوں۔

- اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ

اے اللہ! گناہوں کے ترک کرنے کے لیے مجھ پر خاص رحمت فرما۔

- اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِرَحْمَةٍ تُغْنِيْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ

اے اللہ! اپنی ایسی رحمتِ خاص سے مجھ کو حصہ دے جو تیرے سوا مجھے ہر قسم کی رحمت سے مستغنی کر دے۔

- اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو، فَلَا تَكِلْنِيْ إِلَىٰ نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ

اے اللہ! تیری رحمت کا امیدوار ہوں پس تو ایک لمحہ کے لیے بھی مجھے اپنے نفس کے سپرد نہ کرنا۔

- اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وارْحَمْنِيْ، وأَلْحِقْنِيْ بالرَّفِيقِ الأَعْلَىٰ

اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھے اعلیٰ دوست سے ملادے۔

- اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتِكَ أَوْسَعُ مِنْ ذُنُوبِي وَرَحْمَتُكَ أَرْجَى عِنْدِي مِنْ عَمَلِي

اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے کہیں زیادہ ہے اور مجھے امید اپنے عمل کی نسبت تیری رحمت پر زیادہ ہے۔

- اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ

اے اللہ! ہمیں بخش دے، ہم پر رحم فرما اور ہم سے راضی ہو جا، ہمیں جنت میں داخل کر اور ہمیں آگ سے بچا۔

- اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِكَ تَهْدِي بِهَا قَلْبِي

اے اللہ! میں تیری رحمت کا خاص طلبگار ہوں جس کے ذریعہ تو میرے دل کو ہدایت عطا کرے۔

- اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ

اے اللہ! میں تجھ سے تیری رحمت کو جذب کرنے والی باتوں کی دعا کرتا ہوں۔

- اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ، اَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي

اے اللہ! میں تجھ سے تیری اس رحمت کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں جو ہر چیز پر حاوی ہے کہ مجھے بخش دے۔

- لَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

اے تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے خدا، ہم پر ایسے لوگ مسلط نہ کر نا جو ہم پر رحم نہ کریں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 اپریل 2022ء)

﴿47﴾

رمضان کے پہلے عشرہ رحمت کی مناسبت سے حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں

میں گناہ گار ہوں اور کمزور ہوں تیری دستگیری اور فضل کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ تو آپ رحم فرما اور مجھے پاک کر کیونکہ تیرے فضل و کرم کے سوا کوئی اور نہیں جو مجھے پاک کرے۔

- اَللّٰہُ خَیۡرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ

اللہ ہی بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور وہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

- رَبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ مِنَ السَّمَآءِ

اے میرے ربّ مغفرت فرما اور آسمان سے رحم نازل فرما۔

- یَاحَیُّ یَاقَیُّوۡمُ بِرَحۡمَتِکَ أَسۡتَغِیۡثُ

اے زندہ و قائم خدا تیری رحمت کا واسطہ دے کر میں مدد کا طلبگار ہوں۔

- رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ

اے میرے ربّ ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے رب پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما (یہ دعا اسم اعظم ہے)۔

- اِشْفِنِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَارْحَمْنِیْ

اے میرے ربّ مجھے اپنی طرف سے شفاء عطا فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

- رَبِّ اِنَّكَ جَنَّتِیْ وَرَحْمَتُكَ جُنَّتِیْ

اے اللہ تو میری جنت ہے اور تیری رحمت میری ڈھال ہے۔

- اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ

یا اللہ! رحم۔

- رَبِّ اِنَّكَ جَنَّتِیْ وَرَحْمَتُكَ یُنْجِیْ مِنَ الْعَذَابِ

اے میرے ربّ مجھ پر رحم فرما یقیناً تیرا فضل اور تیری رحمت، عذاب سے نجات دیتے ہیں۔

- اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ

اے اللہ محمد ﷺ کی امت پر رحم فرما۔

- فَارْحَمْنِیْ مِنْ لَّدُنْكَ اِرْحَمْنِیْ یَارَبَّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ اِرْحَمْنِیْ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ وَلَا رَحِمَ اِلَّا اَنْتَ

مجھ پر رحم فرما اپنی جناب سے۔ اے ارض و سماء کے ربّ رحم فرما۔ اے ارحم الرّاحمین رحم فرما۔ تیرے سوا کوئی رحم نہیں کرتا۔

چل رہی ہے نسیم رحمت کی
جو دعا کیجئے قبول ہے آج
سن میرے پیارے باری میری دعائیں ساری
رحمت سے ان کو رکھنا میں تیرے منہ کے واری

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 اپریل 2022ء)

﴿48﴾

رمضان کا انتساب براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہے

خاکسار جب لاہور اور پھر اسلام آباد میں خدمات دینیہ بجالا رہا تھا، ان شہروں میں قیام کے دوران کبھی کبھار مختلف اخبارات، رسائل و میگزینز میں سے اہم تراشے اور بعض اوقات مکمل رسائل و میگزینز ہی محترم مولانا دوست محمد شاہد، مورخ احمدیت کو ریکارڈ میں محفوظ کرنے کے لئے بھجوایا کرتا تھا۔ محترم مولانا موصوف کی شخصیت کا ایک وصف یہ تھا کہ آپ اپنے نام آنے والے خطوط، مکتوبات کا جواب بے حد مصروفیات کے باوجود اپنے ہاتھ سے رقم کر کے دیا کرتے تھے اور شعر کا یہ مصرعہ اکثر لکھا کرتے تھے۔

تجھ کو اس لطف کی اللہ ہی جزاء دے ساقی

خطوط کے جواب میں جن الفاظ کو نمایاں کرنا مقصود ہوتا ان الفاظ کو جلی (Bold Font) کر کے لال و سبز رنگ سے لکھتے اور فقروں کے نیچے رنگ دار لکیر کھینچا کرتے گویا یوں لگتا جیسے رنگ رنگ کے موتی پروئے ہوں۔

ایک دفعہ خاکسار نے کچھ تراشے جب آنمکرم کو بھجوائے تو ماہ رمضان تھا۔ آپ نے ان تراشوں کی وصولی کے خط میں لکھا کہ ”رمضان کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا انتساب براہ راست اللہ تعالیٰ سے کیا گیا ہے کیونکہ بعض احادیث کے مطابق رمضان خود اللہ جلشانہٗ کا اسم مبارک بھی ہے۔“

(در منثور للسیوطی)

یہ خط 23 اکتوبر 2004ء کا تحریر شدہ ہے۔ جو میرے ایک دوست زاہد محمود نے مہیا کر کے رمضان کے حوالے سے اداریہ لکھنے کی درخواست کی ہے۔

مکرم عبد السمیع خان استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا نے خاکسار کی درخواست پر اس حدیث کے درج ذیل الفاظ مہیا فرمائے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، لَا تَقُوْلُوْا رَمَضَانَ فَاِنَّ رَمَضَانَ اِسْمٌ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰه وَلٰكِنْ قُوْلُوْا شَهْرُ رَمَضَانَ

(السنن الکبریٰ بیہقی جلد 4 صفحہ 339 کتاب الصیام، حدیث نمبر 7904)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کو رمضان نہ کہا کرو کیونکہ رمضان، اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے بلکہ رمضان کو ماہ رمضان کہا کرو۔

الغرض ماہ رمضان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ مکرم مولانا مرحوم کے مطابق رمضان کا انتساب خود اللہ تعالیٰ نے اپنے سے کیا ہے۔ یہ مبارک دن خالق حقیقی کو اپنا بنانے، اس کو سینے سے لگانے کے دن ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ان مبارک دنوں کو اللہ کو مَل لینے کے دن کہا کرتے تھے۔ ایک موقع پر آپ نے ایک واقعہ یوں بیان فرمایا کہ:

ایک دفعہ ایک بادشاہ نے اپنے محل کے دروازے کھول کر درباریوں سے کہا کہ فلاں سے فلاں وقت تک یہ محل کھول دیا گیا ہے۔ آپ جو قیمتی اشیاء لینا چاہتے ہیں اٹھا کر لے جائیں۔ ایک ہوشیار اور دانا بوڑھا درباری اٹھ کر دھیرے دھیرے بادشاہ کی طرف بڑھنے لگا اور جا کر بادشاہ کو ہاتھ لگا کر کہنے لگا کہ بادشاہ سے بڑھ کر کوئی چیز قیمتی نہیں ہو سکتی۔ جس نے بادشاہ کو مَل لیا بادشاہ اس کا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ماہ رمضان کا محدود وقت ہوتا ہے۔ اس میں اپنے خدا کو ہاتھ لگا لیں۔ اس کو مَل لیں اور جس کا خدا ہو جائے ساری دنیا اس کی ہو جاتی ہے۔ اس کو کسی اور کو مِلنے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ دوسرے معنوں میں یوں کہہ لیں کہ ماہ رمضان میں رمضان خدا کو مِلنے کی ضرورت ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب رمضان آتا ہے تو جنت کہتی ہے کہ یا اللہ! اس مہینے میں اپنے بندوں کو میرے لئے خاص کر دے۔ (بیہقی شعب الایمان) مجمع الزوائد کے الفاظ یوں ہیں

فَاتَّقُوْا شَهْرَ رَمَضَانَ فَاِنَّهٗ شَهْرُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى

کہ رمضان کے مہینے کا خاص خیال رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے جو بڑی برکت والا اور بلند شان والا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس مضمون کو ایک جگہ یوں بیان فرمایا ہے:
"میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ رمضان سے پورے طور پر فائدہ اٹھائیں کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے برکات نازل ہونے کے خاص دن ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک سخی اپنے خزانہ کے دروازے کھول کر اعلان کر دے کہ جو آئے، لے جائے۔ برکتوں اور رحمتوں کے دروازے اپنے بندوں کے لئے کھول دیتا ہے اور کہتا ہے کہ آؤ اور آ کر لے جاؤ۔"

(تربیتی درس از صدارت عمومی جلد اول صفحہ:126)

*ماہ رمضان کی "رمضان خدا" سے ایک نسبت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمائی ہے:

ذَاكِرُ اللّٰهِ فِيْ رَمَضَانَ مَغْفُوْرٌ لَهٗ وَسَائِلُ اللّٰهِ فِيْهِ لَا يَخِيْب

(جامع الصغیر)

کہ رمضان میں اللہ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے اور اس ماہ اللہ سے مانگنے والا کبھی نامراد نہیں رہتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:
"رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے، دعاؤں کا مہینہ ہے۔"

(الحکم 24/ جنوری 1901ء)

رمضان کا نام اس لئے رکھا گیا کہ یہ گناہوں کو جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔

(کنز العمال کتاب الصوم)

گویا "رمضان خدا" جس میں حلول کرے گا اس کے گناہ مٹ جائیں گے اور وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو گا کیونکہ اللہ کی آمد سے اللہ ہی اللہ ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان کے معانی دو گرمیوں کے ضمن میں فرماتے ہیں:
"رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل وشرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لیے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 209)

اس آرٹیکل میں قارئین کرام کو ماہ رمضان کی اہمیت و افادیت اللہ تعالیٰ کے حوالے سے بیان کر کے ماہ رمضان کے دنوں میں اپنے اندر روحانی حرارت پیدا کرنے کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے۔

حدیث قدسی ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزے میرے لئے ہیں اور میں خود ہی اس کی جزاء بنوں گا۔

ماہ رمضان کی اہمیت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی ظاہر و باہر ہے کہ آپ نے شعبان کے آخری روز صحابہ کی طرف اپنا رخ مبارک کر کے ایک خطاب فرمایا۔ جس کے آغاز میں آپؐ نے فرمایا کہ تم پر ایک ایسا عظمت اور شان والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے جو بہت برکتوں کا مہینہ ہے۔

(مشکوٰۃ، کتاب الصوم)

یہ ایسا بابرکت مہینہ ہے جس میں انسان اللہ تعالیٰ سے ایک رنگ میں مشابہت اختیار کر لیتا ہے۔ کم کھانا، کم بولنا اور کم سونا۔ اس حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی مشابہت ہو جاتی ہے۔

فارسی میں ضرب المثل ہے:

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر باکبوتر، باز با باز

کہ ایک ہم جنس پرندہ اپنے ہم جنسوں کے ساتھ پرواز کرتا ہے۔ کبوتر، کبوتر کے ساتھ اور باز، باز کے ساتھ۔ پس روزہ کا ایک روحانی فائدہ یہ ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے اعلیٰ درجہ کا اتصال پیدا ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ خود اس کا محافظ ہو جاتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ

(بخاری کتاب الایمان)

کہ جو ماہ رمضان میں ایمان کی حالت میں اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے عبادات کے لئے کھڑا رہا تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

ان معانی کو "رمضان اللہ کا نام ہے" پر لاگو کریں تو نہایت ہی لطیف اور عمدہ معانی سامنے آتے ہیں کہ جب ایک مومن ایمان کی حالت میں اور اپنی لغزشوں اور کمزوریوں کا احتساب کرتے ہوئے "رمضان خدا" کو اپنے سامنے پائے گا تو خوف خدا سے وہ پاک وصاف ہو جائے گا۔

آخر میں صحیح بخاری کی ایک ایسی حدیث رمضان کی اہمیت کے لئے رکھنا چاہتا ہوں جو اوپر بیان شدہ مضمون کو مزید اجاگر کرتی ہے وہ یہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ یا بعض روایات میں اذا دخل شھر رمضان کے الفاظ آتے ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے۔ یہاں ماہ رمضان کے آنے کا ذکر نہیں کیا گیا بلکہ رمضان کے داخل ہونے کا ذکر ہے۔ تو اس کے معانی یہ ہوئے کہ جب "رمضان خدا" انسان کے اندر داخل ہو گا تو وہ نورانی چہرہ بن جائے گا۔ اس لئے جنت کے دروازے وا کر دیئے جائیں گے اور اس کی دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔

گویا یہ حدیث بہت گہرے مضامین اپنے اندر رکھتی ہے کہ جب رمضان انسانی جسم میں داخل ہو جاتا ہے تو پھر شیطان کو وہاں قریب پھٹکنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”روزہ اس چیز کا نام نہیں کہ کوئی شخص اپنا منہ بند رکھے اور سارا دن نہ کچھ کھائے اور نہ پیئے بلکہ روزہ یہ ہے کہ مونہہ کو کھانے پینے سے ہی نہ روکا جائے بلکہ اسے ہر روحانی نقصان دہ اور ضرر رساں چیز سے بھی بچایا جائے نہ جھوٹ بولا جائے۔ نہ گالیاں دی جائیں۔ نہ غیبت کی جائے۔ نہ جھگڑا کیا جائے۔ اب دیکھو زبان پر قابو رکھنے کا حکم تو ہمیشہ کے لئے ہے۔ لیکن روزہ دار خاص طور پر اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایک مہینہ تک اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے تو یہ امر باقی گیارہ مہینوں میں بھی اس کے لئے حفاظت کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے۔ اور اس طرح روزہ اسے ہمیشہ کے لئے گناہوں سے بچالیتا ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 377)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بابرکت مہینہ میں اپنا احتساب کرنے اور سچے دل کے ساتھ ماہ رمضان کی برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 اپریل 2022ء)

﴿49﴾

روحانی اور مادی بہار کے باغیچے کے کھلتے پھول

موسم بہار کی آمد آمد ہے۔ جسے پھولوں کے کھلنے، نئی کونپلوں کے نکلنے کا موسم کہا جاتا ہے۔ بہار کے لغوی معنوں میں خوبصورتی کی علامات پائی جاتی ہیں۔ ہندوستان کے میدانوں میں آخر فروری سے آخر اپریل اور پھر ستمبر اور اکتوبر کے مہینے بہار کے موسم کے ہوتے ہیں۔ جب ہر طرف رنگا رنگ کھلے ہوئے پھول نظر آتے ہیں۔ پھولوں کی نمائشیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ ہر طرف ہریالی ہوتی ہے۔ سبزہ زاروں کی چادر بچھ جاتی ہے۔ اس موسم کی وجہ سے جہاں ارد گرد کے ماحول خوبصورت لگ رہے ہوتے ہیں وہاں اس نئے اور خوشگوار ماحول کے زیر اثر انسانوں کے چہرے بھی کھل جاتے ہیں وہ خوش و خرم نظر آتے ہیں۔ جانور اور چرند پرند بھی اٹھکیلیاں کرتے نظر آتے ہیں گویا ہر ذی روح اپنی اپنی زبان میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح "سبحان اللہ" کہہ رہا ہوتا ہے۔

ویسے تمام موسم ہی اچھے ہوتے ہیں۔ ان پر تمام انسانوں کو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ کیونکہ تمام موسم اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں اور ہر موسم کا ایک اپنا رنگ ہوتا ہے اور وہ خوبصورت لگتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ہمارے ایک دوست یہاں لندن میں خدمت دین کے سلسلہ میں پاکستان سے ایسے وقت میں آئے جب خزاں میں، درختوں سے زرد رنگ کے گرے ہوئے پتوں سے سڑکوں، پارکوں اور دکانوں کی چھتیں اٹی پڑی ہوتی ہیں۔ اور ہر طرف پیلگی یعنی پیلے رنگ کا راج ہوتا ہے۔ اور تمام درخت ٹنڈ منڈ ہو جاتے ہیں۔ ہمارے دوست نے آغاز پر اپنے الاٹ شدہ مکان کے ارد گرد پتوں سے لدی سڑک اور اپنے باغیچے دیکھ کر جھاڑو سے روزانہ صاف کرنے کی کوشش کی۔ ایک دن ایک انگریز پڑوسی نے انہیں مخاطب ہو کر ایسا کرنے سے منع کرتے ہوئے کہا کہ جی! ان پتوں کو صاف نہ کریں یہ تو اس موسم میں لندن کی خوبصورتی ہے اور واقعتاً جو حسن ان پیلے پتوں سے سڑکوں اور پارکوں میں پیدا ہوتا ہے وہ دیدنی اور ناقابل بیان ہے۔ اسی طرح یورپ میں سخت سردی کا موسم جب دن گھٹ کر بہت چھوٹا اور راتیں اتنی

طویل اور گھپ اندھیری ہو جاتی ہیں اور ہم یہاں لندن میں ہجرت کر کے آنے والے اس موسم کو ڈپریشن کا موسم کہتے ہیں۔ وہاں یہاں کے لوکل لوگ اس موسم سے خوب enjoy کرتے ہیں۔

بات ہو رہی تھی موسم بہار کی۔ اس خوبصورت اور دل بہلانے والے موسم کو نثر نگاروں نے اپنی تحریروں اور شعراء نے اپنے اشعار میں خوب بیان کیا ہے اور ادیبوں نے مختلف محاوروں میں اس موسم کو خوب استعمال کیا ہے۔ جیسے اردو شاعر کہتا ہے۔

مسکراؤ بہار کے دن ہیں
گل کھلاؤ بہار کے دن ہیں

پھر ایک انگریز معروف شاعر ولیم ورڈزورتھ (William Wordsworth) لکھتا ہے۔

The birds around me hopped and played
Their thoughts I cannot measure
But I last motion which they made
It seemed a thrill of pleasure

"یعنی پرندوں نے میرے ارد گرد کھیل کود کیا۔ میں ان کے خیالات کا اندازہ تو نہیں لگا سکا لیکن ان کی ہر حرکت سے بے پناہ خوشی کا اندازہ ہوتا ہے"

یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کی ہر قوم اور ثقافت میں بہار کے جشن منائے جاتے ہیں۔ جن میں وہ اپنی روایات کے مطابق خوشیاں مناتے ہیں۔ بہار کے موسم کا دورانیہ اتنا مختصر ہوتا ہے۔ بعض کے بقول بہار کے موسم سے لوگ استفادہ ہی نہیں کر پاتے:

افسوس کہ دن بہار کے یوں ہی گزر گئے

مجھے یہاں طوالت سے بچتے ہوئے صرف یہ عرض کرتا ہے کہ اس دنیا میں مادی موسم بہار کے ساتھ ساتھ روحانی بہار کے دن بھی ہوتے ہیں جن کو ہمارے جماعتی شعراء نے اپنے اپنے کلام میں بیان فرمایا ہے۔ جیسے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ، حمد باری تعالیٰ کے ذکر میں فرماتے ہیں۔

اس "بہار حسن" کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

قرآن کریم کے فضائل کے ذکر میں آپ فرماتے ہیں۔

بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

پھر جماعت احمدیہ کے ذکر میں آپؑ فرماتے ہیں

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستان میں

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ چمن اسلام میں بہار آنے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اس چمن پر جبکہ تھا دور خزاں وہ دن گئے
اب تو ہیں اس باغ پر یارو! بہار آنے کے دن

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ، حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا ذکر کر کے مسلمانوں کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

بہار آئی ہے، دل وقف یار کر دیکھو
خرد کو نذر جنون بہار کر دیکھو

احادیث کے مطابق آخری دور میں ثریا سے ایمان کو لا کر دلوں میں نصب کرنے والے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے ہمارے چمن، باغیچے میں بہار پیدا کر دی ہے، ہمارے ایمانوں کو تازہ کیا، دین میں آنے والی خزاں کو بہار میں تبدیل کیا۔ غیر اسلامی روایات کی نشاندہی کر کے اسلامی روایات اور اقدار سے آگاہ کر کے ہمیں بہار کا مزہ چکھایا۔ الغرض روحانی، دینی، اخلاقی بہار کے حسن کے مزے ہم نے چکھے ہیں۔

جب ہم سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اس روحانی بہار میں داخل ہو چکے ہیں تو ہم پر لازم ہے کہ اس روحانی بہار کے باغیچہ میں کھلنے والے ہر پھول کی خوشبو اور مہک سے لطف اندوز ہوں۔ اللہ اور اس کے رسول کے اس باغ میں قرآن کریم ایک پھول ہے۔ باقی تمام پھولوں کی مہک اسی کے ہی صدقہ ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کو خود بھی پڑھیں اور دوسروں کی بھی پڑھائیں۔ یہی ہمارا وطیرہ اور طریق ہے اور ہونا بھی چاہئے۔ قادیان کے ہر گھر سے تلاوت قرآن کریم کی ہر صبح آوازیں آیا کرتی تھیں۔ جس کے غیر بھی معترف رہے ہیں۔ مکرم عبد السلام خاں صاحب ولد حضرت محمد الیاس خاں صاحب جب پارٹیشن کے بعد راولپنڈی میں واپڈا کے دفتر میں متعین ہوئے تو جو گھر آپ کو الاٹ ہوا۔ اس گھر سے ہر صبح آپ کے پانچوں بچوں کی تلاوت قرآن کریم کی آوازیں آیا کرتی تھیں۔ ایک دن ترانہ پاکستان کے موجد جناب حفیظ جالندھری نے صبح کی سیر کے دوران مکرم عبد السلام خاں سے پوچھا کہ کیا آپ احمدی ہیں؟ مکرم عبد السلام کے اثبات میں جواب دینے پر جناب حفیظ جالندھری نے کہا کہ اس گلی میں سوائے آپ کے کسی اور گھر سے تلاوت کی آواز نہیں آتی۔ اسی لئے میں نے اندازہ لگایا کہ یہ احمدی گھرانہ ہے اور لازماً احمدی ہوں گے۔

اس اسلامی باغیچہ میں سیرت رسول، احادیث نبویہؐ، فقہائے اربعہ کے فتاویٰ اور آج کے دور میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی کتب، ملفوظات اور خطبات و خطابات خلفاء کرام کے علاوہ علمائے جماعت کی کتب کے رنگا رنگ اور مختلف

خوشبوؤں کی آمیزش والے پھول ہیں۔ وہاں ایم ٹی اے کا بھی پھول ہے۔ جس کی مہک اور خوشبو ساری دنیا کو معطر کر رہی ہے۔

ہاں! ہاں! اس باغ میں ایک پھول ''الفضل آن لائن'' کا بھی ہے۔ جو مختلف پھولوں سے سجا ایک خوبصورت گلدستہ ہے جس کی مہک، رنگ اور خوشبو سے دنیا بھر کے قارئین فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ دنیا بھر سے ہزاروں قارئین کے پیغامات سے یہ تاثر ملتا ہے کہ واقعتاً الفضل ایک پھول بن کر اپنی خوشبو اور مہک سے دنیا کے کونے کونے کو معطر کر رہا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ ''جذبات دل'' کے تحت لکھتے ہیں۔

ہر حسین کو حسن بخشا ہے اسی دلدار نے
ہر گل و گلزار نے پائی اسی سے ہے بہار

امسال ہم خوش قسمت ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم مؤمنوں کے لئے دو بہاریں ایک ہی وقت میں اکٹھی کر دیں یعنی مادی بہار کے ساتھ روحانی بہار ماہ رمضان کی صورت میں۔ جب ہم اوپر بیان شدہ لازوال روحانی پھولوں کی مہک و خوشبو سے اپنے اپنے ماحول، مکانوں، صحنوں اور سجدہ گاہوں کو معطر رکھیں گے۔ ان پیاری اور دلربا خوشبوؤں سے الفضل کے آئندہ دنوں کے شمارے مسلسل آپ قارئین کو مستفیض کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سے بھرپور استفادہ کی توفیق سے نوازتا رہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 اپریل 2022ء)

﴿50﴾

رمضان اور نفس کی تطہیر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان کی برکات و اہمیت اور فضیلت کے حوالے سے فرمایا کہ یقیناً جنت ایک سال سے دوسرے سال تک ماہ رمضان کے لئے سجائی جاتی ہے۔ جس نے اپنے نفس اور دین کی اس ماہ حفاظت کی۔ اس کی اللہ تعالیٰ جنت کی موٹی آنکھوں والی حور سے شادی کرے گا اور اُسے جنت کے محلات میں سے ایک محل عطا کرے گا۔ اور جس نے ماہ رمضان میں گناہ کیا یا کسی مومن پر بہتان باندھا یا شراب پی تو اس کے سال بھر کے اعمال، اللہ تعالیٰ ضائع کر دے گا۔

پھر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے مہینہ کے بارے میں تقویٰ اختیار کرو کیونکہ یہ اللہ کا مہینہ ہے۔ اس نے 11 ماہ تمہیں دے دیئے ہیں جس میں تم کھاتے پیتے سیر ہوتے ہو مگر یہ مہینہ اللہ کا مہینہ ہے پس اس میں اپنے نفسوں کی حفاظت کرو۔

(ترغیب والترھیب باب الترغیب فی الصوم حدیث نمبر 1824)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے ہر حصہ پر الگ سے آرٹیکل لکھا جاسکتا ہے لیکن آج خاکسار اس حدیث میں بیان ان دو حصوں کو لے گا جن کا تعلق انسان کے نفس سے ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ صَانَ نَفْسَهٗ وَدِيْنَهٗ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ زَوَّجَهُ اللّٰهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَاَعْطَاهُ قَصْراً مِّنْ قُصُوْرِ الْجَنَّةِ

کہ جس نے اپنے نفس اور دین کی اس ماہ حفاظت کی۔ اس کی اللہ تعالیٰ جنت کی موٹی آنکھوں والی حور سے شادی کرے گا اور اُسے جنت کے محلات میں سے ایک محل عطا کرے گا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ فَاحْفَظُوْا فِيْهِ اَنْفُسَكُمْ

کہ یہ مہینہ اللہ کا مہینہ ہے پس اس میں اپنے نفسوں کی حفاظت کرو۔

اگر رمضان کو نفوس کے سدھارنے اور ان کو پاک صاف کرنے کے حوالے سے دیکھا جائے تو سب سے پہلے اللہ کی پیاری کتاب خاتم الکتب قرآن کریم کا دروازہ کھٹکھٹانا ہو گا جس کے لئے ہمیں سورۃ البقرہ کی آیات 184 تا 189 کو دیکھنا ہو گا جو رمضان، اس کے روزوں کی اہمیت، فضیلت اور اس کے متعلق احکام پر بنیادی حیثیت کی حامل ہیں۔ ان آیات میں ایک دفعہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کہ تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو اور ایک بار لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ کہ تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں کے الفاظ استعمال فرما کر روزہ کی افادیت یہ بیان فرمادی کہ اس سے نفوس پاک ہوتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اس آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ:
"اب دیکھ لو کہ جب ضروری چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے تو غیر ضروری کو استعمال کیوں کرے گا۔ روزہ کی غرض وغایت یہی ہے کہ غیر ضروری چیزوں میں اللہ کو ناراض نہ کرے اسی لئے فرمایا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ"
(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 302)

پھر فرماتے ہیں کہ
"روزہ کی حقیقت کہ اس سے نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے اور انسان متقی بن جاتا ہے۔"
(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 302)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تفسیر صغیر میں جو اس کا ترجمہ فرمایا ہے وہ بھی اپنے نفوس کی پاکی کی عکاسی کرتا ہے۔
آپؓ ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ
تاکہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔

الغرض روزوں کا نفس کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دنوں میں اپنے نفسوں کی حفاظت کی نصیحت فرمائی ہے۔ اور اگر قرآن، حدیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رمضان سے متعلقہ ارشادات کا احاطہ کریں تو تمام ارشادات میں تقویٰ اور نفس کو آگ سے بچانے کا پہلو نکلتا ہے۔ جیسا کہ

قرآن کریم میں شہر رمضان کی ایک خوبی یہ بیان کی کہ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ کہ اس میں ایک عظیم ہدایت دینے والی کتاب ''القرآن'' اتاری ہے۔ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:

''میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ۔ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس! اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اُس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سر چشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی، اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت ہی پیاری نعمت ہے یہ بڑی دولت ہے اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔ انجیل کا لانے والا وہ روح القدس تھا جو کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا جو ایک ضعیف اور کمزور جانور ہے جس کو بلی بھی پکڑ سکتی ہے اسی لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے میں پڑتے گئے اور روحانیت ان میں باقی نہ رہی۔ کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر پر تھا مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لے کر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض و سما کو بھر دیا پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلی عظیم جس کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے۔ قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔''

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26-27)

رمضان سے متعلقہ احادیث اور نفس کی تطہیر

1۔ جب رمضان آتا ہے تو جنت کہتی ہے کہ یا اللہ! اس مہینے میں اپنے بندوں کو میرے لئے خاص کر دے۔
(بیہقی شعب الایمان)

2۔ روزے دار کا خاموش رہنا تسبیح، اس کی نیند اس کی عبادت بن جاتی ہے۔
(کنز الاعمال)

3۔ روزہ برائیوں سے بچنے کی ڈھال ہے۔ پس روزے دار سے نہ تو کوئی بے ہودہ بات کرے۔ نہ ہی جہالت کی بات کرے۔ اگر کوئی اس سے لڑے جھگڑے تو وہ اِنِّیْ صَآئِمٌ کہہ دے۔
(بخاری کتاب الصوم)

4۔ رمضان رمض سے ہے یہ گناہوں کو جلا کر مٹا دیتا ہے۔
(کنز الاعمال کتاب الصوم)

5۔ روزے دار کے لئے اس کی افطاری کے وقت کی دعا ایسی ہے جو ردّ نہیں کی جاتی۔
(سنن ابن ماجہ)

اس مبارک وقت میں وہ تمام دعائیں کی جاسکتی ہیں جو نفس کی تطہیر کے لئے ضروری ہیں۔

ہمارے محترم استاد حضرت میر سیّد داؤد احمد غفرلہ پرنسپل جامعہ احمدیہ نے جو باتیں ہمارے نفوس میں راسخ کروائیں ان میں سے ایک یہی تھی کہ افطاری کے وقت کی دُعا ردّ نہیں ہوتی اس لئے اپنے نفوس کے لئے بہت دعا کیا کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”پس مبارک وہ جو خدا کے لئے اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں اور بدبخت وہ جو اپنے نفس کے لئے خدا سے جنگ کر رہے ہیں اور اس سے موافقت نہیں کرتے جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہر گز داخل نہیں ہو گا۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 25)

اسی تسلسل میں آپؑ مزید فرماتے ہیں کہ:

”اسی طرح قرآن میں منع کیا گیا ہے کہ بجز خدا کے تم کسی چیز کی عبادت کرو، نہ انسان کی، نہ حیوان کی، نہ سورج کی، نہ چاند کی، اور نہ کسی اور ستارے کی اور نہ اسباب کی اور نہ اپنے نفس کی۔ “

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

پس رمضان نفس کے محاسبہ و مواخذہ کا اہم موقع ہے اور جس نے اس رمضان میں اپنے نفس کی حفاظت کر لی تو اس نے جنت کے محلات میں جگہ بنالی۔ امام غزالیؒ نے اپنی کتاب ”احیاء العلوم“ میں اصلاح نفس کے جو چار اصول لکھے ہیں ان میں چوتھا یہ ہے کہ

”مؤاخذہ کہ نفس نے جو دن بھر نافرمانیاں کی ہیں۔ اس کو ان کی سزا دینا یعنی عبادت کا بوجھ ڈالے۔ جو غلط ہو اس پر شرمندگی کے ساتھ استغفار کرے اور جو اچھا ہو اس پر اللہ کا شکر ادا کرے۔“

(الفضل آن لائن 15 مارچ 2022ء)

اللہ کرے اس رمضان میں ہم اپنے وجود اور نفوس کی ایسی تطہیر کر لیں کہ رمضان کے آخر پر ہم نومولود کی طرح گناہوں سے پاک صاف ہوں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 اپریل 2022ء)

﴿51﴾

رمضان المبارک کا دوسرا عشرہ مغفرت اور اس میں بخشش طلب کرنے کی قرآنی دعائیں

- رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(آل عمران:17)

اے ہمارے ربّ! یقیناً ہم ایمان لے آئے۔ پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

- رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

(آل عمران:148)

اے ہمارے ربّ! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملہ میں ہماری زیادتی بھی اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔

- اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(المائدہ:119)

اگر تُو انہیں عذاب دے تو آخر یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو یقیناً تو کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

- رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۖ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

(الاعراف:24)

اے ہمارے ربّ!ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقینا ہم گھاٹا کھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

- رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ

(ابراہیم:42)

اے ہمارے ربّ! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی اور مومنوں کو بھی جس دن حساب برپا ہو گا۔

- رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ

(المؤمنون:110)

اے ہمارے ربّ!ہم ایمان لے آئے پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

- رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ

(المؤمنون:19)

اے میرے ربّ!بخش دے اور رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

- رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ

(القصص:17)

اے میرے ربّ! یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا پس مجھے بخش دے۔

- رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ

(ص:36)

اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور مجھے ایک ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد اُس پر اور کوئی نہ جچے۔

- رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

(الحشر:11)

اے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو بھی جو ایمان میں ہم پر سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے کوئی کینہ نہ رہنے دے اے ہمارے ربّ! یقین تو بہت شفیق (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

- رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(التحریم:9)

اے ہمارے ربّ! ہمارے لئے ہمارے نور کو مکمل کر دے اور ہمیں بخش دے یقیناً تُو ہر چیز پر جسے تو چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

- رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۬ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا

(نوح:29)

اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی اور اسے بھی جو بحیثیت مومن میرے گھر میں داخل ہوا اور سب مومن مردوں اور سب مومن عورتوں کو اور تو ظالموں کو ہلاکت کے سوا کیا چیز میں نہ بڑھانا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 اپریل 2022ء)

﴿52﴾

رمضان المبارک۔ انسانی کثافتوں کو صاف کرنے کا روحانی چھٹہ

تقریباً روزانہ ہی قارئین روزنامہ الفضل آن لائن اور ہر دلعزیز اخبار کے خیر خواہوں سے بات ہوتی رہتی ہے۔ ابھی چند روز قبل مکرم چوہدری محمد امجد جمیل آف لندن نے گفتگو کے دوران ایک پیاری مثال دی۔ خاکسار، ان دنوں رمضان المبارک کے اداریے لکھنے کے لئے موضوعات کی تلاش میں ہے۔ تو اچانک مکرم چوہدری صاحب موصوف کی بیان کردہ مثال سُن کر رمضان کے بارے میں ایک مضمون ذہن میں اُبھرا۔

اب قارئین کو اس مثال سے محروم بھی نہیں کیا جاسکتا۔ وہ کچھ یوں ہے کہ جنوبی ایشیا بشمول پاکستان کے دیہاتوں میں گنے سے گڑ تیار کرنے کے لئے بھٹی جلائی جاتی ہے اور گنے کے رس کو ایک بہت بڑے کڑاہ (بڑی کڑاہی) میں جب گرم کیا جاتا ہے یا پکایا جاتا ہے تو گڑ بنانے والا وقفے وقفے سے اس اُبلتی گنے کی رَو میں، بعض کیمیکلز اور رنگ کاٹ کا چھٹہ مارتا ہے جس کے نتیجہ میں رَو سے سارا گند اوپر آجاتا ہے اور کسان اس گند کو چھاننے سے نکال باہر کرتا جاتا ہے۔ گویا رنگ کاٹ نہ صرف گند نکالتا ہے بلکہ اس گند اور مٹی کی کثافت کے نکل جانے سے گڑ کی رنگت نکھر کر ہلکی براؤن یا سفیدی مائل ہو جاتی ہے۔

اس مثال کو جب ہم ایک اور زاویے سے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان بھی ساری زندگی مشکلات اور مصائب کی بھٹیوں سے گزرتا ہے۔ اور عقلمند انسان ٹھوکر کھانے کی بجائے ان مشکلات و مصائب سے کامیابی سے گزرنے کے بعد نکھر کر سامنے آتا ہے کیونکہ اس کو ان ابتلاؤں اور آزمائشوں سے اچھا سبق ملتا ہے اور اسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ سے معافی کا بھی طلبگار ہوتا ہے۔ دن رات اپنے خالق و مالک کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس کے سامنے روتا، گڑگڑاتا اور دُعائیں کرتا ہے۔ جس سے وہ ایک اُجلی طبیعت کے ساتھ آلائشوں سے ہلکا پھلکا اور صاف ستھرا ہو کر نئی روحانی زندگی میں داخل ہوتا

ہے۔ گویا کہ وہ نفس امارہ اور نفس لوامہ کی اسٹیج سے ہوتا ہوا نفس مطمئنہ تک پہنچ جاتا ہے، دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ مشکلات و مصائب انسان کی زندگی کو اجلیٰ بنانے کے لیے رنگ کاٹ کا کام کرتے ہیں۔

ایک مومن کی روحانی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ نے رنگ کاٹ کے چھٹوں کے اوقات متعین فرما رکھے ہیں۔ ان میں سے ایک رمضان المبارک ہے۔

اس کی تفصیل میں جانے سے قبل ایک اور روحانی چھٹے کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہر ہفتہ کا خطبہ جمعہ۔ ہم اپنی مساجد، بیوت الذکر، نماز سینٹرز کے ساتھ ساتھ اب کووڈ (Covid) کی اس عالمی وبا کے دنوں میں اپنے گھروں میں بھی پنجوقتہ باجماعت نماز اور جمعۃ المبارک کے دن نماز جمعہ کا اہتمام بہت شوق و ذوق سے کرتے ہیں۔ مبلغین، مربیان، معلمین اور بعض جگہوں پر خطیب حضرات اپنی اپنی سطح پر خطباتِ جمعہ میں اسلام احمدیت کی تعلیمات بیان کرکے کچھ نصائح اور بعض دینی امور پر عمل کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور مقتدی و نمازی اس رنگ کاٹ کے روحانی چھٹے کو اپنے اندر absorb کرکے مَن کی میل کچیل دور کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان عظیم ہے کہ ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، ایم ٹی اے کی نعمت کے ذریعہ عالمگیر جماعت سے براہ راست ہر جمعہ کے دن مخاطب ہوتے ہیں۔ جسے کل عالم کے احمدی مختلف اوقات ہونے کے باوجود بہت دلجمعی اور غور سے ٹی وی کے ذریعہ سنتے، اپنی اصلاح کرتے اور اس حوالے سے اپنی اور اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے پروگرامز بناتے ہیں۔ یہ اُس انتشارِ روحانی اور قوت قدسیہ کا وقت ہوتا ہے جب حضور کے مبارک الفاظ ہمارے دلوں کو چھونے کے بعد اس کی اتھاہ گہرائیوں میں اترتے جاتے ہیں اور اندر کی بُرائیوں اور خامیوں کی نشان دہی کرتے ہوئے ہر احمدی کو انہیں اپنے اندر سے نکال پھینکنے کی کامیاب کوشش کرتے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لیے خلافت کے روپ میں ایک روحانی چھٹہ ہے۔

جہاں تک رمضان المبارک کا تعلق ہے۔ خود اس کا نام ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بھٹی میں آگ لگی ہوئی ہے جس کے ذریعہ ہر چیز صاف ستھری ہو کر اور پُرکشش شکل و صورت اختیار کرکے باہر آرہی ہے۔ کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

اِنَّمَا سُمِّیَ رَمَضَانُ لِاَنَّ رَمَضَانَ یَرمُضُ الذُّنُوبَ

(کنز العمال، کتاب الصوم)

رمض، تپش کو کہتے ہیں اور رمضان رمض کا تثنیہ کا صیغہ ہے جس کے معنی دو گرمیوں کے ہیں۔ ایک جسمانی گرمی اور ایک روحانی گرمی جو روزے دار کو محسوس ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"رَمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رَمَضَان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذّتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رَمضان ہوا"

(ملفوظات جلد اوّل، صفحہ 136 ایڈیشن 1988ء)

پس رمضان بھی ایک مومن کو روحانی گڑ کی تیاری میں کیمیکلز اور رنگ کاٹ کے ذریعہ پاک صاف بنانے کا مبارک مہینہ ہے۔ انسانی وجود کے اندر کی میل کچیل کو نکال کر باہر پھینکنے کے لئے رمضان کے تیس روزے ایک اہم ذریعہ ہیں۔ اس کے علاوہ ماہ رمضان کے تمام عوامل ہی ایک مومن کے لئے رنگ کاٹ کا کام کر رہے ہوتے ہیں۔ جیسے پانچ باجماعت فرض نمازیں، نماز تہجد اور دیگر نوافل، تلاوت قرآن کریم، اعتکاف، لیلۃ القدر کو حاصل کرنے کے لیے آخری عشرہ میں عبادات کا اہتمام، زکوۃ، صدقہ و خیرات، خطبات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ، الفضل آن لائن سمیت جماعتی رسائل و اخبارات، اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی نعمتوں پر تشکر، انسان کا رمضان کے ادب میں خاموش رہنا اور لایعنی، غیر اخلاقی اور فحش باتوں سے اجتناب کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے اس رنگ میں مماثلت، نیکیوں کے حصار میں رہنا اور بدیوں سے بھاگنا۔ یہ تمام امور ایک مومن کو معاصی و گناہ سے نجات دلاتے ہیں، اور اسے اللہ تعالیٰ کا مقرب اور پیارا بناتے ہیں۔ جس طرح رنگ کاٹ گڑ میں سے میل اور گندگی باہر نکال کر گاہک کے لیے پیارا بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس رمضان المبارک میں سے اس طرح گزارے کہ ہم سب اپنے اندر کی کثافتوں، گندگیوں اور میل کچیل کو باہر نکال کر نیک، متقی، صالح، بردبار، عاجز اور خادم دین بن جائیں۔ آمین ثم آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 اپریل 2022ء)

﴿53﴾

رمضان کے دوسرے عشرہ، مغفرت اور اس میں بخشش طلب کرنے کی ادعیہ ماثورہ

- اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِی کُلَّہٗ، دِقَّہٗ وَجِلَّہٗ وَاَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ وَعَلَانِیَتَہٗ وَسِرَّہٗ

(ابوداؤد)

اے اللہ! میرے سب گناہ بخش دے۔ چھوٹے بڑے، پہلے اور آئندہ، ظاہر اور پوشیدہ (سب گناہ معاف کر دے)۔

- لَآ إِلٰہَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ اَسْتَغْفِرُکَ لِذَنْبِیْ

(ابوداؤد)

تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتا ہوں۔

- لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ أَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ

(بخاری)

اے اللہ! تیرے سوا کوئی نہیں جو گناہوں کو بخشے۔ پس تو مجھے اپنے حضور سے خاص بخشش عطا فرما۔

- سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ

(بخاری)

پاک ہے تو اے ہمارے رب! اپنی تعریف کے ساتھ۔ اے اللہ مجھے بخشش دے۔

- اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ، اَنْ تَغْفِرَلِي الذُّنُوْبِ

(مستدرک)

اے اللہ! میں تجھ سے تیری رحمت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جو ہر چیز پر حاوی ہے کہ تو میرے گناہ بخش دے۔

- اَللّٰهُمَّ عِنْدَ اِسْتَقْبَالِ لَيْلِكَ وَاِدْبَارِ نَهَارِكَ وَاَصْوَاتِ دُعَآءَ تِكَ وَحُضُوْرِ صَلٰوَاتِكَ أَسْأَلُكَ اَنْ تَغْفِرَلِي

(ترمذی)

اے اللہ! تیری رات کی آمد اور دن کی واپسی اور تیرے بلانے والوں کی آوازوں کے وقت اور تیری نماز کے اوقات میں میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔

- فَاغْفِرْلِي فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا أَنْتَ

(بخاری)

پس تو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔

- اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ

(ابوداؤد)

اے اللہ! میرے گناہ بخش دے۔

- اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَحْسَنُوْا اِسْتَبْشَرُوْا وَاِذَا اَسَاؤُا اِسْتَغْفَرُوْا

(مسند احمد)

اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے بنا جو نیکی کریں تو خوش ہوں اور جب برائی کریں تو بخشش چاہیں۔

- اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ

(ترمذی)

اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرا گھر میرے لئے وسیع کر دے اور جو کچھ تو مجھے رزق عطا کرے اس میں میرے لئے برکت ڈال دے۔

- وَاغْفِرْ خَطِیْئَتِیْ وَاَسْاَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی مِنَ الْجَنَّةِ

(مستدرک)

میرے گناہ بخش دے اور میں تجھ سے جنت میں بلند درجات کا سوال کرتا ہوں۔

- وَاغْفِرْلَنَا حُوْبَنَا وَخَطَایَانَا

(ابوداؤد)

ہمارے گناہ اور خطائیں معاف کر۔

- رَبِّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَهْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ كُلِّهٖ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطَایَایَ وَ عَمْدِیْ وَجَهْلِیْ وَ هَزْلِیْ وَ كُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٍ

(بخاری)

اے میرے رب! میری خطا اور نادانی اور میرے تمام معاملات میں میری زیادتیاں اور وہ تمام معاملات جو مجھ سے زیادہ تیرے علم میں ہیں وہ سب مجھے معاف کر دے۔ اے اللہ! میرے گناہ، میری دانستہ یا نادانستہ خطائیں اور غیر سنجیدہ مذاق، یہ سب میری کوتاہیاں معاف کر دے۔ اے اللہ! میرے پہلے اور آئندہ، مخفی و ظاہری گناہ بخش دے۔ تو ہی آگے کرنے والا اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

- اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی

(بخاری)

اے اللہ! مجھے بخش دے۔ مجھ پر رحم کر اور مجھے اعلیٰ دوست (یعنی اپنی ذات) سے ملا دے۔

- اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَتَقَبَّلْ مِنَّا

(ابن ماجہ)

اے اللہ! ہمیں بخش دے۔ ہم پر رحم کر۔ ہم سے راضی ہو اور ہماری (دعائیں اور عبادتیں) قبول کر۔

اس کے علاوہ بیت الذکر میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت کی دعا، نماز میں حالت رکوع اور سجدہ کی دعا، دعائے قنوت، خطبہ جمعہ، نمازِ جنازہ اور لیلۃ القدر کی دعا میں بھی مغفرت طلب کی گئی ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 اپریل 2022ء)

﴿54﴾

چالیس کا ہندسہ اور ہماری ذمہ داریاں

دنیا کے مذاہب کی تاریخ میں مختلف ہندسوں (figures) کی بہت اہمیت رہی ہے۔ ایک، تین، ستر اور ننانوے کے علاوہ ایک ہندسہ چالیس (40) کا ہے۔ قرآن کریم کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر چلّہ کاٹنے گئے اور حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنے پیچھے قوم پر نگران مقرر کر گئے تو قوم نے گائے کے بچھڑے کی پرستش شروع کر دی۔ جس پر حضرت موسیٰؑ بہت ناراض ہوئے اور بعد میں جب غصہ جاتا رہا تو یہ دُعائیں کیں۔

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

(الاعراف:152)

ترجمہ: اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور میرے بھائی کو بھی اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر اور تُو رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغٰفِرِیْنَ

(الاعراف:156)

ترجمہ: تُو ہی ہمارا ولی ہے پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بخشنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

حضرت موسیٰؑ کا یہ چلہ بھی چالیس دن کا تھا۔

(”آج کی دعا“ از الفضل آن لائن 21 مارچ 2022ء)

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی عمر 40 سال قرار دی جاتی ہے۔ ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم بھی نبوت پر اس وقت فائز ہوئے جب آپؐ کی عمر 40 برس تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بار بار فرماتا ہے کہ مفتری اسی دنیا میں ہلاک ہو گا بلکہ خدا کے سچے نبیوں اور مامورین کے لئے سب سے پہلی یہی دلیل ہے کہ وہ اپنے کام کی تکمیل کر کے مرتے ہیں۔ اور ان کو اشاعت دین کے لئے مہلت دی جاتی ہے اور انسان کی اس مختصر زندگی میں بڑی سے بڑی مہلت تئیس (23) برس ہیں کیونکہ اکثر نبوت کا ابتدا چالیس برس پر ہوتا ہے اور تئیس برس تک اگر اور عمر ملی تو گویا عمدہ زمانہ زندگی کا یہی ہے۔"

(اربعین نمبر 4، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 434)

حضرت مسیح موعودؑ کو بھی الہام 40 سال کی عمر میں ہونے شروع ہوئے اور آغاز میں بیعت کرنے والوں کی تعداد بھی 40 ہی تھی۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

"جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 283)

تھا برس چالیس کا میں اس مسافر خانہ میں
جبکہ میں نے وحی ربّانی سے پایا افتخار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 135)

جہاں تک پہلی بیعت کے افراد کی تعداد کا تعلق ہے اس کے متعلق لکھا ہے۔ حضرت ام المومنینؓ، حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی تحقیق کے مطابق 40 افراد ہی نے بیعت کی تھی۔

(ملاحظہ ہو سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 18، ذکر حبیب صفحہ 9، سلسلہ احمدیہ صفحہ 29)

آپؑ نے ہوشیار پور میں جو چلہ کاٹا اس میں کی جانے والی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی مصلح موعودؓ حضرت مسیح موعودؑ کو عطا ہوئی تھی۔ یہ چلہ بھی چالیس دن کا تھا۔

40 کا ہندسہ اور تربیتی امور

40 کے ہندسے کے تاریخی سفر سے اب ہم روحانی سفر میں داخل ہوتے ہیں۔ اس کے لئے سب سے پہلے اللہ کی آخری کتاب "القرآن الحکیم" کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ سورۃ الاحقاف آیت 16 میں اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کے کچھ مدارج بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

(الاحقاف:16)

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی کہ اپنے والدین سے احسان کرے۔ اسے اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اٹھائے رکھا اور تکلیف ہی کے ساتھ اُسے جنم دیا۔ اور اُس کے حمل اور دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی کی عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے کہا اے میرے ربّ! مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کر سکوں جو تُو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تُو راضی ہو اور میرے لئے میری ذرّیّت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اللہ تعالیٰ نے انسانی تخلیق کے ذکر کے بعد فرمایا کہ جب انسان اپنی پختگی کی عمر یعنی 40 سال کا ہو گیا تو اس نے اپنے والدین پر، اپنی سابقہ زندگی میں ملنے والی نعماء الٰہی اور افضال باری تعالیٰ پر شکر ادا کرنے اور نیک اعمال بجالاتے رہنے اور اولاد کی اصلاح کے لئے اپنے رب سے التجا کی۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے کہ جب ایک طرف اس کے والدین زندہ ہوتے ہیں اور دوسری طرف ان میں سے اکثر کی اولاد بھی ہو چکی ہوتی ہے۔ اس لئے والدین کے حقوق کی طرف بھی نشان دہی کر دی اور اولاد کی اصلاح کی طرف بھی توجہ دلا دی۔

یہی وہ عمر ہے جس کو پیش نظر رکھ کر حضرت مصلح موعودؓ نے انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کی بنیاد رکھی۔ اور لجنہ کی بنیاد، انصار سے پہلے رکھنے میں بھی یہی حکمت ہے کہ اس عمر تک پہنچنے والے کا کام "کار نبوت" جیسا ہے۔ یعنی تعلیم و تربیت اور اس میں 'ماؤں کا فرض' باپوں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے دو ہی عمروں کا ذکر تخلیق انسانی کے حوالہ سے کیا ہے یعنی بچپن اور 40 سال کی عمر۔

خاکسار نے بحیثیت قائد تربیت مجلس انصار اللہ پاکستان اس موضوع پر ایک طویل مضمون لکھ رکھا ہے۔ جو کسی وقت الفضل آن لائن کی زینت بناؤں گا۔ ان شاء اللہ

چالیس برس اور موت کا نظارہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اوائل عمر کے لوگوں کی بیعت میں مجھے بہت تردّد ہوتا ہے جب تک انسان کی عمر چالیس برس کی نہ ہو تب تک ٹھیک انسان نہیں ہوتا۔ اوائل عمر میں تلوّن ضرور آتے ہیں میرا ارادہ نہیں ہوتا کہ ایسی حالت میں بیعت لوں مگر بدیں خیال کہ دل آزردگی ہوتی ہے بیعت کر لیتا ہوں۔ انسان جب چالیس برس کا ہوتا ہے تو اسے موت کا نظارہ یاد آتا ہے اور جس کے قریب ابھی موت کا خوف ہی نہیں اس کا کیا اعتبار۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 393 ایڈیشن 2016ء)

چالیس افراد

- آنحضورؐ نے فرمایا ہے۔ جس کسی کے جنازہ پر چالیس مومنین حاضر ہو کر اس کے نیک ہونے کی گواہی دیں وہ مرحوم بخش دیا جاتا ہے۔ اسی طرح پڑوسی کی حدود کو چالیس گھروں تک قرار دیا اس حوالے سے ہماری ذمہ داریوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔
- حضرت مسیح موعودؑ متعدد بار اپنی جماعت میں ایسے 40 افراد کا ذکر کر چکے ہیں جو ہر وقت اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

"اگر ہماری جماعت میں چالیس آدمی بھی ایسے مضبوط رشتہ کے جو رنج و راحت، عسر و یسر میں خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم کریں، ہوں تو ہم جان لیں کہ ہم جس مطلب کے لئے آئے تھے وہ پورا ہو چکا اور جو کچھ کرنا تھا وہ کر لیا۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 16 ایڈیشن 1984ء)

ایک اور موقع پر فرماتے ہیں:۔
"اگر چالیس آدمی بھی ایسے نکل آویں جن کے نفس منور ہو جاویں اور پوری بصیرت اور معرفت کی روشنی انہیں مل جائے تو وہ بہت کچھ فائدہ پہنچا سکیں گے۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 258 ایڈیشن 1984ء)

اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایسے لاکھوں، چالیس عطا فرما دیے جو اوپر بیان شدہ الفاظ پر ہو بہو پورا اترتے اور اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو ہمہ وقت قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

عیب کا ذکر اور 40 دن کی دعا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 40 کے ہندسہ کو تربیتی او ر اصلاحی انداز میں کئی جگہوں پر بیان فرمایا۔ جیسا کہ فرمایا۔

”ہماری جماعت کو چاہئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کریں لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اس کو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔ کون سا ایسا عیب ہے جو کہ دُور نہیں ہو سکتا اس لیے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہئے۔۔۔وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دُعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لئے رو رو کر دُعا کی ہو۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 60-61 ایڈیشن 1988ء)

پھر اللہ کے حضور رونے اور چلانے کو اپنا شعار بنانے کے متعلق فرماتے ہیں۔

”عاجزی کو اپنا شعار بنالو اور رونے کی عادت ڈالو کیونکہ رونا اسے بہت پسند ہے اگر 40 دن تک رونا نہ آئے تو سمجھ لو دل سخت ہو گیا ہے۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 132)

موت قریب ہوتی نظر آتی ہے

چالیس سال کی عمر پانے کے بعد، باوجود جسمانی کمزوری آنے کے روحانی معنوں میں تیزی آتی ہے۔ اس عمر کو پہنچ کر کبھی انسان کی ٹانگوں میں درد اور کبھی جسم کے دوسرے حصوں میں دردیں شروع ہو جاتی ہیں۔ اسی لیے بعض کہتے ہیں کہ جوانی کی عمر کو ایک نعمت عظمیٰ سمجھتے ہوئے اپنے اللہ کو پانے کی کوشش کرنی چاہیے اور اسے شیوہ پیغمبری کہا گیا ہے تاہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو بھی کھول کر اس طرح بیان فرمایا ہے۔

”انحطاط عمر کا 40 سال سے شروع ہو جاتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 217)

اور اپنے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

”میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔ اس اثنا میں مَیں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جا رہے ہیں یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہو سکتا تھا اور اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا۔

اب جب سے چالیس سال گزر گئے، دیکھتا ہوں کہ وہ بات نہیں۔ ورنہ اول میں بٹالہ تک کئی بار پیدل چلا جاتا اور پیدل آتا اور کوئی کسل اور ضعف مجھے نہ ہوتا اور اب تو اگر پانچ چھ میل بھی جاؤں تو تکلیف ہوتی ہے چالیس سال کے بعد حرارتِ غریزی کم ہونی شروع ہو جاتی ہے خون کم پیدا ہوتا ہے اور انسان کے اوپر کئی صدمات رنج و غم کے گزرتے ہیں۔ اب کئی دفعہ دیکھا ہے کہ اگر بھوک کے علاج میں زیادہ دیر ہو جائے تو طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے۔“۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 425 ایڈیشن 2016ء)

یہ وہی ارشاد ہے جس کے سیاق و سباق میں حضورؑ نے فرمایا کہ:

”صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کو شہوات سے بعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔“

(ملفوظات جلد 2 ایڈیشن 1988ء صفحہ 561-562)

پس ہم میں سے ہر ایک کو جو 40 برس سے اوپر ہیں یا 40 سال کی عمر کو چھو رہے ہیں یا چھونے والے ہیں ان کا فرض ہے کہ ہم چالیس ہندسہ کے حوالہ سے متعلقہ تربیتی و اصلاحی امور پر عمل پیرا ہوں۔ ورنہ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ ارشاد بھی سامنے رہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

”حکماء کہتے ہیں کہ جس قوت کو چالیس (40) دن استعمال نہ کیا جائے، وہ بے کار ہو جاتی ہے۔ ہمارے ایک ماموں صاحب تھے، وہ پاگل ہو گئے۔ ان کی فصد لی گئی اور ان کو تاکید کی گئی کہ ہاتھ نہ ہلائیں۔ انہوں نے چند مہینے تک ہاتھ نہ ہلایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہاتھ لکڑی کی طرح ہو گیا۔ غرض یہ ہے کہ جس عُضو سے کام نہ لیا جائے، وہ بے کار ہو جاتا ہے۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 150 ایڈیشن 1988ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 اپریل 2022ء)

﴿55﴾

رمضان کے دوسرے عشرہ مغفرت اور اس میں بخشش طلب کرنے کی مناسبت سے حضرت مسیحِ موعودؑ کی دعائیں

ہم تیرے گنہگار بندے ہیں اور نفس غالب ہیں تو ہم کو معاف فرما اور آخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا۔

(البدر)

- رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَآءِ۔ اے میرے رب مغفرت فرما اور آسمان سے رحم نازل فرما۔
- رَبِّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ۔ اے ہمارے رب! ہمارے گناہ ہمیں بخش دے ہم یقینا خطاکار ہیں۔
- رَبِّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَصَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَسَلِّمْ وَتَوَفَّنَا فِيْ اُمَّةٍ وَّ اَتْبِعْنَا فِيْ اُمَّةٍ وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّ لِاُمَّةٍ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا فِيْ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ

(مکتوبات احمدیہ)

اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان مومن بھائیوں کو بخش دے جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے اور اپنے نبی اور حبیب محمد ﷺ اور آپؐ کی آل پر رحمتیں بھیج اور ہمیں امتی ہونے کی حالت میں موت دے اور اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے پس ہمیں اپنے مومن بندوں میں لکھ لے۔

- يَآاَحَبَّ مِنْ كُلِّ مَحْبُوْبٍ اِغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَاَدْخِلْنِيْ فِيْ عِبَادِكَ الْمُخْلِصِيْنَ

(مکتوبات احمدیہ)

"اے ہر پیارے سے زیادہ پیاری ہستی! مجھے میرے گناہ بخش دے اور مجھے اپنے مخلص بندوں میں داخل کرلے۔ اے میرے محسن اور میرے خدا! میں ایک تیرا ناکارہ بندہ پُر غفلت ہوں۔ تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھے نالائق اور پُر گناہ پر رحم کر اور میری بے باکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اِس گناہ سے نجات بخش کہ بغیر تیرے کوئی چارہ گر نہیں۔ آمین ثم آمین"

(مکتوبات احمدیہ۔ جلد 5 نمبر 2 صفحہ 3)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 اپریل 2022ء)

﴿56﴾

رمضان المبارک کا تیسرا عشرہ آگ سے نجات اور اس سے متعلق قرآنی دعائیں

نوٹ: خاکسار نے قارئین الفضل آن لائن کے لیے رمضان کے ہر تین عشرہ جات رحمت، مغفرت اور آگ سے نجات کی مناسبت سے قرآن کریم، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں یکجا کی ہیں۔ اس سے قبل پہلے دو عشروں کی دعائیں دی جا چکی ہیں۔ اس مرتبہ تیسرے عشرہ آگ سے نجات کی مناسبت سے سب سے پہلے قرآنی دعائیں پیش ہیں۔ اللہ تعالیٰ رمضان کی ہماری تمام مناجات کو درجہ قبولیت بخشے۔ آمین

- اَلَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(آل عمران:17)

جو لوگ کہتے ہیں اے ہمارے ربّ! یقیناً ہم ایمان لے آئے پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

- رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدۡتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخۡزِنَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ اِنَّکَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ

(آل عمران:195)

اے ہمارے ربّ! اور ہمیں وہ وعدہ عطا کر دے جو تُو نے اپنے رسولوں پر ہمارے حق میں فرض کر دیا تھا اور ہمیں قیامت کے دن رُسوا نہ کرنا یقیناً تُو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

- رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا

(الفرقان:66)

اے ہمارے ربّ! ہم سے جہنم کا عذاب ٹال دے یقیناً اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔

- رَبَّنَا وَسِعۡتَ كُلَّ شَیۡءٍ رَّحۡمَةً وَّعِلۡمًا فَاغۡفِرۡ لِلَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَاتَّبَعُوۡا سَبِیۡلَكَ وَقِهِمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ ﴿۸﴾ رَبَّنَا وَاَدۡخِلۡهُمۡ جَنّٰتِ عَدۡنِ ِالَّتِیۡ وَعَدۡتَّهُمۡ وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآىِٕهِمۡ وَاَزۡوَاجِهِمۡ وَذُرِّیّٰتِهِمۡ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ ﴿۹﴾ وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَمَنۡ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوۡمَىِٕذٍ فَقَدۡ رَحِمۡتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ

(المومن:8-10)

اے ہمارے ربّ! تُو ہر چیز پر رحمت اور علم کے ساتھ محیط ہے۔ پس وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ کی پیروی کی ان کو بخش دے اور ان کو جہنّم کے عذاب سے بچا۔ اور اے ہمارے ربّ! انہیں اُن دائمی جنتوں میں داخل کر دے جن کا تُو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے اور انہیں بھی جو اُن کے باپ دادا اور ان کے ساتھیوں اور ان کی اولاد میں سے نیکی اختیار کرنے والے ہیں یقیناً تُو ہی کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔ اور انہیں بدیوں سے بچا اور جسے تو نے اس دن بدیوں (کے نتائج) سے بچایا تو یقیناً تُو نے اس پر بہت رحم کیا اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 اپریل 2022ء)

﴿57﴾

جو عالی ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کر ملتے ہیں

جو عالی ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کر ملتے ہیں
صراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ

خاکسار نے ایک اینکر پرسن کی زبانی یہ محاورہ سنا کہ "جھک کر ہی رفعتیں ملتی ہیں" تو ذہن کا ایک دریچہ ایسا کھلا جیسے کمپیوٹر میں کسی ونڈو (Window) کا بٹن دبائیں تو اس مضمون کے حوالہ سے بہت سا مواد سکرین پر لکھا ہوا ظاہر ہو جاتا ہے۔ جھکنے سے جو بلندیاں اور رفعتیں انسان کو ملتی ہیں، اس کا روحانی اور مادی دنیا سے ایک باب وا ہوا۔ یہ چیز مشاہدہ میں آئی ہے کہ پہاڑی یاٹیلہ جھک کر ہی طے کیا جاتا ہے کوہ پیماؤں کو کبھی اکڑ کر پہاڑوں پر چڑھتے نہیں دیکھا بلکہ اپنی سونٹی کے زور پر جھکے ہی دیکھا ہے۔ حجر اسود سے برکتیں بھی جھک کر چوم کر ہی حاصل ہوتی ہیں۔

دنیا کے مختلف مذاہب کی عبادتوں میں یا مختلف سوسائٹیوں اور کلچرز میں آداب و تسلیم کے جو طریق وضع ہیں ان میں جھکنا یا زمین کی طرف ذرا سا جھکاؤ شامل ہے۔ دنیا کی مختلف قومیتوں کے کلچر کو دیکھیں تو کسی میں سجدہ کی صورت میں، کسی میں رکوع کی طرح Bow Down کر کے، کسی میں بائیں گھٹنے کو زمین پر ٹیک کر، بعضوں میں دونوں گھٹنوں کو زمین پر لگا کر، کسی میں ہاتھ باندھ کر ذرا سا جھک کر اپنے سے بڑوں کو ملا جاتا ہے اور کسی میں ہاتھ بلند کر کے یا ہاتھوں کو معافی والی کیفیت سے ملا کر جھکا جاتا ہے۔ بعضوں میں دوزانو ہو کر بیٹھا جاتا ہے۔ اور اگر مذہب کو دیکھا جائے تو اس طرح جھکنے جیسی حرکات و سکنات ان کی عبادات میں پائی جاتی ہیں۔ اور مذہب اسلام کی عبادت یعنی نماز میں حرکات و سکنات کا اگر احاطہ کیا جائے تو تمام مذاہب کی آداب و تسلیم کو مذہب اسلام کی نماز میں جمع کر دیا گیا ہے۔ جیسے نماز میں سجدہ اور رکوع موجود ہیں۔ سجدہ کے معنی ماتھا ٹیکنا، سر جھکانا کے ہیں جبکہ رکوع کے معنوں میں عاجزی سے جھکنا شامل ہے اور سجدہ میں اعضاء کو ایسے طریق سے رکھنے کی ہدایت ہے جس کے انگ انگ سے اپنے

خالق اللہ تعالیٰ کے آداب و تسلیم ظاہر ہوتے ہیں۔ سجدہ میں ماتھے اور ناک کو زمین کے ساتھ لگانا، ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھنا۔ یہ سب باتیں اپنے اس اللہ کا شکر ادا کرنا ہے جس نے ہم سب کو صحیح اور درست اعضاء کے ساتھ پیدا کیا اور ان اعضاء کو اسی خدا کے دربار میں مؤدب رکھنا دراصل ایک سبق لئے ہوئے ہے کہ جس طرح اس دنیا میں ایک ادنیٰ نوکر یا ملازم اپنے افسر کا دل چاپلوسی کرنے یا افسر کی تعریف کرنے سے جیت لیتا ہے اور عارضی انعام کا وارث ٹھہرتا ہے۔ اگر اس خدائے عزوجل کا شکر دل کی عمیق گہرائیوں سے ادا کیا جائے۔ اس کی دل سے تعریف کی جائے تو پھر انسان لازوال الٰہی نعمتوں سے حصہ پاتا ہے۔ عنوان میں دیئے گئے شعر میں شاعر نے اس مضمون کو کیا ہی اچھے، اچھوتے اور انوکھے انداز میں بیان کیا ہے کہ جو بڑے لوگ ہوتے ہیں جن کے ظرف بہت بلند ہوتے ہیں وہ ہمیشہ جھک کر ملتے ہیں۔ کیونکہ اکڑا انسان کو توڑ کر رکھ دیتی ہے اور دوسرے مصرعہ میں کیا ہی عمدہ حسین رنگ میں ایک مثال دے کر عظیم سبق دیا گیا ہے کہ صراحی یعنی پانی بھرے گھڑے سے پانی انڈیلنے کی ضرورت ہو یا اس سے گلاس وغیرہ بھرنا ہو تو صراحی کو سرنگوں کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بغیر بھراجا ہی نہیں سکتا۔

یہ صرف صراحی یا گھڑے کی مثال نہیں۔ دودھی جب روزانہ ہی گھروں میں دودھ دینے آتے ہیں تو وہ باقاعدہ دودھ والے برتن کو انڈیل کر پوّے میں دودھ ڈالتے ہیں۔ اس کے بغیر پوّے میں دودھ نہیں ڈالا جاسکتا۔ ماسوائے اس کے کہ برتن کھلے منہ کا ہو۔

اس سنہری اور کار آمد مثال میں انسان کو ایک اہم سبق دیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ انکساری، سادگی اور عاجزی سے زندگی گزارے اور انسان کو ہمیشہ دنیا میں پھلوں سے لدے درختوں کو دیکھتے رہنا چاہئے کہ جب ان پر پھل لگتا ہے تو وہ جھک جاتے ہیں۔ بعض تو زمین سے لگ کر سجدہ کرنے کی کیفیت میں ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”جب تک دل فروتنی کا سجدہ نہ کرے صرف ظاہری سجدوں پر امید رکھنا طمع خام ہے جیسا کہ قربانیوں کا خون اور گوشت خدا تک نہیں پہنچتا صرف تقویٰ پہنچتا ہے۔ ایسا ہی جسمانی رکوع و سجود بھی ہیچ ہیں جب تک دل کا رکوع و سجود و قیام نہ ہو۔ دل کا قیام یہ ہے کہ اس کے حکموں پر قائم ہو اور رکوع یہ ہے کہ اس کی طرف جھکے اور سجود یہ ہے کہ اس کے لئے اپنے وجود سے دست بردار ہو“

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 398)

آپ پھر فرماتے ہیں۔ ”اصل بات یہ ہے کہ انسان عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور عبادت دو قسم کی ہے۔ ایک تذلل اور انکسار۔ دوسری محبت اور ایثار۔ تذلل اور انکسار کے لئے اس نماز کا حکم ہوا جو جسمانی رنگ میں انسان کے ہر ایک عضو کو خشوع اور خضوع کی حالت میں ڈالتی ہے۔ یہاں تک کہ دلی سجدہ کے مقابل پر اس نماز میں جسم کا بھی سجدہ رکھا گیا تا جسم اور روح دونوں اس عبادت میں شامل ہوں اور واضح ہو کہ جسم کا سجدہ بے کار اور لغو نہیں اول تو یہ امر مسلم ہے کہ خدا جیسا کہ روح کا پیدا کرنے والا ہے ایسا ہی وہ جسم کا بھی پیدا کرنے والا ہے اور دونوں پر اس کا حق خالقیت ہے۔ ماسوا اس کے جسم اور روح ایک دوسرے کی تاثیر قبول کرتے ہیں۔ بعض وقت جسم کا سجدہ روح کے سجدہ کا محرک ہو جاتا ہے اور بعض وقت روح کا سجدہ جسم میں سجدہ کی حالت پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ جسم اور روح دونوں باہم مرایا متقابلہ کی طرح ہیں“

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 99-100)

ہمارے موجودہ پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے معاً بعد شرائط بیعت پر خطبات کے سلسلے کا آغاز فرمایا تھا۔ مورخہ 29 اگست 2003ء کو شرط نمبر 7 کے ذکر میں فرمایا ”دوسری بات جو اس شرط میں بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کروں گا تو جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جب آپ اپنے دل و دماغ کو تکبر سے خالی کرنے کی کوشش کریں گے۔ خالی کریں گے تو پھر لازماً ایک اعلیٰ وصف، ایک اعلیٰ صفت، ایک اعلیٰ خلق اپنے اندر پیدا کرنا ہو گا ورنہ پھر شیطان حملہ کرے گا کیونکہ وہ اسی کام کے لئے بیٹھا ہے کہ آپ کا پیچھا نہ چھوڑے۔ وہ خلق ہے عاجزی اور مسکینی اور یہ ہو نہیں سکتا کہ عاجز اور متکبر اکٹھے رہ سکیں۔ متکبر لوگ ہمیشہ ایسے عاجز لوگوں پر جو عباد الرحمٰن ہوں طعنہ زنیاں کرتے رہتے ہیں۔ فقرے کستے رہتے ہیں تو ایسے لوگوں کے مقابل پر آپ نے ان جیسا رویہ نہیں اپنانا بلکہ خدا تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنا ہے فرمایا۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا

(الفرقان:64)

اور رحمان خدا کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواباً کہتے ہیں ”سلام“

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ 279)

پس رمضان اپنے اللہ کی طرف جھکنے اور اس کے عیال یعنی مخلوق کی طرف شفقت اور محبت کے ساتھ جھکنے کا مہینہ ہے۔ اس سے ایک مؤمن کو ایسے سبق حاصل کرنے چاہئیں جو اس کی تمام باقی ماندہ زندگی بطور اثاثہ کے کام آئے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 اپریل 2022ء)

﴿58﴾

رمضان کے تیسرے عشرہ (آگ سے نجات) اور اس سے متعلق ادعیہ ماثورہ

- اَسْاَلُكَ اَنْ تُعِيْذَنِيْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِيْ ذُنُوْبِيْ

(ابن ماجہ)

میرا سوال تیرے دربار میں یہ ہے کہ مجھے آگ کے عذاب سے پناہ دے اور میرے گناہ بخش دے۔

- اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

(بخاری)

اے اللہ! میں عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

- اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّار

(ابو داؤد)

اے اللہ! مجھے آگ سے پناہ دے۔

- اَسْاَلُكَ اَنْ يُجِيْرَنِيْ مِنَ النَّار

میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو آگ سے بچا۔

- يَا شَافِيَ الصُّدُوْرِ كَمَا تُجِيْرُ بَيْنَ الْبُحُوْرِ أَنْ تُجِيْرَنِيْ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ وَمِنْ دَعْوَةِ الثُّبُوْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقُبُوْرِ

(ترمذی)

اے دلوں کو تسکین عطا کرنے والے! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جس طرح بپھرے سمندروں میں تو انسان کو بچالیتا ہے اسی طرح مجھے آگ کے عذاب سے بچالے۔ ہلاکت کی آواز اور قبر کے فتنہ سے مجھے پناہ دے۔

- اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عُفُوٌّ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي (دعائے لیلۃ القدر)

(ترمذی)

اے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا کریم ہے۔ تو عفو کو پسند کرتا ہے پس مجھ سے درگزر فرما۔

- رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ

(ابوداؤد)

اے میرے پروردگار! میں تجھ سے آگ اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔

- اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ، وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ، وَعَافِنَا قَبْلَ ذَلِكَ

(ترمذی)

اے اللہ! تو ہمیں اپنے غضب سے قتل نہ کرنا، اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ کرنا اور اس سے پہلے ہمیں بچالینا۔

- اَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ

(ابوداؤد)

میں آگ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

- اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ

(ابوداؤد)

اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے بچانا جس روز تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔

- اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ

(ترمذی)

میں آگ والوں کے حال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔

- أَسْأَلُكَ یَا أَللّٰهُ! أَنْ لَّا تَشْوِیَ خَلْقِی بِالنَّارِ

(مستدرک)

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے وجود کو آگ سے نہ جھلسانا۔

- اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَتَقَبَّلْ مِنَّا وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَأَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهُ

(ابن ماجہ)

اے اللہ! ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر، ہم سے راضی ہو اور ہم سے دعائیں اور عبادتیں قبول کر اور ہمیں جنت میں داخل کر اور آگ سے بچا اور ہمارے سب کام خود بنادے۔

- اَللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْأُمُوْرِ كُلِّهَا وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ

(مستدرک)

اے اللہ! سب کاموں میں ہمارا انجام بخیر کر اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا۔

- اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ حَرِّ النَّار

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں آگ کی تپش کے شر سے۔

اس کے علاوہ دعائے قنوت، درود شریف، صفات الہیہ کے ذکر میں بھی آگ سے نجات طلب کی گئی ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 اپریل 2022ء)

﴿59﴾
مادی اور روحانی بیکٹیریا کی تلفی

آج کل سوشل میڈیا پر ایسے میسجز، کلپس اور ویڈیوز کثرت سے گردش کرتے نظر آتے ہیں، جن میں جسمانی صحت کو بحال رکھنے اور مختلف بیماریوں سے نجات کے طریق بیان ہوتے ہیں۔ بعض ویڈیوز میں ڈاکٹرز ٹوٹکے بیان کرتے نظر آتے ہیں۔ بعض میں کوکا کولا، پیپسی اور دیگر مشروبات کے نقصانات بیان کئے جارہے ہوتے ہیں۔ ابھی ایک ویڈیو دیکھی جس میں ایک فِش (fish) کو جار (Jar) میں رکھ کر کولا سے Dip کرکے رکھ دیا گیا اور کچھ دیر کے بعد وہ فش کانٹوں سمیت کولا کا حصہ بن گئی تھی۔ کسی میں کولا کے ذریعہ لوہے سے زنگ اور سڑکوں سے کروڈ آئل صاف کرتے دکھایا گیا ہے۔ کسی ویڈیو میں ایسے پھل یا سبزیاں دکھلائی جاتی ہیں جن میں کھاد کے کثرت استعمال یا موسمی تغیرات سے کیڑے (بیکٹریا) پڑ جاتے ہیں۔ بعض میں بتایا گیا ہے کہ کیلے کے اندر اگر کالی لائن نما لکیر آجائے تو اسے کھانا نہیں چاہیے۔ وہ دراصل بکٹیریا کا آغاز ہوتا ہے۔ بعض پھلوں یا سبزیوں میں یہ بیکٹیریا دکھائے جاتے ہیں۔

پھر شوگر سے بچاؤ کے، بلڈ پریشر، دل کی باریک شریانوں اور بڑی veins کو کھولنے کے لئے کثرت سے میسیجز گردش کرتے نظر آئے ہیں۔ اب تو ایسے چینلز کی بھی بھرمار ہے۔ جو ایسے clips تیار کرتے اور وائرل کرتے ہیں اور ہر clip سے قبل اس چینل کو subscribe کرنے کی ہدایت ملتی ہے۔ یہ سب کچھ wide share ہوتا ہے اس لئے کہ ہمارے خیر خواہ ہمیں مادی اور جسمانی صحت میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ جو اچھی بات ہے۔ تاہم بیکٹریا سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ کر اپنی جسمانی صحت کو بحال رکھیں۔ ہماری عمر دراز ہو اور ہم اپنی زندگی کے تمام امور خواہ مادی ہوں یا روحانی احسن طور پر ادا کرسکیں۔ شیخ سعدی نے کہا ہے۔ ”در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری وقت پیری گرگ ظالم می شود“ جوانی کی عبادات جب صحت جوبن پر ہوتی ہے بڑھاپے کی عبادات سے بہت بہتر ہیں۔ جوانی کے

عمل خیر، بڑھاپے سے بہت بہتر ہیں۔ قویٰ مضبوط ہوتے ہیں۔ بڑھاپے میں بعض دفعہ دل چاہنے کے باوجود انسان بعض اوقات روزے نہیں رکھ سکتا، نوافل ادا نہیں کر سکتا، باجماعت نمازوں میں بھی سستی ہو جاتی ہے جبکہ جوانی میں انسان سب کام کر سکتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

گئی جوانی آیا بڑھاپا تے جاگ پئیاں سب پیڑاں
ہن کس کم دے محمد بخشا سونف ، جوین، ہریڑاں

آج اس آرٹیکل میں مجھے اس مضمون کی تفصیل میں نہیں جانا بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ مادی صحت کو جن بیکٹیریا سے بچانے اور محفوظ رکھنے کی جتنی توجہ مختلف clips میں دلائی جاتی ہے۔ اتنی توجہ اگر روحانی بیماریوں، آلائشوں اور کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے دیں تو ہماری دنیا بھی سنور جائے اور دین بھی۔ کیونکہ یہ بدیاں اور برائیاں جو اخلاقِ سیئہ کہلاتی ہیں ایک طرح کے کیڑے ہیں جو اندر ہی اندر ہمیں کھوکھلا کر رہے ہیں۔ ہمیں دیمک کی طرح کھاتے ہیں۔ ان میں سب سے بڑا کیڑا جھوٹ کا کیڑا ہے۔ جو تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ آنحضور ﷺ نے ایک دفعہ ایک آدمی کو جو مختلف اخلاقی بیماریوں میں مبتلا تھا۔ جھوٹ ترک کرنے کی نصیحت فرمائی تھی۔ اور جھوٹ چھوڑنے سے اس کی باقی بیماریاں جو کیڑے کی طرح اسے چمٹی ہوئی تھیں، جاتی رہی تھیں۔

اس کے علاوہ بد ظنی بھی ایک کیڑا ہے۔ غیبت بھی ایک کیڑے کی طرح ہے۔ قطع تعلقی، حسد، عیب جوئی، افواہ سازی، استہزاء، بخل، بُہتان اور خیانت بھی ایسے کیڑوں کی مانند ہیں جو ایک مومن کو اندر سے کھا کھا کر ختم کر دیتے ہیں۔ ان کو مارنے اور ان کو ختم کرنے کی کوششیں اسی طرح کرنا ضروری ہیں جس طرح جسمانی صحت کی خاطر ہم مختلف ویڈیو کلپ دیکھ کر کوشش شروع کر دیتے ہیں۔

اب جب ہم ماہ رمضان سے گزر رہے ہیں تو اس سے متعلقہ جن نیکیوں کی نشان دہی قرآن و احادیث میں ملتی ہے اس کو اپنائیں اور ماہ رمضان میں جن برائیوں سے بچنے کی تلقین ہے اور یہ بیماریاں کیڑوں کی طرح چمٹی ہوئی ہیں ان کو تلف کریں تو اللہ کی رضا کے سامان ہو سکتے ہیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 اپریل 2022ء)

﴿60﴾

رمضان کی نیکیوں کا سلسلہ سال بھر جاری رہے

ہم نے محسوس کیا ہے ایک انسان لذیذ اور مزے دار کھانے کی لذت اور اس کے سواد کو بسا اوقات کھانے کے بعد گھنٹوں محسوس کرتا رہتا ہے اور اکثر ایسے انسانوں کو لذیذ کھانے کے بعد جب کوئی اور ڈِش یا مشروب پیش کیا جائے تو وہ یہ کہہ کر انکار کر دیتے ہیں کہ میں کھانے کی لذت کو اس مشروب یا ڈِش سے زائل نہیں کرنا چاہتا یا میں اپنا ذائقہ خراب نہیں کرنا چاہتا۔ اسی طرح ایک مومن رمضان میں روحانی خوراک سے لطف اندوز ہوتے ہوئے جب وہ آخری دنوں میں داخل ہوتا ہے تو بہت روتا ہے کہ یہ روحانی مائدہ اب ختم ہونے کو ہے اور ان آخری دنوں میں اس میں لذیذ کھانے سے وہ کچھ بچا کر رکھ لیتا ہے تا کہ آئندہ دنوں میں بھی مزا لے سکے۔ یا یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ لذیذ کھانا جب قریب الاختتام ہوتا ہے تو مزہ دوبالا ہونے لگتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک دفعہ اپنے ایک بھانجے کا واقعہ یوں سنایا تھا کہ اسے فرائی انڈہ بہت پسند تھا جب وہ ختم ہونے کو ہوتا تو وہ رونا شروع کر دیتا کہ اب یہ ختم ہو رہا ہے۔ یہی کیفیت رمضان المبارک کی ہے جس میں ایک مومن لذیذ سے لذیذ روحانی کھانے تیار کر کے نہ صرف خود فائدہ اٹھاتا ہے بلکہ اپنے اللہ کے حضور پیش کرتا ہے تا آئندہ زندگی میں اس کے کام آسکیں۔ ایک مومن اتنی کثرت کے ساتھ رمضان میں روحانی کھانے تیار کرتا ہے کہ اس کو یہ تیاری جہاں سہل لگتی ہے وہاں رمضان کے بعد بھی اس جیسی روحانی ڈشیں تیار کرتا رہتا ہے تا سارا سال ہی ان روحانی کھانوں سے نہ صرف خود لطف اندوز ہو بلکہ اپنے عزیز و اقارب کو بھی اس سے فائدہ پہنچا سکے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک قول اس طرف توجہ دلاتا ہے۔ اِذَا سَلِمَ الرَّمَضَانُ سَلِمَتِ السَّنَة (در منثور جلد 1 صفحہ 341) کہ رمضان اگر سلامتی سے گزر گیا تو سمجھو کہ سارا سال سلامتی سے گزر گیا۔ اس میں دراصل یہی راز ہے کہ رمضان نیکیوں کی وہ پختہ عادت ڈال جاتا ہے جس کے پیچھے انسان سارا سال گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

ایک مومن 30 دن روزانہ ہی گناہوں کی دُھلائی والی بھٹی سے گزر کر اپنے جسم کو صاف ستھرا اور پاک کر چکا ہوتا ہے۔ وہ خشوع و خضوع والی پنجوقتہ باجماعت نمازوں کا عادی ہو چکا ہوتا ہے۔ وہ فرشتوں کی پکار پر راتوں کو اٹھ کر اپنے اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی باتیں ماننے کی عادت اپنا چکا ہوتا ہے۔ اپنے معاصی اور گناہ معاف کروا چکا ہوتا ہے۔ اسی لئے ان نیکیوں اور حسنات کو جاری رکھنے کے لئے عید الفطر کے اگلے روز سے 6 شوال کے روزے رکھے گئے ہیں۔ اور اس کا یہ فلسفہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ کل 36 روزے سال بھر کے 360 دنوں کے روزوں کے ثواب کے برابر ہوں گے۔ اسی لئے رمضان میں اپنے سپرد ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہئے۔ آنحضورؐ نے فرمایا اَلْاَعمالُ بِخَوَاتِیمِھَا کہ اعمال کا دارو مدار انجام پر ہے۔ اس مضمون کو ایک انگریزی ضرب المثل میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

All is well that ends well

اس وجہ سے اکثر دیکھا گیا ہے کہ انسان جب اپنی زندگی کے اختتام کی طرف بڑھتا ہے تو اس میں تقویٰ بڑھ جاتا ہے۔ اللہ سے لگاؤ بڑھتا ہے۔ نمازوں کی طرف پہلے سے زیادہ رغبت ہوتی ہے۔ نیکیاں بجالاتا ہے۔ تا اختتام درست ہو۔ پس انسان اس دنیا میں ایک مسافر کی مانند ہے اس کی گاڑی نجانے کس اسٹیشن پر رکے اور اسے نیچے اتار دیا جائے۔ اس لئے اسے ہر وقت اپنے آپ کو نیکیوں اور حسنات سے مزین کئے رکھنا چاہئے اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک نیکیوں کا پُل تیار کرتے رہنا چاہئے۔ اور ذوق و شوق سے مسجد کی طرف عبادات کے لئے بڑھنا چاہئے تا خدا کا قرب حاصل رہے۔ اور نیکیوں کا زادراہ بڑھتا چلا جائے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 اپریل 2022ء)

﴿61﴾

رمضان کے تیسرے عشرہ (آگ سے نجات) اور اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں

- ہم تیرے گنہگار بندے ہیں اور نفس غالب ہے۔ تو ہم کو معاف فرما اور آخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا۔

(البدر)

- رَبِّ اَخْرِجْنِی مِنَ النَّارِ

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے آگ سے نکال۔

- رَبِّ ارْحَمْنِیْ اِنَّ فَضْلَكَ وَرَحْمَتَكَ يُنْجِي مِنَ الْعَذَابِ

ترجمہ: اے میرے ربّ! مجھ پر رحم فرما اور تیرا فضل اور تیری رحمت عذاب سے نجات دیتے ہیں۔

- رَبِّ سَلِّطْنِیْ عَلَی النَّارِ

ترجمہ: اے میرے ربّ! مجھے ہر آگ پر مسلط کر دے۔

- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ النَّارِ

ترجمہ : سب تعریف اس خدا کے لئے جس نے مجھے آگ سے نکالا۔

- رَبِّ لَا تَضِیۡعۡ عُمُرِیۡ وَ عُمُرَھَا وَاحۡفَظۡنِیۡ مِنۡ کُلِّ اٰفَۃٍ تُرۡسَلُ اِلَیَّ

ترجمہ : اے میرے ربّ! میری اور اس (جیون ساتھی) کی عمر کو ضائع نہ کریو اور مجھے ان تمام آفات سے محفوظ فرمائیو جو میری طرف بھیجی جاویں۔

- **اے رب العالمین! میں تیرے احسانوں کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے۔ تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما۔ رحم فرما۔ رحم فرما اور دنیا و آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا۔ کیونکہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین**

(الحکم 21 فروری 1898ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 اپریل 2022ء)

﴿62﴾

آج ہمارے گھر میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آئے (الہام مسیح موعودؑ)

مامور زمانہ اور عاشق رسولؐ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مؤرخہ 14 اگست 1907ء کو الہام ہوا۔

"آج ہمارے گھر میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آئے، آگئے، عزت اور سلامتی"

(تذکرہ صفحہ 615 ایڈیشن پنجم قادیان)

یہ الہام اُس محبت کی عکاسی کرتا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کو اپنے آقا و مولا سیّدنا حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔ اس زمانہ میں آنحضورؐ کے عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے سب سے بڑھ کر آپؐ سے ایسی محبت کی جس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپؑ فرماتے تھے کہ:

"مجھے جو کچھ ملا ہے وہ نبی کریمؐ کی سچی محبت اور کامل متابعت کے فیض سے ہی ملا ہے۔"

آپؑ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے سچے عاشق تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؑ کو بذریعہ رؤیا "هٰذَا رَجُلٌ يُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ" کی سند حاصل ہوئی۔

آپؑ اپنے فارسی کلام میں فرماتے ہیں:۔

بعد از خدا بعشق محمد مخرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

پھر آپؑ اپنے مقام و مرتبہ کے حوالہ سے فرماتے ہیں۔

"میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا۔ اگر میں اپنے سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 64)

آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ہیں ان سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبیؐ پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔"

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 459)

آنحضورؐ سے غیرت کے حوالہ سے تاریخ احمدیت نے یہ واقعہ بھی محفوظ کیا ہے۔

آپؑ کی غیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اسوہ پر کسی حملہ کو برداشت نہ کر پاتی۔ ایک دفعہ کی بات ہے کہ حضور علیہ السلام فیروز پور سے قادیان آرہے تھے۔ حضور علیہ السلام پلیٹ فارم کے قریب ہی نماز کی تیاری میں مصروف تھے کہ لیکھرام جو آپ کا سخت دشمن تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کرتا تھا، آپ کی طرف بڑھا اور سلام کیا۔ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ:

اس نے ہاتھ جوڑ کر آریوں کے طریق پر حضرت اقدس کو سلام کیا مگر حضرت نے یونہی سر اٹھا کر سرسری طور پر دیکھا اور وضو کرنے میں مصروف رہے۔ اس نے سمجھا شاید سنا نہیں۔ اس نے پھر (سلام) کیا۔ حضرت بدستور استغراق میں رہے۔ وہ کچھ دیر ٹھہر کر چلا گیا۔ کسی نے کہا کہ لیکھرام سلام کرتا تھا۔ فرمایا! اس نے آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کی بڑی توہین کی ہے۔ میرے ایمان کے خلاف ہے کہ میں اس کا سلام لوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تو حملے کرتا ہے اور مجھ کو سلام کرنے آیا ہے۔"

(حیات طیبہ صفحہ 211)

آپؑ ایک اور موقع پر اس عقیدت کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔

جان ودِلم فدائے جمال محمد است خاکم
نثار کوچہ آل محمدؐ است

(اخبار ریاض ہند امرتسر یکم مارچ 1884ء)

ترجمہ: میری جان اور دل محمد صلی اللہ علیہ کے جمال پر فدا ہے اور میری خاک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے کوچہ پر قربان ہے

درِ رہِ عشق محمدؐ ایں سَرو جانم رَود
ایں تمنا ایں دعا در دِلم عزم صمیم

(توضیح مرام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 63)

ترجمہ: حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی راہ میں میرا سر اور جان قربان ہو جائیں۔ یہی میری تمنا ہے اور یہی دعا ہے اور یہی میرا دلی ارادہ ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں:

اس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 456)

جب کسی سے کوئی اتنی زیادہ محبت و عشق کا نہ صرف دعویدار ہو بلکہ وہ بے انتہا حقیقی محبت بھی رکھتا ہو تو محب، محبوب کے دربار سے فیض حاصل کرنے کے لئے چل کر جایا ہی کرتا ہے مگر جب محبت اپنی انتہا کو پہنچ جائے کہ محب، محبوب کے دل میں گھر جائے تو پھر محبوب، محب کے گھر بنفسِ نفیس آکر محب کی محبت کو acknowledge کرتا اور اس کے حوصلے بڑھاتا ہے۔ یہی کیفیت اس الہام میں نظر آتی ہے کہ دنیا کی سب سے مبارک اور پیاری ہستی سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم، اپنے محب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے گھر چل کر آ گئے۔ جس کی اطلاع خود خدائے تبارک و تعالیٰ نے الہاماً دی۔

اب اس الہام کے الفاظ پر غور کریں تو "گھر" کے الفاظ قابلِ غور ہیں۔ یہاں اِنِّیْٓ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ میں اَلدَّار کی طرح مادی اور روحانی دونوں "گھر" مراد لئے جاسکتے ہیں۔ اور جس گھر میں سیّدنا حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم آجائیں اس سے بڑھ کر اور کیا برکت ہو سکتی ہے۔ اور ہم نے دیکھا ہے کہ جس گھر میں کوئی "بزرگ" پیر آجائے تو اس گھر کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ اس بزرگ کی خوبیوں اور اخلاق کو اپنانا ہوتا ہے۔ اس کی تصویر اپنے اندر اتارنی ہوتی ہے۔ ہمارے احمدی گھرانوں میں ہر جمعۃ المبارک کو خلیفہ رسول ایم ٹی اے کے ذریعہ نزول کر کے دینی امور کی یاد دہانی کرواتے ہیں۔ تو ہم اس وقت کو اپنے لئے نہ صرف عہد و پیمان باندھتے ہیں بلکہ حضور کی چال ڈھال، طرزِ زندگی اور تلاوت کے طریق کو بھی اپناتے ہیں۔ میں اس سے قبل بھی اپنے سے بیتا ایک واقعہ کئی بار کوٹ کر چکا ہوں کہ لاہور میں قیام کے دوران مَیں نے ایک نومبائع کو جس کے اندر خلیفۃ المسیح کی محبت رچ بس گئی تھی جمعہ کے روز ایک جماعتی کام کرنے کو کہا۔ اس کا جواب یہ تھا کہ "حضور کے خطبہ جمعہ کے بعد کر دوں گا کیونکہ یہ وہ وقت ہے جب میرے خلیفہ میرے گھر میں بطور مہمان رونق افروز ہوں گے۔ میں نے ان کی مہمان نوازی کرنی ہے جس کے لئے مجھے گھر میں رہنا ضروری ہے۔"

یہی کیفیت جمعہ کے روز قریباً ہر احمدی کی ہوتی ہے۔ اور جب خلیفۃ اللہ حضرت محمدؐ ہمارے گھر آئیں تو ہمیں ان تمام تعلیمات کو اپنا کر اپنے آپ کو حضرت محمدؐ کی تصویر بنانا ہے کہ ہمارے متعلق بھی فرشتے " کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ "کی سند کا اعلان کر سکیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کی کتب کا مطالعہ کر جائیں آپ کو یہ بات عام ملے گی کہ آپؓ اپنی نوجوان نسل کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اپنانے کے لئے عمومی طور پر ''چھوٹا محمدؐ'' بننے یا اپنے اندر حضرت محمدؐ کو اتارنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ یہی وہ مضمون ہے جو زیر نظر اس الہام میں درج ہے کہ

''آج ہمارے گھر میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آئے، آ گئے، عزت اور سلامتی''

اس الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنے آقا و مرشد آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار بھی پنہاں ہے۔ الہام میں صرف ''آئے'' کے الفاظ نہیں بلکہ الفاظ ''آ گئے'' میں اس محبت میں خوشی کے اظہار کا ذکر ہے جو حضرت مسیح موعود کو اپنے آقا و مولی سے تھی۔ جس طرح ایک بچہ اپنے سے بہت پیار کرنے والے کی آمد پر خوشی کے اظہار میں کہہ اٹھتا ہے کہ وہ آ گئے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت مسیح موعودؑ کے مادی گھر اور روحانی گھروں میں آمد کی صورت میں نتیجہ کیا درج ہے ''عزت اور سلامتی''

اور آج اس نتیجہ کا عملی اظہار ہم اپنے گھروں میں صبح شام دیکھتے ہیں کہ جن احمدیوں نے اس الہام کے مطابق اپنے گھروں میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو حرز جان بنایا، اسلام احمدیت کو ہوا دی۔ قرآن کریم کو زندہ رکھا۔ نمازوں کے ذریعہ، نوافل کے ذریعہ، نرم زبان سے، اپنے نیک اعمال سے۔ انہوں نے اپنے پیارے رسول حضرت محمدؐ کو اپنے گھروں میں جگہ دی اور وہ لوگ باعزت ٹھہرے اور انہی کے گھروں میں امن و سلامتی ہے۔ کیونکہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام بھی پیغامِ محبت ہے۔ آپؐ کا دین بھی دینِ محبت ہے۔ جس کا نام اسلام یعنی سلامتی والا اور اسلام پر ایمان لانے والا مسلم اور مومن کہلاتا ہے۔ جس کے معانی ہیں، سلامتی والا، امن والا اور امن دینے والا۔

اب جبکہ ہم رمضان المبارک کے آخری مبارک دنوں سے گزر رہے ہیں۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ قرآن کریم کی تلاوت کریں اور اس کے احکامات پر عمل کریں۔ ہماری کوشش ہو گی کہ ہم اپنی نمازوں کو زندہ کریں، راتوں کو

نوافل سے زندہ کریں، تسبیح و تحمید سے اپنے آنگن کو معطر کریں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں روزے رکھ کر رمضان کو اپنے اندر اتاریں۔ اور یوں اس الہام کے مطابق ہمارے گھروں میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول ہو گا۔ جس سے گھر کا چپہ چپہ بابرکت ہو گا اور ہمیں صراطِ مستقیم کی طرف گامزن رکھے گا۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 اپریل 2022ء)

﴿63﴾

مادی عطر اور روحانی خوشبو سے ممسوح کرنا

ابتدائے دنیا سے انسان خوشبو کو پسند کرتا آیا ہے اور ایسے ماحول کی تلاش میں رہتا ہے کہ جہاں وہ بیٹھ کر یا کچھ وقت گزار کر اپنی طبیعت کو تر و تازہ کرے۔

بہت سی بیماریاں بدبوؤں سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دین حق نے بدبو دار چیزیں استعمال کر کے یا جسم کو گندا رکھ کے مساجد اور مجلسوں میں آنے سے منع کیا ہے۔ خوشبوئیں صحت کے لئے بھی اچھی ہوتی ہیں اور بہت سی بیماریوں کا علاج بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے مساجد اور مجالس میں آنے سے پہلے خوشبو لگانے کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ اچھی خوشبو دماغ کو تر و تازہ رکھتی ہے۔

زمانہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ خوشبو دار پھولوں کے عرق اور Extract تیار ہونے لگے جن کو عطر کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور لوگ اس کو اپنے کپڑوں پر لگانے لگے۔ پھر آہستہ آہستہ الکحل کی آمیزش سے سپرے والے پرفیوم آگئے۔ عطر سازی وغیرہ آہستہ آہستہ ایک علم اور صنعت کی صورت اختیار کر گئی حتیٰ کہ جسم یا کپڑوں پر عطر لگانے کے طریق بھی پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا میں بیان ہونے لگے۔ جیسے کہا گیا کہ جسم پر عطر نرم جگہ تلاش کر کے لگانا چاہئے بعض کان کے پچھلے حصہ پر لگا کر، بعض گردن کے اگلے حصہ کے گڑھے میں لگا کر، بعض ناف پر لگا کر Rub کرنے کو کہتے ہیں۔ حتی کہ بعض لوگ کلائیوں کے اندر والے حصہ پر لگا کر Rub کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کا مؤقف یہ ہے کہ اگر جسم کے نرم حصہ پر لگا کر عطر کو ملا جائے تو خوشبو اندر تک جذب ہو جاتی ہے اور آہستہ آہستہ بھینی بھینی خوشبو کا احساس ہوتا رہتا ہے۔ ایک نئی تحقیق کے مطابق اپنی کلائیوں پر تھوڑی سی ویزلین پٹرولیم جیلی لگا کر پرفیوم لگائیں تو اس کی بھینی بھینی خوشبو سے نہ صرف آپ خود محظوظ ہوں گے بلکہ ماحول معطر رہے گا۔

جہاں تک کپڑوں پر خوشبو لگانے کا تعلق ہے تو اس حوالہ سے بھی طریقے اور آداب درج ہیں۔ کہتے ہیں صرف ان کپڑوں پر عطر لگائیں جو روزانہ بدل لئے جاتے ہیں۔ یا اگر دوسرے دن بھی وہی کپڑے پہننے پڑ جائیں تو ایک روز قبل کا لگایا ہوا عطر ہی استعمال کریں۔ دوسری خوشبو لگانے سے بدبو کا احساس ہو گا۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ کوٹ، اچکن، ویسٹ کوٹ، برقعہ یا ایسے Uppers جن کا استعمال Seasonally ہوتا ہے ان پر خوشبو استعمال نہ کی جائے۔ کیونکہ انسان بھول جاتا ہے کہ کل یا کچھ دن قبل میں نے کون سی خوشبو لگائی تھی۔ Upper پر مختلف قسم کی خوشبوئیں لگنے سے ایک ایسی خوشبو بن جاتی ہے جو عرف عام میں پسند نہیں کی جاتی۔ پھر دنیا کے بعض علاقوں میں عطر لگانے یا پرفیوم چھڑکنے کے حوالہ سے یہ بھی گمان ہے کہ جی بھر کر چھڑکاؤ کرو۔ حالانکہ یہ غلط تصور ہے۔ سپرے کا ایک دو دفعہ چھڑکاؤ ہی کافی ہوتا ہے اور وہی اچھی خوشبو مہیا کرتا ہے۔

مادی عطر اور خوشبو کے علاوہ مذہبی جماعتوں میں ایک روحانی عطر یا پرفیوم بھی متعارف ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے "نیک اور بُرے ساتھی کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے۔ جن میں ایک کستوری یعنی خوشبو اٹھائے ہوئے ہو اور دوسرا بھٹی جھونکنے والا۔ کستوری والا شخص تجھے مفت خوشبو دے گا یا تو اس سے خوشبو خریدے گا ورنہ کم از کم تو اس کی خوشبو اور مہک تو سونگھ ہی لے گا"۔ (مسلم کتاب البر والصلہ) حضرت مولانا کرم الٰہی مبلغ، سپین میں مادی خوشبو فروخت کرتے اور ساتھ ہی خریداروں کو آگاہ بھی فرماتے کہ میرے پاس دینی خوشبو بھی ہے جو آپ کو ہمیشہ معطر رکھے گی۔

خوشبوئیں جن سے معطر ہونے کی ضرورت ہے

کہتے ہیں گلاب کے پھول کی پتیاں جہاں گرتی رہتی ہیں وہاں کی مٹی بھی خوشبو دار ہو جاتی ہے۔ اگر ہم دین محمد ﷺ کی تعلیمات کو دیکھیں تو سب سے پہلی اور سب سے اچھی خوشبو تو قرآن کریم کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں مہیا فرمائی ہے۔ دوسرے نمبر پر ہمارے بہت ہی پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ارشادات و فرمودات ہیں جو احادیث کی شکل میں بطور خوشبو موجود ہیں۔ تیسرے نمبر پر ہمارے پیارے رسولؐ کی سیرت ہے جس کی تشریح میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ کہ آنحضورؐ کے اخلاق، اطوار و عادات عین قرآن کے مطابق ہیں۔ چوتھے نمبر پر ہم آج کے مامور زمانہ حضرت مسیح موعودؑ کی تشریحات اور عمل کی خوشبو سے اپنے آپ کو

معطر کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے حکم وعدل کے طور پر قرآن کریم اور آنحضور ﷺ کی تعلیمات کی تشریح نہ صرف عین اسلامی تعلیمات کے مطابق کی بلکہ اپنے عملی نمونہ سے ثابت کیا کہ آپ کا کوئی فعل سنت رسولؐ کے مخالف نہیں۔ پانچویں نمبر پر جہاں سے ہمیں خوشبو میسر آتی ہے وہ خلافت کا پلیٹ فارم ہے۔ جماعت احمدیہ کا قریباً 114 سالوں سے یہ روحانی باغ خوشبوئیں بکھیر رہا ہے۔ آج ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کو خطبہ کے ذریعہ دین محمد ﷺ کی حسین تعلیمات کی خوشبو بکھیرتے اور ہم اس خوشبو سے نہ صرف حظ اٹھاتے بلکہ اپنے اندر اسے جذب کر کے سارا ہفتہ ہی محظوظ ہوتے ہیں۔ وہ ہمیں قیام نماز، تلاوت قرآن اور اعلیٰ اخلاق کو اپنانے کی تلقین کرتے ہیں اور ہم میں سے ہر کوئی مختلف خوشبودار پھولوں کے گلدستہ کی صورت اختیار کرتا ہے جس سے ماحول معطر ہوتا ہے اور ہر طرف سے یہی آوازیں بلند ہوتی سنائی دیتی ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات کے حقیقی تابع اور وارث یہی لوگ ہیں۔ آج ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ اپنے پیارے امام کی ہر نصیحت کو حرز جان بنائے اور تعلیمات کی خوشبو اپنے اندر جذب کر کے دوسروں کے لئے نمونہ بنے۔

الفضل آن لائن ایک خوشبو

چھٹے نمبر پر جماعت کے اخبار اور میگزینز ہیں جن کے ذریعہ ہم اپنے آپ کو معطر کرتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان میں سے ایک روزنامہ الفضل آن لائن ہے جو لندن وقت کے مطابق ماسوائے اتوار کے روزانہ رات 12 بجے لانچ ہوتا ہے جسے www.alfazlonline.org پر دیکھا اور پڑھا جا سکتا ہے۔

رمضان ایک خوشبو

آج ماہ رمضان بھی ہمارے آنگن میں اسلامی اور روحانی خوشبوئیں بکھیرنے آیا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ان مبارک گھڑیوں کی خوشبوؤں سے اپنے آپ کو نہ صرف معطر کریں بلکہ اپنے حسین اعمال سے اپنے ماحول میں بسنے والے عزیز و اقارب کو بھی خوشبودار کریں اور ہر احمدی گھرانہ میں نمازیں ادا ہو رہی ہوں، نوافل کی رونقیں لگی ہوں۔ نیکیوں کے بازار گرم ہوں۔ قرآن کریم کی تلاوت کی آوازیں ہر گھر سے بلند ہو رہی ہوں۔ خلیفۃ المسیح کے وعظ و

نصیحت پر مشتمل خطبات کو سنیں اور ان میں بیان نصائح کو حرز جان بنائیں اور نیکیوں و حسنات کی ایسی خوشبوئیں بکھیریں کہ ہمارے گھروں میں اللہ کا نزول ہو اور سب سے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہماری بابرکت محفلوں کو ہمسائیگی نصیب ہو۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 اپریل 2022ء)

﴿64﴾

”زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے“

(حضرت مسیح موعودؑ)

زبان اور اس سے تعلق رکھنے والی تعلیمات پر خاکسار کے بہت سے آرٹیکلز روزنامہ الفضل آن لائن اور روزنامہ ”گلدستہ علم وادب“ آن لائن میں شائع ہو چکے ہیں۔ تاہم اس ہفتے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 3 زیر مطالعہ رہی۔ ایک ارشاد جو میری نظروں سے گزرا وہ یہ ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں۔

”زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے اور زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ، وجود کی ڈیوڑھی میں آجاتا ہے۔ جب خدا، ڈیوڑھی میں آگیا تو پھر اندر آنا کیا تعجب ہے؟“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 245-246 ایڈیشن 1984ء)

مندرجہ بالا ارشاد میں لفظ ڈیوڑھی غور طلب ہے۔ اس کے بارے میں خاکسار کچھ عرض کرتا ہے۔ پرانے وقتوں میں گھروں کی تعمیر میں صدر دروازہ کے ساتھ ایک passage (راستہ) رکھا جاتا تھا جو ڈیوڑھی کہلاتا تھا۔ جس سے گزر کر گھر میں رہنے والے یا مہمان اندر داخل ہوا کرتے تھے۔ اور گھر کی خواتین اپنے گھروں اور صحن کی صفائی کے ساتھ ساتھ ڈیوڑھی اور اس سے ملحقہ گیٹ یا دروازہ بھی صاف کیا کرتی تھیں بلکہ بعض خواتین گھروں کی صفائی ستھرائی کا آغاز ہی ڈیوڑھی اور اس سے ملحقہ حصوں سے کرتی تھیں۔ صفائی کرنے والے کپڑے کو گیلا کر کے پوچا مارتیں یا صافی لگاتی تھیں تاکہ گلیوں اور سڑکوں سے گزرنے والے لوگوں پر گھر کا اچھا اثر پڑے اور آنے والے مہمانوں پر خوش آئند اثرات مرتب ہوں۔

خاکسار کی اس تمہیدی وضاحت کے تناظر میں اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کو پڑھیں تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان کا وجود ایک مکان کی طرح ہے جس کا دروازہ یا ڈیوڑھی منہ اور زبان ہے۔ جس کی صفائی ستھرائی گھر کی طرح بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر ضروری ہے جس طرح عام مکانوں اور ڈیوڑھیوں کی صفائی کی جاتی ہے۔ اور جس طرح مہمان گھروں میں ڈیوڑھیوں کے ذریعہ داخل ہوتے ہیں جن میں کپڑے کا پوچا لگا ہوا ہو تو وہ خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ایک مومن کے وجود کے اندر اس کی ڈیوڑھی یعنی منہ اور زبان کے ذریعہ حلول کرتا ہے۔ جو پاک صاف ہونا ضروری ہے۔

قرآن میں غلط زبان کے استعمال کی ممانعت

آئیں! سب سے پہلے اللہ کی پاک کتاب "القرآن الکریم" سے اس حوالہ سے رہنمائی لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سورۃ فاطر آیت 11 میں ایک مومن کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ عزّت کے طلبگار یاد رکھیں کہ عزّت، اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ تمہاری نیک اور پاک باتیں اس کی طرف چڑھ کر جاتی ہیں اور اس کے نتیجہ میں عمل منتج ہوتے ہیں وہ عمل اُس انسان کو بلندیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ اس آیت کے الفاظ یوں ہیں۔

اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُہٗ

(فاطر:11)

اس کے علاوہ قرآن کریم میں ایسی باتوں کے کرنے اور بعض باتوں سے رکنے کا ارشاد فرمایا ہے جن کا تعلق زبان سے ہے جیسے آواز کو دھیما رکھنا (لقمان:20)، لوگوں سے نرم لہجہ سے گفتگو کرنا (البقرہ:84)، اپنے بھائیوں کے لئے دُعا کرنا (الممتحنہ :13)، قول زور (جھوٹ) سے بچنا (الصف:3-4)، بغیر علم کے کوئی بات کرنا (بنی اسرائیل:37)، بہتان تراشی سے پرہیز (النساء:113)، لوگوں پر عیب لگانے کی ممانعت (الحجرات:12)، غیبت کرنے کی ممانعت (الحجرات:14) وغیرہ وغیرہ۔ ان کے علاوہ بہت سی نیکیوں کی طرف قرآن توجہ دلاتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے جن کا تعلق زبان سے ہے۔

احادیث میں زبان کے استعمال کی تعلیم

آیئے! احادیث کے وسیع و عریض باغیچہ میں داخل ہوتے ہیں۔ دو منہ والے انسان کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدترین انسان قرار دیا جو ایک بات کسی سے کہے اور دوسروں کے پاس جا کر اور بات کرے۔

(مسلم کتاب البر و الصلہ)

- پھر ایک موقع پر فرمایا کہ طعنہ زنی کرنے والا، دوسرے پر لعنت کرنے والا، فحش کلامی کرنے والا اور یاوہ گو زبان دراز مومن نہیں ہو سکتا۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 817)

- ایک دفعہ آپؐ سے کسی نے نجات کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اَمْسِكْ لِسَانَكَ کہ اپنی زبان روک رکھو۔

(ترمذی باب حفظ اللّسان)

- ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کو اشارہ کر کے یا اُسے پکڑ کر سوال کرنے والے کو سمجھایا کہ اسے روک کر رکھو۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں زبان کی حفاظت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:

- ”حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ناف کے نیچے کے عضو اور زبان کو شر سے بچاتا ہے اس کی بہشت کا ذمہ دار میں ہوں“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 382)

- پھر فرمایا ”تم اپنی زبان پر حکومت کرو نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں اور اناپ شناپ بولتے رہو۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 382)

- پھر فرمایا ”خدا نے تعلیم دی ہے کہ زبان کو سنبھال کر رکھا جائے اور بے معنٰی، بے ہودہ، بے موقع، غیر ضروری باتوں سے احتراز کیا جائے۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 381)

پھر نہایت حکیمانہ اور پیارے انداز میں حضرت مسیح موعودؑ احباب جماعت کو زبان کے درست استعمال کی طرف یوں توجہ دلاتے ہیں۔

”یاد رکھو! ہر قفل کے لئے ایک کلید ہے۔ بات کے لئے بھی ایک چابی ہے۔ وہ مناسب طرز ہے جس طرح دواؤں کے نسبت میں نے ابھی کہا ہے کہ کوئی کسی کے لئے مفید ہے اور کوئی کسی کے لئے مفید ہے۔ ایسے ہی ہر ایک بات ایک خاص پیرائے میں خاص شخص کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ یہ نہیں کہ سب سے یکساں بات کی جائے۔ بیان کرنے والے کو چاہئے کہ کسی کے بُرا کہنے کو بُرا نہ منائے بلکہ اپنا کام کئے جائے اور تھکے نہیں۔ امراء کا مزاج بہت نازک ہوتا ہے اور وہ دنیا سے غافل بھی ہو جاتے ہیں۔ بہت باتیں سُن بھی نہیں سکتے۔ انہیں کسی موقعہ پر کسی پیرائے میں نہایت نرمی سے نصیحت کرنا چاہئے۔“

(ملفوظات 119-120 ایڈیشن 1984ء)

اسی مضمون کو ایک اور جگہ پر یوں بیان فرمایا کہ:

”جسے نصیحت کرنی ہو اُسے زبان سے کرو۔ ایک ہی بات ہوتی ہے وہ ایک پیرایہ میں ادا کرنے سے ایک شخص کو دشمن بنا سکتی ہے اور دوسرے پیرایہ میں دوست بنا دیتی ہے پس جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (النحل:۱۲۶) کے موافق اپنا عمل درآمد رکھو۔ اسی طرز کلام ہی کا نام خدا نے حکمت رکھا ہے۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 233)

تیز زبان کو چھری سے بھی مناسبت دی جاتی ہے جو اگر مناسب طرز پر استعمال نہ کی جائے تو رشتہ داروں اور خونی عزیزوں کو کاٹ کر رکھ دیتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"زبان سے ہی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ دنیا میں زبان سے ہی سب کام چلتے ہیں۔ زبان کو قابو میں رکھو۔ دیکھو عورت اور مرد کا آپس میں نکاح ہوتا ہے تو صرف زبان سے ہی اقرار لیا جاتا ہے اور صرف اتنا کہنے سے کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔ ان کا یہ سب رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 16)

خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑنے کا محاورہ تو ہم نے سن رکھا ہے۔ ہمارے معاشرے اور خاندانوں میں بھی ہم اس محاورہ کا اطلاق ہوتا دیکھتے ہیں۔ اگر کسی خاندان میں کوئی کرخت موجود ہو، اس کو اپنی زبان پر قابو نہ ہو اور وہ اناپ شناپ بکتا ہو تو ہم نے بالعموم دیکھا ہے کہ یہ کرخت اور سخت زبان پھر آگے بچوں میں بھی چلتی ہے اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ۔ ورنہ اولاد بھی جھگڑالو ہوتی ہے۔ اور جس گھر کے بڑے، اسلامی آداب سے مرصع ہوں۔ نرمی، خوش خلقی سے بات کرتے ہوں تو اس نیکی کا اثر آگے فیملی ممبرز میں جاری رہتا ہے۔ اور وہ گھرانہ با اخلاق ہوتا ہے۔

اس مضمون کو ایک شاعر نے کیا ہی اچھے انداز میں یوں بیان کیا ہے۔

سات نسلوں کا تعارف ہے لہجہ
جب کوئی بولے تو نام و نسب کھلتا ہے

شاعر نے اس شعر میں کہا ہے کہ انسان کے لہجہ سے اس کا اور اس کی فیملی کا نہ صرف تعارف ہوتا ہے بلکہ انسان کے طرز کلام سے اس کے خاندان کا نام و نسب بھی ظاہر ہوتا ہے۔

پس جماعت احمدیہ بھی ایک خاندان کی طرح ہے اور اس خاندان کے سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں جن کا اندازِ کلام نہایت دھیما، شفقت سے بھرا اور پُرکشش ہے ان کے منہ سے موتی بکھرتے ہیں اور ہر انسان کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے روحانی خاندان

کے سربراہ کی حیاتِ مبارکہ کو اپنائیں اور ہمارے مونہوں سے بھی موتی جھڑیں جب ہم بات کریں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے۔ آمین

جھوٹ کا رمضان سے کوئی تعلق نہیں

"زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے" کے مضمون کو آج رمضان کے موسم میں رمضان کے ساتھ نہ جوڑا جائے تو یہ مضمون ادھورا رہ جائے گا۔ اس ڈیوڑھی کے ذریعہ ایک مومن کھانا کھا کر سحر و افطار کرتا ہے اور اسے یہ تاکید کی جاتی ہے کہ ان مبارک ایّام میں حلال چیزیں بھی کچھ وقت کے لئے حرام کر دی گئی ہیں۔ حرام تو حرام ہی ہیں۔ ان سے اجتناب ضروری ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعْ طَعَمَہٗ وَشَرَابَہٗ

(صحیح بخاری کتاب الصوم)

اس ارشاد نبویؐ کا ترجمہ یہ ہے کہ جو جھوٹی بات اور جھوٹے عمل کو نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی حاجت نہیں کہ وہ روزہ رکھ کر اپنا کھانا پینا چھوڑے۔ اللہ کی نظر میں ایسے روزوں کی کوئی وقعت نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس حوالہ سے فرمایا تھا کہ:

"سب سے مہلک بیماری جھوٹ ہے۔ یہ ایسی بدی ہے جو سب نیکیوں کو کھا جاتی ہے۔ یہ ایسا تیزاب ہے جو سونے کو بھی گلا دیتا ہے۔ اس سے بچیں اور اپنے گھروں کو سچائی کی آماجگاہ بنا دیں۔"

پھر اسی کی تفصیل میں فرمایا کہ رمضان میں جھوٹ کے خلاف جہاد کریں اور دعائیں کریں۔ چھوٹے بڑے دعائیں کریں کہ اللہ ہمیں جھوٹ کی لعنت سے بچائے۔ بعض احمدی نیکیاں اختیار کرتے ہیں عام زندگی میں جھوٹ بھی نہیں بولتے۔ لیکن جب کبھی ایسا موقع آجائے گواہی دینی ہو، اسائلم لینا ہو تو فوراً جھوٹ بول دیتے ہیں۔ انشورنس کا

ناجائز استعمال ہوتا ہے۔ حکومت بھی دے رہی ہے اور آپ اپنا کام بھی کر رہے ہیں اور جب پکڑے جائیں تو جھوٹ بول دیتے ہیں۔"

(الفضل 26 فروری 1994ء)

ان اہم امور کی طرف ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی بارہا توجہ دلا چکے ہیں اور سچائی کے ساتھ اپنے اسائلم کیس لڑنے کی تلقین فرمائی ہے۔

اسی طرح روزہ میں لڑائی جھگڑے کی ممانعت ہے کیونکہ جھگڑے کے دوران بھی زبان کا غلط استعمال ہو جاتا ہے۔ اسی پر فرمایا کہ تم جواباً کہو "اِنِّیۡ صَآئِمٌ" کہ میں روزے سے ہوں۔

پس آئیں! اس رمضان کو سچائی کا رمضان بنا دیں اور اپنے گھروں اور وجود سے جھوٹ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 اپریل 2022ء)

﴿65﴾

مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

گزشتہ دنوں مکرم مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ امریکہ سے فون پر گفتگو ہو رہی تھی۔ مکرم مولانا موصوف نے ایک شعر کا یہ مصرع دوران گفتگو پڑھا۔

مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

گو مولانا موصوف نے اس مصرع کا اطلاق کسی اور حوالہ سے کیا تھا۔ مگر خاکسار کے کانوں میں یہ مصرع داخل ہوتے ہی رمضان کے حوالہ سے ایک مضمون ابھرنا شروع ہوا اور وہ نماز تہجد کے حوالہ سے ہے۔ مضمون کو آگے بڑھانے سے قبل مکمل شعر پر حاوی ہونا ضروری ہے کیونکہ پہلے مصرع کا تعلق بھی میرے اس مضمون کے ساتھ بنتا ہے جو میں اللہ کی دی ہوئی توفیق سے بیان کرنے جا رہا ہوں۔ مکمل شعر یوں ہے جو جناب ارشد شہزاد کا ہے۔

جوانی میں عدم کے واسطے سامان کر غافل
مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

خاکسار کے ہمعصر یا زیادہ عمر والے احباب وخواتین اچھی طرح جانتے ہیں کہ پرانے وقتوں میں جب سفر کے ذرائع بہت محدود اور نہ ہونے کے برابر تھے، سفر صبح سویرے شروع ہوتے تھے اور وہ ساری رات سفر کی تیاریوں میں گزار دیتے تھے۔ جامعہ احمدیہ میں ہمارے پیدل سفر کا آغاز بھی نماز فجر سے قبل ہوا تھا۔ ہم نے تینوں دن نماز فجر

راستے میں دوران پیدل سفر ادا کی تھی۔ کیونکہ دور جانا ہوتا تھا اس لئے سرگی کے وقت سفر کا آغاز کرتے تھے۔ آج کے جدید دور میں بھی لمبا سفر کرنے والے صبح صبح اپنا سفر شروع کرتے ہیں۔

انسان بھی ایک مسافر ہے۔ اس کی زندگی ایک سفر ہے اور انسان کی منزل مقصود بھی دُور ہے۔ اس لئے اپنی زندگی کے سفر کو کامیاب بنانے کے لئے راتوں کو اٹھ کر دعائیں کرنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ

مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

جہاں تک ماہ رمضان میں رات کے نوافل کا تعلق ہے ایک مومن کو سحری سے قبل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں بیدار ہو کر آٹھ نوافل ادا کرنے چاہئیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں نماز تہجد میں کمزوری دکھلانے والوں کے لئے نماز عشاء کے بعد باجماعت نماز تراویح کو رواج دیا جس میں حافظ قرآن یا قاری ایک دفعہ قرآن کریم کی تلاوت سناتا ہے۔ اس نماز تراویح کے باوجود ایک مومن کو صبح کے نوافل ترک نہیں کرنے چاہئیں۔ خواہ دو نفل ہی ادا کرے۔ یہ وقت قربِ الٰہی کا وقت ہے۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ بھی نچلے آسمان پر آچکا ہوتا ہے اور اس کے فرشتے سطح زمین پر آکر صدائیں بلند کر رہے ہوتے ہیں کہ ہے کوئی اللہ سے اپنے گناہ بخشوانے والا؟ مانگے اسے دیا جائے گا بلکہ ابن ماجہ کی راویت کے مطابق اللہ تعالیٰ خود زمین پر آکر مومنوں کو مخاطب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو المزمّل کے لقب سے پکار کر ہدایت فرمائی کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر عبادت کیا کرو وہ نصف رات کے برابر ہو یا نصف سے کم کیونکہ رات کا اٹھنا نفس کو پاؤں تلے مسلنے میں سب سے کامیاب نسخہ ہے اور رات کو جاگنے والوں کو سچ بولنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۭ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا

(المزمل:2-6)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، احادیث میں یہ درج ہے کہ آپؐ نے اپنی راتوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہوُا تھا۔ ایک عوام الناس، دوسرا اہل خانہ اور تیسرا اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے۔ اور لمبا عرصہ کھڑے ہو کر آپ نوافل ادا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام میں نماز تہجد ادا کرنے والوں کو بلند ترین مقام "مقام محمود" عطا کرنے کی نوید سنا رکھی ہے۔ (بنی اسرائیل:80) اور مومنوں کی سیرت اور طریق کار بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا

(السجدۃ:17)

اُن کے پہلو بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں (جبکہ) وہ اپنے ربّ کو خوف اور طمع کی حالت میں پکار رہے ہوتے ہیں۔

اور سورۃ الذاریات میں درج ہے کہ صحابہ کم ہی سویا کرتے تھے اور سورۃ الفرقان کی آیت 65 میں عباد الرحمٰن کی علامات میں لکھا ہے کہ وہ اپنے ربّ کے لئے راتیں سجدہ کرتے اور قیام کرتے گزارتے ہیں۔

جہاں تک رمضان میں راتوں کو بیدار ہونے کا تعلق ہے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ

(بخاری کتاب الایمان)

فرمایا جو شخص ماہ رمضان میں ایمان کی حالت میں اور ثواب کی خاطر عبادت کرتا ہے تو اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں رمضان کی راتوں کو قیام کرنے کا ذکر ملتا ہے۔

پس رمضان میں ہماری راتیں بیدار ہوں۔ ہر طرف سے رات کے تیسرے پہر اللہ تعالیٰ سے بخشش کی صدائیں بلند ہو رہی ہوں اور ہم ان خوش نصیبوں میں سے ہوں جن کو خدا آسمان سے اُتر کر مخاطب ہو کر کہہ رہا ہو کہ کون ہے جو

مجھے پکارے تا کہ میں اس کی دُعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تا میں اسے عنایت کروں اور کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے اور میں اسے بخش دوں۔

(بخاری کتاب التوحید)

کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

اِنَّ اللّٰہ افترض عَلَیْکُمْ صَوْمَ رَمَضَانَ وَسَنَنْتُ لَکُمْ قِیَامَہُ

(نسائی)

کہ اللہ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کر دیے ہیں اور میں نے اس کی راتوں کی عبادت تمہارے لئے بطور سنت قائم کر دی ہے۔ اور سنت رسول پر عمل ہر مومن کا فرض ہے۔

جاگ اے شرمسار ! آدھی رات
اپنی بگڑی سنوار آدھی رات
یہ گھڑی پھر نہ ہاتھ آئے گی
باخبر ہوشیار ! آدھی رات
وہ جو بستا ہے ذرّے ذرّے رات
کبھی اس پکار آدھی رات
اس کے دربار عام میں جا بیٹھ
سب لبادے اتار آدھی رات

(کلام چوہدری محمد علی مضطر۔ مرحوم)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 اپریل 2022ء)

﴿66﴾

جمعۃ الوداع یا جمعۃ الاستقبال

ویسے تو رمضان کے مبارک و مقدس مہینے کے تمام دن بالخصوص تمام جمعے ہی مبارک ہیں مگر آخری جمعۃ المبارک کو بہت اہمیت دے دی گئی ہے۔ اس آخری جمعہ کو جمعۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ جس میں رمضان کے رخصت ہونے کا پیغام پنہاں ہے۔ یہ جمعہ مسلمانوں میں روایتی طور پر ایک یادگار جمعہ بن گیا ہے۔ اس روز مساجد ضرورت سے زیادہ آباد ہوتی ہیں۔ نمازوں کے بڑے بڑے اجتماعات ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایک غلط تصور مسلمانوں میں پیدا ہوتا جارہا ہے کہ یہ دن بخشش اور مغفرت کا دن ہے جو شخص اس روز جمعہ پر حاضر ہو جائے گا خواہ اس نے سارا سال مسجد کا منہ تک نہ دیکھا ہو بخشا جائے گا۔ اسی لئے وہ مسجد میں جو عام دنوں میں نمازیوں کے مقابل پر بہت بڑی دکھائی دیتی ہیں آج چھوٹی پڑ جاتی ہیں۔ بلکہ ملحقہ سڑکوں اور گلی بازاروں میں بھی نمازی نظر آتے ہیں۔ اب تو یہاں یورپ میں بھی سڑکوں پر مسلمانوں کو نماز پڑھتے دیکھا جاسکتا ہے اور سارا سال مسجد کا منہ تک نہ دیکھنے والے لوگ سمجھتے ہیں کہ اس دن یا لیلۃ القدر کی عبادت، پہاڑ جیسے بلند گناہوں کے ڈھیر کو بھی بخشوانے کے لئے کافی ہے۔ یہ بات اسلامی عبادات کے فلسفہ کے منافی ہے پاکستان میں میری ایک غیر از جماعت گزٹیڈ افسر سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے فخریہ طور پر بتلایا کہ میں سارے سال میں صرف جمعۃ الوداع پر حاضر ہوتا ہوں۔ نماز عید پر بھی نہیں جاتا۔ یہ ذاتی concept اور یہ تصور غلط ہے یہ اسلامی تصور نہیں۔

عبادت کو ایک تسلسل کا نام ہے جس میں استقامت اور مشقت ضروری ہے۔ ماں ایک مسلسل تکلیف دہ مرحلے سے گزر کر بچہ جنتی ہے۔ جس پر وہ خوش ہوتی ہے جو اس کا حق بھی ہے۔ بعینہ رمضان کی مشقت میں اپنے آپ کو ڈال

کر جمعۃ الوداع یا عید منانے کا حق بھی انہی کو ہے۔ جو پورے آداب اور مکمل شرائط کے ساتھ رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور راتوں کو اٹھتے، قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہیں۔

ماں کو بچے سے پیار بھی اسی درد اور تکلیف کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جو اس نے جنتے وقت برداشت کی ہوتی ہے ورنہ بچے کی دعویدار غیر عورت تو بچے کو آدھا آدھا کروانے سے بھی نہیں ہچکچاتی۔ اسی لئے حقیقی ماں کی طرح رمضان سے پیار کرنے والے لوگوں کے لئے یہ الوداع کا جمعہ، الوداع کا جمعہ نہیں رہتا۔ نیکیوں کے استقبال کا جمعہ بن جاتا ہے۔ ہاں یہ الوداع کا جمعہ بھی ہوتا ہے مگر بدیوں کو الوداع کرنے کا جمعہ۔ اپنے گناہ آلودہ جسم سے بدیوں کو الگ کرنے کا جمعہ بن جاتا ہے۔ جیسا کہ آنحضور ﷺ ایک دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنا فاصلہ پیدا کر دے جتنا مشرق و مغرب کا ہے۔ اور میرے گناہ اس طرح پاک و صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا دھل کر گندگی سے صاف ہو جاتا ہے۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ)

اس کے بالمقابل ایک مومن نیکیوں کے استقبال کے لئے منتظر رہتا ہے۔ وہ جمعہ کو مخاطب ہو کر کہہ رہا ہوتا ہے کہ جی آیاں نوں۔ میری زندگی میں یہ مبارک جمعہ آیا ہے آئندہ بھی اس مبارک دن کی عبادت سے دُور نہیں رہوں گا۔ وہ نماز کو "جی آیاں نوں" کہہ رہا ہوتا ہے۔ وہ قرآن کریم کا " اَھْلاً وَّسَھْلاً وَّمَرْحَباً " کہہ کر استقبال کر رہا ہوتا ہے وہ ہر نیکی کو "خوش آمدید" کہتا ہے۔

اگر کوئی ایک ماہ رمضان، انسان کی گود کو کسی ایک نیکی سے ہری کر گیا ہے یا کسی بدی سے نفرت پیدا کر گیا ہے تو سمجھیں اُس کا ماہ رمضان کامیاب گزرا ہے۔ اُس نے ماہ رمضان سے کما حقہٗ فائدہ اٹھایا ہے۔ میں ذاتی طور پر کئی دوستوں کو جانتا ہوں جو ایک ماہ رمضان میں بدی چھوڑنے کا عہد کرتے ہیں یا کسی ایک نیکی کو اپنانے کا عہد باندھتے ہیں اور پھر سارا سال اس پر کاربند رہتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر آنحضورؐ کا یہ ارشاد پورا اترتا ہے۔

اِذَا سَلِمَ الرَمَضَانُ سَلِمَتِ السَّنَۃُ کہ اگر ماہ رمضان سلامتی سے گزر گیا تو سمجھ لو سارا سال خیریت سے گزر گیا۔ اس مضمون کو مزید سمجھنے کے لئے لفظ "الوداع" پر غور ضروری ہے۔ لفظ الوداع اپنی ذات میں افسردگی کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے۔ مگر خوشی کا پیغام بھی دے رہا ہوتا ہے۔ جیسے بچیوں کو رخصت کرتے وقت ماحول افسردہ ہو جاتا ہے۔

بچیوں کا یہ الوداع اُس وقت خوشی کا پیغام بن جاتا ہے جب وہ اپنے اپنے گھروں میں ہنسی خوشی زندگی بسر کرتی ہیں اور اولاد کے ذریعہ خاندانوں میں اضافہ کا موجب بنتی ہیں۔

ماں باپ اپنے بچوں کو یا بیویاں اپنے خاوندوں کو کمائی کی خاطر یا اعلی تعلیم دلوانے کی خاطر اپنے سے الگ کرتے ہیں اور بیرون ملک بھجوانے کے لئے الوداع کرتے ہیں تو یہ ماحول بھی افسردہ ماحول ہوتا ہے مگر جب وہ اعلی تعلیم حاصل کر کے گھر آتے ہیں کوئی ڈاکٹر بن کر آتا ہے کوئی انجنیئر بن کر آتا ہے یا کمائی کی خاطر گئے ہوئے لوگ جب گھر کی ضروریات کے لئے رقم بھجوانا شروع کر دیتے ہیں اور گھر میں تنگی کا ہاتھ ذرا آسان ہو جاتا ہے تو پھر افسردگی دور ہوتی ہے اور یہی افسردگی خوشی میں بدل جاتی ہے۔

بعینہ رمضان کا یہ آخری جمعہ مومنوں کے لئے افسردگی کا ماحول پیدا کر دیتا ہے۔ یہ رحمتوں، فضلوں کے دن آئے تھے۔ ہم نے تو ابھی اپنے کھیسے اور کشکول بھی نہیں بھرے اور یہ ہم سے جدا ہو رہے ہیں۔ ایک فکر لاحق ہوتی ہے۔ ایک پریشانی بڑھتی ہے مگر جب اللہ تعالیٰ بخشش کے سامان پیدا فرماتا ہے، انعامات سے نوازتا ہے تو پھر یہی افسردگی خوشی میں بدل جاتی ہے۔ پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بیٹی کی رخصتی یا بیٹے و خاوند کو رخصت کر کے گھر میں باقی ماندہ افراد کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ بعینہ رمضان کی رخصتی کے بعد مومنوں کی ذمہ داری میں اضافہ ہونا چاہئے۔

اس مضمون میں ایک اور نصیحت بھی پنہاں ہے اور وہ یہ کہ الوداع ہونے والے الوداع ہوتے وقت اپنے عزیز و اقارب کو نصیحت کر رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً خاوند جب کمائی کے لئے جا رہا ہوتا ہے تو اپنے بیوی بچوں کو نصیحت کرتا ہے اور وہ اس کی نصیحت کی لاج بھی رکھتے ہیں بعینہ رمضان کا الوداع ہونے والا یہ جمعہ ہم سب کو یہ نصیحت کر رہا ہوتا ہے کہ اے مومنو! تم نے اپنی بساط کے مطابق خدا کی رحمت کو جذب کیا ہے۔ آج تم اپنے گھروں کو خالی کر آئے ہو اور مسجدوں کو بھر دیا ہے۔ دیکھنا اور ہوشیار رہنا اس کے رخصت ہو جانے سے تم بھی مساجد سے رخصت نہ ہو جانا۔ نیکیوں سے ہاتھ نہ دھو بیٹھنا۔ بلکہ رحمت کے اس سرے کو اگلے رمضان کی رحمت کے سرے سے باندھ دینا تا یہ تسلسل جاری رہے۔ آنحضورؐ فرماتے ہیں کہ سردیوں کے روزے ایسا مال غنیمت ہے جو بغیر جنگ اور مشقت کے حاصل ہوتا ہے۔ (جامع ترمذی) بہت ہی احسن رنگ میں آقا و مولی حضرت محمد ﷺ نے مضمون کو سمجھایا ہے۔ روزے خواہ گرمیوں کے ہوں یا سردیوں کے۔ انہیں مال غنیمت قرار دیا ہے۔ گرمیوں میں یہ مال غنیمت

محنت و مشقت اور ایک تکلیف کے دور سے گزر کر حاصل ہوتا ہے جبکہ سردیوں میں یہ بغیر جنگ کے حاصل ہو جاتا ہے۔

مال غنیمت کیا ہے۔ وہ ایک زادراہ ہے جو مستقبل کے کام آتا ہے۔ رمضان کی برکات، اللہ تعالیٰ کے افضال، اس کی رحمتیں، اس کی بخشش، اس کے انعامات خدا تعالیٰ کی طرف سے مال غنیمت ہے۔ اگر اس رمضان میں مال غنیمت حاصل کیا ہے اور جمعۃ الوداع سے اپنی جھولی جھاڑ کر اُٹھے ہیں تو یہ پھر مال غنیمت نہیں ہے۔ مال تو وہ ہے جو مستقبل کے کام آئے۔ مال غنیمت کا دوسرا اصول جو قرآن میں بیان ہوا ہے کہ اموال غنیمت میں سے اللہ، اس کے رسول، اقرباء، یتامیٰ، مساکین اور ابن سبیل یعنی مسافروں کے لئے پانچواں حصہ ہے۔ (الانفال: 42) اموال غنیمت کو پوٹلی میں بند کر کے نہیں رکھنا بلکہ استعمال کرنا ہے۔ اپنے عزیز و اقارب، مساکین، یتامیٰ اور مسافروں کے لئے۔ یہی وہ سبق ہے جو رمضان ہمیں دیتا ہے۔ رمضان کے روزے ہمیں کیا سکھاتے ہیں۔ اللہ کا حق ادا کرنا سکھلاتے ہیں اس کے رسول کا حق، اس کی مخلوق کا حق ادا کرنے کا سبق دیتے ہیں۔ اللہ کا حق کیا ہے؟ اگر رمضان نے نماز پڑھنی سکھلا دی ہے۔ قرآن پڑھنا آگیا ہے۔ اطاعت رسول کے سلیقے سیکھ لیے ہیں تو اموال غنیمت ہے۔ جس میں اللہ اور اس کے رسول کے لئے خرچ کرنا ہے یعنی ان کی ادائیگی چھوڑ نہیں دینی بلکہ پانچواں حصہ خدا کے لئے ہے۔

اور جہاں تک بے کس، مجبور و مقہور مخلوق کا تعلق ہے۔ اُن کی خدمت سے آپ رمضان میں لطف اندوز ہوئے اور اس طریق سے بھی رُکنا نہیں۔ بلکہ اسے اموال غنیمت سمجھتے ہوئے اس کا پانچواں حصہ سارا سال ہی خرچ کرتے رہنا ہے۔

ابھی رمضان کے اختتام پر عید آئے گی۔ ان شاء اللہ—اس عید کا ایک حق یہ ہے کہ اموال غنیمت جو ہم نے حاصل کئے ہیں ان کو مزید بڑھانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے سے کم حیثیت بھائیوں کے گھروں میں جائیں۔ ان سے عید ملیں۔ تحفے تحائف دے کر ان کی خوشیوں میں شامل ہوں۔ ضروری نہیں کہ احمدی افراد کے گھروں میں ہی جائیں۔ غیر از جماعت گھروں میں بھی جایا جا سکتا ہے۔ کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو اس موقع پر اموال غنیمت کو استعمال نہ کر رہا ہو۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے فراخی اور کشائش سے نواز رکھا ہے وہ مستحقین کا حق ادا کر رہا ہو۔

ان تمام کام کو جاری رکھنے کے لئے ایک عزم صمیم کی ضرورت ہے۔ باقی ماندہ دنوں میں اللہ تعالیٰ کو اپنا بنانے کی ضرورت ہے۔ اپنی سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرنے کی ضرورت ہے۔ آنسو تو محبت کے سفیر ہوتے ہیں۔ قبولیت کی سند ہوتے ہیں جہاں کام رک جائے۔ زبان کام نہ کرے وہاں آنسو کام آتے ہیں ایک بچے کی بلبلاہٹ اور اس کے رونے سے ماں کے پستانوں میں بھی دودھ اتر آتا ہے مومنوں کو بھی خشوع و خضوع اختیار کرنے کی تلقین قرآن میں ملتی ہے۔ اس لئے راتوں کو بیدار کریں روئیں، گڑگڑائیں، اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ اگر بخشش ہو گئی تو تر گئے۔

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لئے
بادلو ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لئے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ عاجزی اپنا شعار بنالو اور رونے کی عادت ڈالو کیونکہ رونا اسے بہت پسند ہے۔ اگر 40 دن تک رونا نہ آئے تو سمجھو دل سخت ہو گیا ہے۔ اس لئے آنحضورؐ کی زبان میں دعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔ تاوہی رقت، قلق خشوع خضوع پیدا ہو جو آنحضورؐ کے صاف و منصفی دل میں پیدا ہوتا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

آج رمضان کا آخری جمعہ ہے بعض لوگ اس اہمیت کی وجہ سے آئے ہوں گے کہ رمضان کا آخری جمعہ ہے اس لئے یہاں بڑی مسجد میں آکر پڑھ لو یا بعض دفعہ ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں آخری جمعہ ضرور پڑھنا ہے اس لئے پڑھ لو۔ جماعت کے افراد کو جمعہ کی اہمیت کی طرف بار بار توجہ دلائی جاتی ہے اور اب شاید تھوڑے لوگ بھی ہوں گے جو اس بارے میں لاپرواہی کرتے ہیں۔ لیکن جو بھی لاپرواہی کرتے ہیں انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو سننے کے بعد فکر کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ رمضان کے جمعے پڑھ لو یا رمضان کا آخری جمعہ پڑھ لو تو ثواب ہو گا بلکہ ہر جمعہ کی اہمیت بتائی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

(الجمعہ:10)

کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن کے ایک حصہ میں نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

پس مومن کو، ایمان لانے کا دعوی کرنے والے کو یہ حکم ہے کہ ہر جمعہ کی نماز کا خاص اہتمام کرو اور اپنی تجارتیں، اپنے کام، اپنے کاروبار چھوڑ دو۔ سب کام چھوڑ کر، سب تجارتیں چھوڑ کر، سب دنیاوی منفعتیں اور فائدے چھوڑ کر صرف ایک چیز کی فکر کرو کہ تم نے جمعہ پڑھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم علم رکھتے ہو تو تمہیں پتا ہونا چاہئے کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اسی میں برکت ہے۔ اس سے تمہارے کاروباروں میں برکت پڑے گی۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جان بوجھ کر جمعہ چھوڑنے والے کے دل پر مہر لگ جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کا ایمان صحیح ایمان نہیں رہتا۔ اگر ایمان حقیقی ہو تو بھی انسان دنیاوی فائدے کی خاطر اپنے جمعوں کو قربان نہ کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر جمعوں میں وقت پر آنے اور باقاعدگی سے جمعہ میں شامل ہونے والوں کے بارے میں فرمایا کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں وہ مسجد میں پہلے آنے والے کو پہلا لیتے ہیں اور اس طرح وہ آنے والوں کی فہرست تیار کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب امام خطبہ دے کر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنے رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور ذکر الٰہی سننے میں لگ جاتے ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ الخ حدیث-۳۲۱۱)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور جمعوں میں آنے کے حساب سے بیٹھے ہوں گے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب ماجاء فی التھجیر الی الجمعۃ حدیث-۱۰۹۴)

یعنی پہلا دوسرا تیسرا چوتھا۔ پس وہ لوگ جو بغیر مجبوری کے عادتاً جمعوں پر دیر سے آتے ہیں انہیں بھی اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ یہاں بھی آج تو رمضان کے جمعوں میں خاص طور پر لوگ پہلے آکر بیٹھے ہوئے ہیں، نہیں تو اکثر

میں نے یہی دیکھا ہے کہ جب میں آتا ہوں تو آدھی کے قریب مسجد ہوتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ خطبہ کے اختتام تک یا اس سے چند منٹ پہلے تک مسجد بھرتی ہے۔ پس عام دنوں میں بھی اس طرف توجہ ہونی چاہئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 جون 2017ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 اپریل 2022ء)

﴿67﴾
عید کا سبق، غرباء پروری

اللہ تعالی نے قرآن کریم کے آخری پارہ میں جہاں امام مہدی کی آمد کی علامات کا ذکر فرمایا ہے وہاں آخری زمانے کی بعض کمزوریوں کا ذکر بار بار کیا ہے جو بالخصوص امام مہدی کے دور میں پائی جانی تھیں۔ ان میں سے ایک یتیموں، مسکینوں اور غرباء کے حقوق کا ذکر ہے۔ جو بار بار ہوا ہے۔ یہی وہ سبق ہے جو رمضان سے ہمیں ملتا ہے اور عید کا موقع اس کا ایک عملی اظہار ہے۔ جیسے فرمایا۔

رزق میں کمی کی وجہ، یتیم اور مسکین کی عزت نہ کرنا ہے۔

(الفجر:18)

بلندی پر چڑھنے کا ذریعہ یتیم اور مسکین کی خبر گیری ہے گویا زینہ ہے۔

(البلد)

ایسے نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو چھوٹی چھوٹی باتوں سے روکتے اور یتیم کو دھتکارتے ہیں۔

(الماعون)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم پا کر پناہ دی اور تلقین کی

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ

(الضحیٰ:10-11)

اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ہم اس پہلو سے تاریخ اور سیرت کے آئینہ میں دیکھتے ہیں تو آپ کے دو فرمان بہت واضح طور پر ملتے ہیں۔ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ۔ اَلْحُبُّ اَسَاسِیْ۔

یعنی زندگی کے ہر شعبہ میں تعلقات خواہ وہ کسی کے ساتھ ہوں آپ میں محبت ہمیشہ غالب رہی۔ انس چھایا رہا۔ اپنوں اور غیروں سے حسن سلوک اور پیار سے ہی پیش آتے آپ کو دیکھا گیا۔ تمام مخلوق سے آپؐ کا محبت بھر اسلوک تھا۔ کسی کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا۔ غریب ہو، امیر ہو یا کوئی سربراہ ہو برابری کا سلوک کرتے ہوئے محبت اور پیار کے پھول بکھیرے اور صحابہؓ کی بھی پھر اسی رنگ میں تربیت فرمائی۔ صحابہؓ نے بھی آپؐ کے نقش قدم پر محبت کے دیپ جلائے۔ پیار نچھاور کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ آپس میں میل ملاپ کے مواقع مہیا فرمائے۔ ایک دوسرے کے گھروں میں آنا جانا۔ غمی خوشی میں شامل ہونا گویا ان کی غذائے ثانی بن چکی تھی۔ اور وہ ایک جسم ہو چکے تھے۔ ایک صحابی (خواہ وہ غریب ہو یا امیر) کی تکلیف تمام صحابہؓ کی تکلیف ہوا کرتی تھی۔ اور خود آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ کیفیت تھی کہ غرباء میں رہنا آپ پسند فرماتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔

وَابْغُونِیْ فِیْ الضُّعَفَاءِ مجھے تلاش کرنا ہو تو غرباء میں تلاش کریں۔

ایک دشمن اسلام، آنحضور ﷺ کو غریبوں میں پا کر ایمان لے آیا تھا۔ وہ مدینہ میں یہ کہتا ہوا داخل ہوا کہ اگر محمدؐ غریبوں کے ساتھ ہوا تو وہ سچا ہو گا اور میں ایمان لے آؤں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم طبعی طور پر مساکین کے ساتھ دلی محبت رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ غرباء اس شمع کے گرد پروانہ وار جمع ہوتے گئے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تھی اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کی۔ سرداران مکہ بسا اوقات آپؐ سے کہتے کہ ہماری شان ہمیں یہ اجازت نہیں دیتی کہ آپؐ کی ایسی مجالس میں شامل ہوں۔ جن میں ہم سے چھوٹے طبقے کے لوگ موجود ہوں۔

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ

(الشعراء:112)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

(انعام:53)

یعنی یہ غرباء جو آپؐ کے ارد گرد جمع ہو گئے ہیں ان کو مت دھتکار۔ یہ صبح و شام اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور ہر آن اللہ کی توجہ چاہتے ہیں۔ غرباء نے جب یہ آیت سنی تو بڑے فخر اور دلی مسرت سے یہ کہا کرتے تھے فِيْنَا نَزَلَتْ کہ یہ ہماری عزت افزائی اور تکریم کے لئے نازل ہوئی۔ اور کہا کرتے تھے کہ خدا کا یہ حبیب حضرت محمد ﷺ ہمارے ساتھ گھل مل کر بیٹھا کرتا ہے اور قرب صحبت کا بعض اوقات یہ حال ہوتا ہے کہ آپؐ کا گھٹنا ہمارے گھٹنوں سے لگ جاتا ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ (الکہف:29) ان کی طرف سے اپنی توجہ نہ پھیر لینا۔

آپؐ کا یہ اعلیٰ کردار ہی تھا کہ پہلی وحی پر جو آج سے 1400 سال قبل نازل ہوئی حضرت خدیجہ نے برملا طور پر یہ کہتے ہوئے تسلی دی تھی۔

كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ

آپ رشتہ داروں کو جوڑتے ہیں۔ مہمان نواز ہیں۔ صادق و صدوق ہیں۔ آپؐ بے نواؤں اور بے کسوں کا بوجھ اپنے اوپر لے لیتے ہیں۔ آمدنی سے محروم لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر تُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الحقِّ کہ قحط اور وبائی بیماریوں میں مبتلا لوگوں کی تکلیف دور کرنے کے لئے کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ اسی قسم کی گواہی آپؐ کے چچا ابو طالب نے اس وقت دی تھی جب آپؐ کا نکاح حضرت خدیجہؓ سے ہوا۔ خطبہ میں کہا۔ (شعر کا ترجمہ) محمدؐ کے باخدا ہونے کی وجہ سے قحط کے زمانے میں اس کے منہ کا واسطہ دے کر خدا کے حضور بارش نازل کرنے کی التجا کی جاتی ہے کیونکہ وہ یتامیٰ اور بیوگان کے لئے ملجا و ماویٰ ہے اور خود خدا نے گواہی دی تھی کہ مخلوق کا دکھ درد آنحضورؐ کو گراں گزرتا ہے اور ان کو چین نہیں پڑتا جب تک وہ ان کی تکالیف کو دور نہ کر لیں۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ میں مساکین

سے محبت رکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ میری زندگی مساکین کے درمیان گزرے اور جب میرا حشر ہو تو میں اپنے تئیں زمرہ مساکین میں پاؤں۔

مسجد نبویؐ میں رہائش رکھنے والے 100 کے قریب غرباء (جو اصحاب صفہ کہلاتے تھے) کے خود کفیل و متکفل تھے۔ سفر و حضر میں ہر جگہ ناتوانوں کی مدد کرنا بہت ضروری سمجھتے تھے لکھا ہے کہ سفر کرتے وقت قافلے کے پیچھے پیچھے چلتے۔ کمزوروں کے لئے اپنی سواری کی رفتار کم کر لیتے۔ ناتوانوں اور غرباء کو اپنے پیچھے سوار کر لیتے۔ بسا اوقات خود ساتھ پیدل چلتے۔ اور کہا کرتے کہ جس کے پاس زائد سواری ہے وہ اپنے نادار بھائی کو دے دے۔ جس کے پاس زائد زادراہ ہے وہ اپنے ایسے بھائی کو دے دے جس کے پاس زادراہ نہ ہو۔ اور امراء کو مخاطب ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ "اللہ کی طرف سے مدد اور جو رزق دیا جاتا ہے وہ سب ضعفاء اور غرباء کی بدولت ہے" اور آج کارخانہ زندگی کو دیکھیں تو امراء اور صاحب ثروت لوگ ان غرباء اور گھر میں کام کاج کرنے والوں ہی کی وجہ سے سکھ اور آرام میں ہیں اور گھر کا کاروبار چلانے کے لئے یہ غرباء اور ضعفاء کے محتاج ہیں کوئی باورچی ہے۔ کوئی مالی ہے۔ اور کوئی ڈرائیور ہے۔ جو اپنے آرام سے محروم رہ کر اپنے صاحب مالک کے آرام کے لئے کوشاں رہتا ہے اور یہ اس بات کے حق دار ہیں کہ آنحضورؐ کی اقتداء میں ان سے نرمی، محبت، پیار کا سلوک کیا جائے اور اس طرح کے دوسرے غرباء کا بھی خیال رکھا جائے۔

یہی وہ عظیم پیغام ہے ہم سب کے لئے اس عید کے موقع پر جس کا درس سارے رمضان میں ہمیں ملتا ہے اور رمضان کے آخر پر غرباء سے جذبہ ہمدردی اور ضعفاء کی دستگیری کے لئے فطرانہ ادا کیا جاتا ہے۔ اور عید اس کا عملی نشان ہے۔

ایک عید پر آنحضور ﷺ کا ایسی جگہ سے گزر ہوا جہاں کچھ بچے کھیل کود میں مصروف تھے اور عید پر ملنے والے تحائف کا ذکر فخریہ انداز میں کر رہے تھے کہ یہ تحفہ مجھے ابا نے دیا۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ مجھے یہ تحفہ میری اماں نے دیا۔ ایک کنارے بچہ ناامیدی اور مایوسی کی تصویر بنا پرانے اور میلے کچیلے کپڑوں کے ساتھ کھڑا تھا کہ آنحضور ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم کیوں مایوس کھڑے ہو۔ ان بچوں کی ساتھ کیوں نہیں کھیل رہے۔ بچے نے جواب دیا کہ میرے امی ابا نہیں ہیں جو مجھے عید پر نئے کپڑے دیتے اور میں بھی خوشی مناتا۔ آنحضورؐ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔ آپ بچے کو گھر لائے۔ حضرت عائشہؓ سے کہا۔ بی بی! اسے نہلاؤ اور نئے کپڑے پہناؤ۔ اس کے ماں باپ

نہیں ہیں۔ اور بچے سے کہا کہ بیٹا! گھبراؤ مت۔ آج سے میں تمہارا باپ، عائشہ تمہاری امی اور فاطمہ تمہاری بہن ہے۔

آج 1400 سال کے بعد سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعودؑ اور مہدی معہود نے ایک دفعہ پھر اپنے روحانی بادشاہ حضرت محمدؐ کی سیرت اور تاریخ کو زندہ کیا۔ اور شرائط بیعت میں غریب پروری کی تعلیم دے کر ہم میں سے ہر ایک کو اپنے سے کم رتبہ و مرتبہ اور Status کے آدمی سے بغیر تمیز مذہب و ملت حسن سلوک کا درس دیا۔

- حضرت میر ناصر نواب صاحب نے ایک دفعہ اپنا مستعمل کوٹ کسی کو تحفہ کے طور پر بھجوایا۔ اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ کوٹ لے کر جانے والے دوست یہ کوٹ حضرت نواب صاحب کو واپس کرنے جارہے تھے کہ راستہ میں حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات ہو گئی۔ آپ نے وجہ پوچھنے پر فرمایا کہ لاؤ! میں پہن لیتا ہوں۔ واپس کرو گے تو حضرت نواب صاحب کی دل شکنی ہو گی۔
- ایک دفعہ ایک غریب اور مفلس صحابی محفل میں موجود تھے کہ اعلیٰ اور امیر صحابی آتے تو ان کو جگہ مل جاتی جس کی وجہ سے آہستہ آہستہ یہ غریب صحابی جوتیوں والی جگہ پر چلے گئے۔ حضورؐ یہ سارا ماجرا دیکھ رہے تھے جب کھانا Serve ہوا تو آپ اپنا پیالہ لے کر اس غریب صحابیؓ کے پاس جوتی والی جگہ پر چلے گئے اور اپنا کھانا اس غریب صحابی کے ساتھ تناول فرمایا۔

قرآن کریم کے آخری پارہ میں جہاں مہدی اور اس کے زمانہ کی علامات درج ہیں وہاں یتیم، مسکین کی دیکھ بھال اور ان سے حسن سلوک کرنے کا بار بار ذکر دراصل ہمیں سبق دے رہا ہے کہ امام مہدی کے دور میں غریب پروری کم ہو جائے گی اور مہدی اور اس کے متوالے اور پروانے اس معدوم تعلیم کو دوبارہ دنیا میں قائم کریں گے۔ اور آنحضورؐ نے ایک صحابی حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر جو فرمایا تھا۔

سَلْمَانَ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ۔ آج کا مامور بھی تو فارسی النسل ہے اور ہمیں فخر ہے کہ ہم اس فارسی النسل کی روحانی اولاد ہیں۔ ہاں ہمیں فخر ہے کہ ہم ان معنوں میں اس دنیا کے نجات دہندہ حضرت محمدؐ کے اہل بیت میں شامل ہیں۔

اس ناطہ سے ہم پر بہت اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اپنے روحانی آقا اور اس روحانی خاندان کے سربراہ آقا و مولا حضرت محمدؐ کے نام نامی، مقام و مرتبہ اور تعلیم کی حفاظت ہم پر فرض ہے یہ تبھی ممکن ہے کہ ہم میں سے ہر ایک آپؐ کی تعلیم کو حرز جان بنالے اور اس صحابیؓ کی طرح جس نے قرآن کریم کے تمام حکموں پر عمل کر لیا تھا صرف ایک حکم کی خاطر مدینہ کے گھر گھر کی کنڈی کھٹکھٹائی تھی تاوہ حکم بھی تعمیل کے بغیر نہ رہ جائے۔ آج قرآن کریم کے احکامات پر عمل کا مین دروازہ کھول کر اس کے اندر کی تعلیمات اسلامی کی صورت میں موجود ہر دروازہ اور کھڑکی کی کنڈی کھٹکھٹا کر اندر داخل ہونے کی ضرورت ہے۔

خصوصی طور پر عید کے روز آنحضورؐ کی اقتداء میں غرباء اور مساکین کے ساتھ عید منانی ہے۔ اپنے سے کم Status والے کے گھر جا کر تحائف کا تبادلہ کر کے عید کا مزہ دوبالا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر بچہ اپنی عیدی میں سے کچھ اپنے کمتر کے لئے کچھ رقم نکالے۔ ہر آدمی کم از کم ایک گھر کا Visit ضرور کرے۔ یہی تعلیم ہے جو قرآن و احادیث سے ملتی ہے اور ہمارے خلفاء کرام متعدد بار ہمیں اس طرف متوجہ کر چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پاکیزہ تعلیم پر نہ صرف عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے بلکہ رمضان کے اس درس کو سارے سال پر محیط کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 اپریل 2022ء)

مضامین کے لنکس

- رمضان میں روحانی پیدائش

https://www.alfazlonline.org/21/04/2020/15497/

- رمضان کی تیاری اسوہ رسولؐ کی روشنی میں

https://www.alfazlonline.org/22/04/2020/15689/

- رمضان میں کرنے کے کام

https://www.alfazlonline.org/23/04/2020/15772/

- رمضان کے فضائل

https://www.alfazlonline.org/24/04/2020/15957/

- رمضان اور قرآن لازم وملزوم ہیں

https://www.alfazlonline.org/25/04/2020/15916/

- پیشہ ہے رونا ہمارا پیشِ رب ذوالمنن

https://www.alfazlonline.org/27/04/2020/16174/

- رمضان، کا مبارک اور دعاؤں کا مہینہ ہے

https://www.alfazlonline.org/28/04/2020/16129/

- خلیفۂ وقت کی باتوں پر کان دھریں

https://www.alfazlonline.org/04/05/2020/16929/

- راتوں کی نیند کو عبادت کے لئے وقف کرنا بھی انفاق فی سبیل اللہ ہے

https://www.alfazlonline.org/29/04/2020/16301/

- خدا کا دیا (چراغ)

https://www.alfazlonline.org/30/04/2020/16392/

- اِنِّیۡ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیۡ میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں

https://www.alfazlonline.org/01/05/2020/16577/

- رمضان، اونٹ کی کوہان اور ہمارا بنک بیلنس

https://www.alfazlonline.org/02/05/2020/16715/

- رمضان بطور نیویگیٹر (Navigator)

https://www.alfazlonline.org/05/05/2020/17042/

- رمضان اور نماز باجماعت

https://www.alfazlonline.org/06/05/2020/17149/

- فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرَاتِ

https://www.alfazlonline.org/07/05/2020/17268/

- نماز میں معرفت کیسے حاصل کی جاسکتی ہے

https://www.alfazlonline.org/08/05/2020/17414/

- جنگ بدر کے قصہ کو مت بھولو

https://www.alfazlonline.org/09/05/2020/17543/

- رمضان اور اصلاحِ نفس

https://www.alfazlonline.org/11/05/2020/17663/

- رمضان کو اپنی نمازوں سے مزین کریں

https://www.alfazlonline.org/12/05/2020/17738/

- رمضان کے آخری عشرہ میں ایک مومن کی کیفیت

https://www.alfazlonline.org/13/05/2020/17790/

- خود احتسابی

https://www.alfazlonline.org/14/05/2020/17914/

- نظام جماعت سے وابستگی اور اطاعت عہدیداران

https://www.alfazlonline.org/15/05/2020/18008/

- رمضان کا درس سارا سال جاری رہتا ہے

https://www.alfazlonline.org/16/05/2020/18051/

- شادی بیاہ پر بجالانے والی رسومات بارے اسلامی تعلیم

https://www.alfazlonline.org/18/05/2020/18391/

- لاک ڈاؤن سے اپنائی گئی خوبیاں و اچھائیاں

https://www.alfazlonline.org/19/05/2020/18550/

- خوشی کے موقع پر تحائف دینے کے آداب (عید کے تحائف)

https://www.alfazlonline.org/20/05/2020/18697/

- شوال کے روزے

https://www.alfazlonline.org/21/05/2020/18855/

- جمعۃ الوداع اور ہماری ذمہ داریاں

https://www.alfazlonline.org/22/05/2020/18973/

- عید سعید کی برکات اور ایک مومن کی ذمہ داریاں

https://www.alfazlonline.org/23/05/2020/19097/

- رحمت (القرآن)

https://www.alfazlonline.org/31/03/2021/33983/

- رنگ انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے

https://www.alfazlonline.org/03/04/2021/34133/

- قرآن روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لئے شفا کا موجب ہے (قسط اوّل)

https://www.alfazlonline.org/07/04/2021/34325/

- قرآن روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لئے شفا کا موجب ہے (قسط دوم)

https://www.alfazlonline.org/10/04/2021/34468/

- رمضان کے بارے میں قرآنی احکام

https://www.alfazlonline.org/14/04/2021/34615/

- کفّارات اور درجات کیا ہیں؟

https://www.alfazlonline.org/17/04/2021/34814/

- مادی اور روحانی زندگی

https://www.alfazlonline.org/21/04/2021/34964/

- رمضان میں دعاؤں کی تحریک

https://www.alfazlonline.org/04/05/2021/36054/

- اے خواجہ! درد نیست وگرنہ طبیب ہست

https://www.alfazlonline.org/05/05/2021/35813/

- دوا! اپنے وزن کے مطابق استعمال سے ہی فائدہ دیتی ہے

https://www.alfazlonline.org/21/01/2022/52908/

- روحانی اولاد

https://www.alfazlonline.org/12/05/2021/36197/

- ماہ رمضان 1443 ہجری قمری

https://www.alfazlonline.org/31/03/2022/57532/

- When It's Gone, It's Gone

https://www.alfazlonline.org/02/06/2021/37260/

- بھانڈے قلعی کرالو انسانی اعضاء کو رمضان کی بھٹی میں ڈال کر صاف کرنے کی ضرورت

https://www.alfazlonline.org/02/04/2022/57698/

- آئینہ کے اوصاف اپنانے کی تلقین الفضل آن لائن کا بھی بطور آئینہ استعمال ضروری ہے
https://www.alfazlonline.org/04/04/2022/57818/

- رمضان کے پہلے عشرہ رحمت کی مناسبت سے قرآنی دعائیں
https://www.alfazlonline.org/05/04/2022/58074/

- رمضان کے پہلے عشرہ رحمت کی مناسبت سے ادعیہ ماثورہ
https://www.alfazlonline.org/05/04/2022/58073/

- رمضان کے پہلے عشرہ رحمت کی مناسبت سے حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں
https://www.alfazlonline.org/06/04/2022/58088/

- رمضان کا انتساب براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہے
https://www.alfazlonline.org/07/04/2022/58017/

- روحانی اور مادی بہار کے باغیچے کے کھلتے پھول
https://www.alfazlonline.org/11/04/2022/58341/

- رمضان اور نفس کی تطہیر
https://www.alfazlonline.org/12/04/2022/58425/

- رمضان المبارک کا دوسرا عشرہ مغفرت اور اس میں بخشش طلب کرنے کی قرآنی دعائیں
https://www.alfazlonline.org/12/04/2022/58877/

- رمضان المبارک۔ انسانی کثافتوں کو صاف کرنے کا روحانی چھٹہ
https://www.alfazlonline.org/14/04/2022/58550/

- رمضان کے دوسرے عشرہ، مغفرت اور اس میں بخشش طلب کرنے کی ادعیہ ماثورہ

https://www.alfazlonline.org/14/04/2022/58993/

- چالیس کا ہندسہ اور ہماری ذمہ داریاں

https://www.alfazlonline.org/15/04/2022/58758/

- رمضان کے دوسرے عشرہ مغفرت اور اس میں بخشش طلب کرنے کی مناسبت سے حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں

https://www.alfazlonline.org/16/04/2022/59357/

- رمضان المبارک کا تیسرا عشرہ آگ سے نجات اور اس سے متعلق قرآنی دعائیں

https://www.alfazlonline.org/21/04/2022/59645/

- جو عالی ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کر ملتے ہیں

https://www.alfazlonline.org/21/04/2022/59446/

- رمضان کے تیسرے عشرہ (آگ سے نجات) اور اس سے متعلق ادعیہ ماثورہ

https://www.alfazlonline.org/22/04/2022/59729/

- مادی اور روحانی بیکٹیریا کی تلفی

https://www.alfazlonline.org/22/04/2022/59530/

- رمضان کی نیکیوں کا سلسلہ سال بھر جاری رہے

https://www.alfazlonline.org/23/04/2022/59601/

- رمضان کے تیسرے عشرہ (آگ سے نجات) اور اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں

https://www.alfazlonline.org/24/04/2022/59915/

- آج ہمارے گھر میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آئے (الہام مسیح موعودؑ)

https://www.alfazlonline.org/25/04/2022/59840/

- مادی عطر اور روحانی خوشبو سے ممسوح کرنا

https://www.alfazlonline.org/26/04/2022/59689/

- "زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے" (حضرت مسیح موعودؑ)

https://www.alfazlonline.org/27/04/2022/59759/

- مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

https://www.alfazlonline.org/28/04/2022/59862/

- جمعۃ الوداع یا جمعۃ الاستقبال

https://www.alfazlonline.org/29/04/2022/59938/

- عید کا سبق، غرباء پروری

https://www.alfazlonline.org/30/04/2022/60023/

★★★★★

ادارہ الفضل آن لائن کی کتب

1. اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال
2. ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر
3. جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار اور معیت الٰہی
4. ارشادات نور
5. کتابِ تعلیم
6. ذیلی تنظیموں کا تعارف اور ان کے مقاصد
7. مجدد دین اسلام۔ تعارف و کارہائے نمایاں
8. میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا
9. جماعت احمدیہ کا نظام خلافت

10. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد اول
11. حیات نورالدینؓ
12. دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے
13. قرآنی انبیاء
14. معلمین وقفِ جدید کے لئے مشعلِ راہ
15. جامع المناھج والاسالیب
16. مقام وعظمتِ خلافت
17. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد دوم
18. الفضل کی اہمیت، افادیت اور قلم کے استعمال کی ترغیب
19. مسز ناصر کی کہانی، مسز ناصر کی زبانی
20. واقعہ افک
21. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد سوم
22. قرآن کی سورتوں کا تعارف
23. سیّدنا حضرت امیر المؤمنین کا دورہ امریکہ 2022ء
24. ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام
25. سیدنا مصلح موعودؓ (الفضل آن لائن کے اوراق سے)
26. جماعت احمدیہ کی دنیا بھر میں مساجد
27. احمدیت کے چمکتے ستارے۔ شہدائے برکینا فاسو
28. لجنہ اماء اللہ کے سو سال
29. دلچسپ و مفید واقعات و حکایات
30. اپنے جائزے لیں

31. دعاؤں کا تحفہ قرآنی دعائیں
32. ادار یے بابت رمضان المبارک
33. احکام خداوندی (زیر تکمیل)
34. آؤ! اردو سیکھیں (زیر تکمیل)
35. فقہی کارنر (زیر تکمیل)
36. ادار یے بلحاظ ترتیب مضامین جلد اول (زیر تکمیل)
37. بچوں کی تقاریر از فرخ شاد (زیر تکمیل)
38. ہجری شمسی مہینوں کا تعارف (زیر تکمیل)
39. ہجری شمسی مہینوں کا تعارف (زیر تکمیل)

*****